حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر ایک عظیم کتاب

اَلْکَلِمَةُ الْعُلْیَا

لِاِعْلَاءِ

عِلْمِ الْمُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ سید المفسرین امام المناظرین مقتدائے اہلِ سنت
صدر الافاضل استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ قاری حکیم
سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ

ناشر
سنی دار الاشاعت
اخوند مسجد کھارادر - کراچی

Marfat.com

الحمد للہ اثبات علم غیب سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں بے مثل
و مایہ ناز کتاب

الکلمۃ العلیاء

لاعلاء

علم المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ سید المفسرین امام المناظرین مقتدائے اہل سنت
صدر الافاضل استاد العلماء حضرت مولانا حافظ قاری حکیم
سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی قدس سرہ

باہتمام شاہ تراب الحق قادری

ناشر
سنی باب الاشاعت
اخوند مسجد نیو نہام روڈ۔ کھارادر۔ کراچی

3232

Marfat.com

86970

فہرست مضامین کتاب مستطاب الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

صفحہ	مضمون
۱	دیباچہ
۲	مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا اس کتاب میں رد ہے
۳	تقریر مسئلہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
۳	حضور کیلئے جمیع اشیاء کے علم کا اثبات قرآن پاک سے
۳	اہل سنت کا عقیدہ متعلق علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
۵	تقویۃ الایمان کے لغویات کا رد
۵	حضور کے علم عظیم کا ثبوت آیات سے
۶	حضور کیلئے جمیع اشیاء کے علم کا ثبوت احادیث سے
۷	حضور نے منبر پر قیام فرما کر قیامت تک کے وقائع و حوادث کی خبر دی
۷	مولوی محمد سعید بنارسی کی لیاقت و دیانت
۸	مخالفین کے اہل حق کے کرشمے
۸	بخاری و مسلم کی حدیث کہ حضور نے قیامت تک ہونیوالی کوئی چیز نہ چھوڑی سب کا بیان فرما دیا۔
۱۲	حدیث حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ کر مثل کف دست کر دیا میں نے اسکے مشارق و مغارب کو دیکھا
۱۲	حدیث حضور نے فرمایا مجھے آسمانوں اور زمینوں کی تمام کائنات کا علم حاصل ہو گیا۔
۱۲	ملائکہ اشجار وغیرہ جمیع کائنات کا علم حضور کو مرحمت ہوا۔
۱۲	حضور پر غیبوں کے دروازے کھولدئے گئے تمام علوم جزوی و کلی کا علم و احاطہ۔
۱۳	حضور پر جمیع اشیاء کا منکشف ہونا۔
۱۳	درندوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم ماکان و مایکون ہونیکی گواہی
۱۴	حضور نے قیامت تک ہونیوالا ہر امر بیان فرمایا یہاں تک کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو پر ہلائے اور حضور نے اسکا ذکر نہ فرمایا ہو۔
۱۴	حضور نے ایک دن میں دنیا کے تمام حالات کیسے بیان فرما دئیے
۱۵	حضرت داؤد علیہ السلام کا سواری پر زین کسنے کا حکم دینا اور زبور شروع کرنا زین کھینچنے سے قبل زبور ختم فرما لینا۔
۱۵	ابتدا سے انتہا تک مخلوقات کے جمیع احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا حضور علیہ الصلوٰۃ کا معجزہ ہے۔
۱۵	حضرت علی المرتضیٰ کا ایک رکاب میں قدم رکھکر دوسری میں قدم رکھنے تک پورا قرآن پاک ختم فرما لینا
۱۶	بعض مشائخ کا حجر اسود سے باب الکعبہ تک پہنچتے پہنچتے تمام قرآن پاک ختم کر لینا ابن شیخ شہاب الدین سہروردی کا از اول تا آخر حرف بحرف سننا
۱۶	حضور علیہ السلام پر عالم کی کوئی شے مخفی محتجب نہیں۔
۱۷	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعت علم پر صاحب اکابر کی نفیس تقریر
۱۹	انبیاء کو ایک ایسی صفت عطا فرمائی جاتی ہے جس سے وہ غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔
۱۹	نصیحۃ المسلمین کے اس قول کا رد کہ غیب کی بات پیغمبر خدا کو بھی معلوم نہ تھی۔
۲۰	صاحب براہین کی تقریر پر شیطان لعین کا اللہ تعالیٰ کے احاطہ میں ہونا لازم آتا ہے۔
۲۳	لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں کی ایک لہر ہے۔
۲۴	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلم و افضل خلق ہونے پر اجماع
۲۴	حضور علیہ السلام کا دنیا میں دین کے تمام امور و مصالح کا عالم ہونا
۲۴	اللہ تعالیٰ کا حضور علیہ السلام کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمانا۔
۲۵	حضور کو تین طرح کے علم عطا ہوئے۔
۲۵	انسان و جن و فرشتے سب حضور کے امتی ہیں۔
۲۶	حضور علیہ السلام کو تمام دنیا و مافیہا کا علم مرحمت ہوا۔
۲۶	حضور کا علم انسانوں جنوں فرشتوں سب سے وسیع ہے۔
۲۷	وسعت علوم اولیاء کا ذکر۔
۲۷	اولیاء کے لئے تمام عالم کے علوم۔
۲۸	مولوی اسمٰعیل دہلوی کا اپنے مریدوں تک کیلئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنا اور حضور کے لئے شرک بتانا۔
۲۸	مولوی اسمٰعیل دہلوی کا صاحب شغل دورہ کی وسعت علمی کا اقرار حضور کے لئے انکار۔
۳۰	بزرگوں کے علم بالغیب کی نسبت صاحب نصیحۃ المسلمین مولوی کوچینی کا اقرار۔
۳۱	مخالفین کے قول سے تھوڑی دیر کیلئے شرک کا جائز ہونا لازم آتا ہے
۳۳	حضور اقدس علیہ السلام کے جسم اقدس پر مکھی بیٹھتی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔
۳۴	رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کا رد ہو الاول والآخر والظاہر والباطن شان الٰہی و نعت رسالت پناہی دونوں کو شامل ہے۔
۳۶	علم غیب کے متعلق فریقین کے اعتقاد۔
۳۶	براہین میں شیطان و ملک الموت کی وسعت علم کا اقرار اور فخر عالم کی وسعت علمی کا انکار۔
۳۷	صاحب براہین کا شرک کو نص سے ثابت ماننا جانب مخالف کا اقرار کہ حضور اعلم الخلق ہیں۔
۳۸	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک حضور کے لئے علم ثابت کرنا خواہ ذاتی ہو یا عطائی ہر طرح شرک ہے اور اس کا جواب۔
۳۸	مخالفین کے قول سے لازم آتا ہے کہ علام الغیوب تعلیم پانیوالا ہو
۳۸	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی بھی ذاتی نہیں۔
۳۸	صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو بھی تمام چیزوں کا ہر وقت علم نہیں۔

Marfat.com

3232

صفحہ	مضمون
۳۹	علم نبی علیہ السلام کی نسبت اہل سنت کا اعتقاد جانب مخالف کا غیب کی تعریف میں غلطی کرنا فتوائے مولوی غلام محمد اور کشف الغطا اور نصیحۃ المسلمین اور ردالسیف کے اس قول کا رد کہ جو بتایا جائے غیب نہیں کہلاتا۔
۴۰	غیب کے معنی کی تحقیق میں تفسیروں کی عبارتیں
۴۱	آیت وعندہ مفاتح الغیب سے مخالفین کا تمسک اور اس کا جواب
۴۱	جس غیب پر دلیل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔
۴۲	غیب کا علم بتعلیم الٰہی انبیا و اولیاء کو حاصل ہے۔
۴۲	جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب نہیں جانتا سب میں یہی مراد ہے کہ بے تعلیم الٰہی نہیں جانتا۔
۴۳	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں جانب مخالف و دیگر وہابیہ کی غلط فہمی اور اس کا جواب۔
۴۴	ملا علی قاری کی شرح شفاء سے حضور کے لئے علم ماکان ومایکون کا اثبات
۴۴	حضرت کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات دنیا و آخرت کی خبر دینا بڑا معجزہ ہے۔
۴۵	شرح فقہ اکبر کی عبارت میں علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے نہ عطائی کے۔
۴۵	جانب مخالف کے کلام میں تناقض یہ بھی کہتا ہے کہ غیب وہ ہے جو بتایا نہ جائے اور یہ بھی کہ بعض غیب بتائے گئے۔
۴۶	کل اشیاء کا علم علم الٰہی کے حضور قلیل ہے۔
۴۷	حضور کا علم ملکوت سمٰوٰت و ارض سے افضل ہے۔
۴۸	براہین قاطعہ کا اتہام کہ حضرت کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور اس کا رد۔
۴۹	حضور علیہ السلام کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔
۴۹	حضور علیہ السلام کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے۔
۵۰	آیۂ لا یحیطون بشیء سے جانب مخالف کی غلط فہمی اور اس کا جواب۔
۵۱	آسمانوں اور زمینوں کے تمام غیوب دریائے علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں
۵۱	مخالفین نے علم باری تعالیٰ کو بھی تھوڑا ہی سمجھ لیا ہے۔
۵۱	علم باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کے علم قلیل ہیں۔
۵۲	علم شعر کی نفیس بحث۔
۵۳	علم بمعنی ملکہ علوم میں شائع و ذائع ہے قرآن و حدیث و کتب علوم سے اس کے شواہد اور تفاسیر سے ثبوت۔
۵۵	ہر بشری کمال حضور علیہ السلام کے علم جامع کے تحت میں ہے حضور کا شعر کے جید و ردی موزوں و غیر موزوں میں امتیاز فرمانا۔
۵۶	شعر کے معنی عرفی و منطقی۔
۵۷	قرآن پاک میں شعر کے معنی عرفی مراد نہیں ہو سکتے۔
۵۸	قرآن کلام الٰہی ہے شاعرانہ من گھڑت کا مجموعہ نہیں۔
۵۸	بحث شعر میں حضرت شیخ اکبر کی نفیس و جلیل تفسیر
۵۹	علم سحر کی بحث اور مخالفین کا رد۔
۶۰	کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں۔
۶۱	شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام ریاضیات و طبیعیات وغیرہ علوم فلسفہ کو بھی جانتے ہیں۔
۶۲	عالم غیر مجتہد کو صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال جائز ہے۔
۶۳	آیۂ وعلمک ما لم تکن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۶۳	آیۂ وعلم الانسان ما لم یعلم میں انسان سے حضور مراد ہیں
۶۴	آیۂ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب
۶۵	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے
۶۶	مخالفین کا یہ عذر کہ آیت سے علوم دینیہ مراد ہیں اور اس کا جواب۔
۶۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا و آخرت کے جملہ احوال کی ایک مجلس میں خبر دینا۔
۶۹	علم غیب حضور کا معجزہ ہے
۶۹	تمام مخلوقات کا علم علم الٰہی کے حضور قلیل ہے۔
۷۰	جملہ اشیاء کے علوم آسمانوں زمینوں کے غیوب بحور علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔
۷۱	تمام مخلوقات کے علم بمقابلہ انبیاء اور جملہ انبیاء کے علم کا بمقابلہ سید الانبیاء علیہم السلام اور سب کے علم کا بمقابلہ علم الٰہی قلیل ہونا۔
۷۱	حضور کا علم اگرچہ علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے مگر تمام ماکان ومایکون الی یوم القیٰمۃ کو حاوی ہے۔
۷۲	تفسیر آیۂ وعلمک سے حضور علیہ السلام کیلئے علم ماکان ومایکون کا ثبوت۔
۸۲	آیۂ ویکون الرسول علیکم شہیدا پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۷۳	آیۂ ویکون الرسول علیکم شہیدا کی بحث
۷۷	اجماع امت خطا پر ممکن نہیں۔
۸۶	جیسا پیغمبر معصوم کا حکم واجب القبول ہے ایسا ہی اس امت کے اجماع کا
۷۸	غوث اعظم کا ارشاد کہ لوح محفوظ میرے سامنے ہے اور میں علم الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔
۷۸	اولیا کے سامنے زمین مثل روئے ناخن ہے۔
۷۸	امام اعظم کی روایت کہ حضرت زید نے فرمایا کہ میں عرش الٰہی کو صاف دیکھتا ہوں اور جتنے دوزخی ہیں سب میری نظر کے سامنے ہیں۔
۸۰	اولیا کا علم جو اصلاب آبا میں مریدوں کے انتقالات ملاحظہ فرماتے ہیں
۸۰	آیۂ وما ہو علی الغیب بضنین کی بحث
۸۱	آیۂ وما کان اللہ لیطلعکم کی بحث
۸۲	صاحب روح البیان کے نزدیک حضور کا علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے۔
۸۳	حضور کو امت کے ہر مومن و کافر کی اطلاع ہے۔

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۸۳	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوے سے فرمانا کہ اب سے قیامت تک کا ہم سے سوال کرلو اسپر حضور سے سوال کیا جانا اور حضور کا جواب دینا۔
۸۴	آیۂ قل لا اقول لکم پر مخالفین کا اعتراض اور اسکا جواب
۸۶	جانب مخالف کا حضور کیلئے بدء الخلق سے لیکر قیامت تک کے ماکان ومایکون کے علم کا اقرار۔
۸۶	لطیفہ ماکان ومایکون کی بحث
۸۶	کان کے معنی کی نفیس بحث
۸۷	کان محدثین کے نزدیک مفید دوام واستمرار ہے۔
۸۷	جانب مخالف کی خوش فہمی اور سیکون کے قرب پر دلالت کرنے کی بحث۔
۸۸	صیغہ مضارع پر سین کیا معنی دیتا ہے۔
۸۹	آیۂ وعلمك مالم تكن تعلم پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۸۹	نزول وحی کیلئے ضروری نہیں کہ اس سے قبل اس کا علم نہ ہو۔
۹۱	مسئلہ ظہار کے متعلق جانب مخالف کا شبہ اور اسی کے قول سے اس کا جواب۔
۹۲	مخالفین کا یہ قول کہ ہر عام مخصوص البعض ہے اور اسکا جواب تحقیق انیق کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے۔
۹۳	قاعدہ مامن عام الخ نہ حنفیہ کے نزدیک درست نہ شافعیہ کے نزدیک صحیح۔
۹۳	جانب مخالف کے اس قاعدے سے لازم آتا ہے کہ بعض چیزیں خدا کی ہوں بعض غیر کی اور اللہ کو بھی بعض کا علم نہ ہو (معاذاللہ)
۹۸	حدیث تلقیح پر مخالفین کا شبہ اور اس کا جواب۔
۹۹	حضور کو دنیا ودین کا علم مرحمت ہوا۔
۱۰۰	جانب مخالف کی ذہانت۔
۱۰۱	ما کے عموم پر جانب مخالف کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۰۲	آیۂ قل لا یعلم پر مخالف کا شبہ اور اس کا جواب
۱۰۳	جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے سب میں یہ مراد ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔
۱۰۴	امور خمسہ کا علم اور آیہ عندہ علم الساعۃ کی بحث۔
۱۰۵	قیامت کا علم
۱۰۵	مینہ کا بیان
۱۰۶	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے۔
۱۰۷	کل کی بات
۱۰۸	حضرت نے منبر پر قیام فرماکر قیامت تک ہونیوالی ہر بات بتائی
۱۰۸	حضرت کا کل کی بات بتانا۔
۱۰۹	اس کا جواب کہ جب حضرت نے سنا کہ یہ لڑکیاں یہ گاتی ہیں

صفحہ	مضمون
	کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور نے انھیں کیوں منع فرمادیا۔
۱۰۹	اس کا علم کہ کہاں مرے گا۔
۱۱۱	آیۂ وعندہ مفاتح الغیب سے نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔
۱۱۱	باب دوئم۔ آیۂ قل لا اقول لکم اور آیۂ لو کنت اعلم الغیب
۱۱۲	پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۱۴	آیۂ ومنہم من قصصنا پر مخالفین کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۱۵	ویسئلونک عن الروح پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۱۶	حضرت عائشہ صدیقہ پر کفار کی تہمت سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا جواب۔
۱۱۷	انبیاء کی بیبیاں بدکار نہیں ہوسکتیں۔
۱۱۹	حضرت صدیقہ کی پاکی پر حضور کی قسم۔
۱۲۰	وہابیہ کی حضور پر دو بدگمانیاں
۱۲۰	انبیاء پر بدگمانی کفر ہے۔
۱۲۱	حضرت صدیقہ کی حدیث من اخبرک سے وہابیہ کا استدلال اور اسکا جواب
۱۲۲	شب معراج میں حضور علیہ السلام کو تین طرح کے علوم عطا ہوئے۔ ایک وہ جس کے چھپانے کا حکم ہوا دوسرے کے چھپانے اور ظاہر فرمانے کا اختیار تیسرے ہر خاص وعام کو پہنچانے کا ارشاد۔
۱۲۲	اسرار الٰہیہ کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اس کا افشا حرام ہے۔
۱۲۲	علم قیامت
۱۲۳	اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے۔
۱۲۴	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حمل میں صاحبزادی کی خبر دینا۔
۱۲۴	ایک اعرابی کا حضور سے دریافت کرنا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے اور ایک نوعمر صحابی کا حیرت انگیز جواب۔
۱۲۵	کل کی بات کا علم۔
۱۲۶	گانے والی لڑکیوں کو حضور نے یہ کہنے سے کیوں منع فرمادیا کہ ہم ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں
۱۲۷	اس کا علم کہ کہاں مرے گا۔
۱۲۷	حضرت صدیق اکبر کا حضور سے عرض کرنا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہونگا۔
۱۲۸	آیت کے ایسے معنی بیان کرنا جائز نہیں جو مشاہدہ ومحسوس کے خلاف ہو بلکہ یہ درحقیقت طعن وتحریف ہے نہ تفسیر۔
۱۲۹	مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوے سے مولوی اشرف علی اور مرتضیٰ حسن وغیرہ سب مشرک۔
۱۲۹	بارگم ہونے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۳۲	قاضی خان کی عبارت متعلق تزویج بشہادت خدا و رسول پر وہابیہ کا اعتراض اور اسکا جواب۔
۱۳۳	فقہا لفظ قالو کا استعمال کس موقع پر فرماتے ہیں۔

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۳۴	علم بالغیب کے اثبات میں فقہی عبارات
۱۳۵	وہابیہ کا اعتراض کہ جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں اور اس کا جواب
۱۳۶	مولوی اشرف علی کی تقریظ کا رد۔
۱۳۸	قیامت میں حضور بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اس پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۳۹	قرآن شریف یاد ہونے کے بعد بھولنا گناہ عظیم ہے۔
۱۴۲	کفار کے احوال بیت المقدس دریافت کرنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۴۴	آیۂ ما کنت بدعا من الرسل اور حدیث واللہ ما ادری پر وہابیہ کا اعتراض کہ معاذاللہ حضور کو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی اور اُسکا جواب۔
۱۴۸	آیۂ یوم یجمع اللہ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۴۹	نماز میں پاپوش مبارک اتارنے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۵۰	واقعہ بیر معونہ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۵۶	حدیث الحن بحجتہ پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۵۸	شان نزول سورہ تحریم پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۶۱	حضرت جابر کا نام دریافت فرمانے پر وہابیہ کا اعتراض اور اسکا جواب۔
۱۶۲	حضرت علی مرتضٰے کو لشکر کوفہ اور اسکی تعداد کی خبر دینا۔
۱۶۲	حضرت علی مرتضٰے کا واقعہ کربلا کی خبر دینا۔

صفحہ	مضمون
۱۶۲	حضرت علی مرتضٰے کا ایک عجیب وغریب فیصلہ اور مخفی رازوں کی اطلاع۔
۱۶۳	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا لڑکا پیدا ہونے کی خبر دینا۔
۱۶۴	حضرت امام باقر کا اندھیری رات میں دروازے پر آنے والے کی خبر دینا۔
۱۸۵	حضرت امام باقر کا ارشاد کہ دیواریں ہمارے لئے حجاب نہیں۔
۱۶۵	حضرت امام باقر کا چوروں کی خبر دینا
۱۶۵	حضرت امام باقر کا ایک چور کے وقت موت کی خبر دینا اور عجیب وغریب حالات بیان فرمانا۔
۱۶۵	امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان کے سائل کے تمام سوالوں کے جواب دینا۔
۱۶۶	حضرت بایزید بسطامی کا حضرت شیخ ابوالحسن کی ولادت و دیگر حالات کی خبر دینا۔
۱۶۸	آثار وضو سے حضرت کے امت کو پہچاننے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔
۱۶۹	درود وسلام پیش کئے جانے پر وہابیہ کا اعتراض اور اس کا جواب۔

تمت بالخیر

Marfat.com

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ

محمد نعیم الدین نام، نعیم تخلص، ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ سال ولادت، تاریخی نام غلام مصطفےٰ، حضرت مولانا محمد معین الدین نزہت کے فرزند ارجمند، آٹھ سال کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے۔ اردو، فارسی والد بزرگوار سے پڑھی، ملا حسن تک درس نظامی حضرت مولانا شاہ فضل احمد سے پڑھا، حضرت مولانا سید شاہ گل محمد قدس سرہ، سے ۱۳۱۸ھ میں تکمیل کر کے افتاء نویسی سیکھی، طب مولانا شاہ فضل احمد امروہوی سے پڑھی، ۱۳۲۰ھ میں دستار بندی ہوئی، والد ماجد نے قطعۂ تاریخ کہا ؎

ہے میرے پسر کو طلبہ پر وہ فضیلت　　سیاروں میں رکھتا ہے جو مریخ فضیلت
نزہت نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے　　دستار فضیلت کی ہے تاریخ "فضیلت" ۱۳۲۰ھ

اعلیٰ حضرت، قطب العالم، شیخ المشائخ شاہ ابو احمد علی حسین اشرفی سرکار کچھوچھہ مقدسہ کے مرید ہوئے مثال خلافت عطا ہوئی، مورد الطاف خاص ہوئے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ، کی بھی آپ پر خاص نظر تھی نیز خلافت سے سرفراز تھے، متعدد مواقع پر فاضل بریلوی نے اپنا وکیل مقرر کیا، تدریس میں خاص کمال اور نرالا انداز تھا، استاذ العلماء کے لقب سے پکارے جاتے تھے، فاضل بریلوی نے صدر الافاضل خطاب مرحمت فرمایا تھا۔ ایک زمانے تک مولوی ابو الکلام آزاد دہلوی کے رسائل البلاغ اور الہلال میں مستقل مضامین لکھے آپ نے ۲۰ برس کی عمر میں ۱۳۲۰ھ میں حضرت مولانا شاہ محمد سلامت اللہ رام پوری قدس سرہ، کے رسالہ اعلام الاذکیاء کے تردیدی رسالہ کے جواب میں الکلمۃ العلیاء تالیف فرمایا۔

احقاق حق اور ابطال باطل میں نہایت جری تھے، مختلف بلاد میں غیر مقلدوں، دیوبندیوں، آریوں سے مناظرے کئے، منشی شوکت علی رام پوری، سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں مولانا خلیل احمد مصنف براہین قاطعہ کے پاس پہونچے، ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا بار بار توبہ کا مطالبہ کیا، آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا، آپ مجھے کافر نہیں اکفر کہیئے، مگر میرے پاس جواب نہیں۔

آپ صائب الرائے، مدبر، مفکر تھے، ملکی حالات پر پوری نظر تھی، اہل سنت کے مختلف طبقات میں اتحاد و اتفاق پیدا کر کے ایک کو دوسرے سے قریب کیا اور ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں بمقام بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس کر کے غیر منقسم ہندوستان کے پانچ سو مشائخ و علماء کو ایک مرکز پر لا کر جمع کیا۔ ـــــ ۶۷ برس کی عمر میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ کو وصال ہوا، جامعہ نعیمیہ کے احاطہ میں مزار شریف ہے ـــــ عالم باعمل فاضل اجل حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی مدظلہ العالی شیخ الحدیث مدرسہ شمس العلوم بدایوں نے قطعۂ تاریخ کہا جو مطبوعہ اخبار دبدبۂ سکندری رامپور مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء) ہے ؎

شوق نعیم خلد میں حضرت نعیم دیں　　دار فنا سے دار بقا کو ہوئے رواں
رضوان نے دی ندا کہ فریدی سن وصال　　کہہ دو ملا بہشت بریں میں انہیں مکاں
۱۳

قارئین کرام آپ کے علم میں ہوگا کہ سنی باب الاشاعت ایک ایسا ادارہ ہے جو علماء اہلسنت کی نایاب کتب کو منظر عام پر لانے کے لئے دن رات کوشاں ہے۔

علماء اہلسنت کی نایاب کتب کو منظر عام پر لانے میں سنی باب الاشاعت نے ایک اہم کردار ادا کیا ہے زیر نظر کتاب کے علاوہ ادارہ اس سے قبل یہ چند اہم کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کرچکا ہے مثلاً احسن الوعا لاداب الدعا علامہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ. بہار شباب علامہ عبدالعلیم صدیقی والد ماجد علامہ شاہ احمد نورانی

زکوٰۃ کی اہمیت اعلحضرت بریلوی

بہار نسواں مفتی خلیل خان صاحب برکاتی مفتی حیدر آباد سندھ بہار عقیدت شاعر اہلسنت اختر حامدی. اب الحمدللہ صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی حکیم سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمت اللہ علیہ کی تصنیف الکلمۃ العلیہ کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے. اور ادارہ نے اس کتاب کو شائع کرنے اور مفت تقسیم کرنے کا عزم کیا ہے۔

آخر میں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے معاونین کو اور اس ادارہ کے کارکنان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس سلسلہ کو ہمیشہ کے لئے جاری اور ساری فرمائے اور ہمیں اپنے قارئین کرام سے امید ہے کہ وہ بھی اس نیک مقصد میں ہمارا تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

فقط الفقیر سید شاہ تراب الحق قادری رضوی

ناظم اعلیٰ سنی باب الاشاعت خطیب اخوند مسجد کھارادر کراچی ۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ عَلَّمَہُ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ الْعٰلَمِیْنَ بِمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ اخْتَارَھُمُ اللّٰہُ لِعُلُوْمٍ وَفُنُوْنٍ

امابعد۔ بندۂ مسکین المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خصہ اللہ بمزید الصدق والیقین ابن الفاضل الکامل حضرت مولانا مولوی محمد معین الدین صاحب مدظلہ العالی، مراد آبادی صانہما اللہ الہادی عن کید الاعادی برادران اسلام کی عالی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم، علماء میں ایسا زیر بحث ہے کہ ہر طرف اسی کا ذکر سُنا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بحث میں جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رام پوری دام فیضہ نے جو اجلۂ فضلاء اہل سنّت میں سے ہیں ایک رسالہ مسمّیٰ بہ " اعلام الاذکیاء" تالیف فرمایا جس کی جلالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں۔

اس رسالہ میں مولانا صاحب موصوف نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم ماکان ومایکون کا اثبات کیا ہے اور کافی ثبوت دیئے ہیں۔ بایں ہمہ رامپور کے ایک عالم مولوی حافظ واحد نور صاحب نے اس رسالہ کے جواب میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام، " اعلاء کلمۃ الحق " ہے۔ حافظ صاحب موصوف نے اس رسالہ میں جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب دام فیضہ کی نسبت ایسی ایسی سخت کلامیاں اور فضول باتیں کیں جو علماء کی شان سے بعید ہیں۔ مسئلہ کے متعلق وہ رکیک ناحق خلاف صواب تقریریں کیں جو عاقل وفہیم سے غیر متوقع ہیں اسلئے ناچیز نے باستدعائے احباب بالخصوص میاں محمد اشرف صاحب شاذلی کے اصرار سے حافظ صاحب مذکور کے رسالہ کا جواب لکھا اور اس کا نام " الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفٰی" رکھا۔ اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے رسالہ میں بہت سخت کلامیاں کی تھیں مگر میں نے ان کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی، اور اس کام کو اُن ہی کی ہمت اور حوصلہ پر چھوڑا، کیونکہ زبان درازی عجز کی نشانی ہے۔

Marfat.com

حافظ صاحب اور اُن کے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بدزبانیوں سے بھرے ہوئے ہیں غالباً یہ حضرات فرصت کے اوقات اسی کام کی مہارت حاصل کرنے میں صرف کرتے رہتے ہیں، جس طرح میں نے حافظ صاحب موصوف کے ساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسی طرح ان کی سخت کلامی، یا وہ گوئی فضول بات کے جواب کی طرف بھی رُخ نہیں کیا البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں۔ اور حافظ صاحب موصوف کے شبہات کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب دیئے، اور جوابات میں تحقیق کو مدنظر رکھا۔ ناانصافی اور تعصب کو پاس نہ آنے دیا حتی الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہوں، چنانچہ مسطورۂ ذیل رسالے دستیاب ہوئے، سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہیں، شاذ ونادر ہی کسی میں کوئی بات کم وبیش ہو۔ تاہم میں نے اس رسالہ میں سب کے جواب دیے۔ اللہ جل شانہٗ اسکو میرے لئے کفارۂ سیئات فرمائے۔ ناظرین سے دُعائے خیر خاتمہ مسئول اور نظر انصاف مامول ہے۔

مخالفین کے وہ رسالے اور فتوے جنکا ہم نے بعونہ تعالےٰ جواب لکھا ہے یہ ہیں

تقویۃ الایمان۔ نصیحۃ المسلمین۔ مسئلہ علم غیب از مولوی محمد یحییٰ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ غیبی رسالہ۔ فتوے مولوی غلام محمد راندیری۔ فتویٰ علمائے دیوبند وغیرہ۔ مجموعہ فتاویٰ مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور۔ کشف الغطاء عن ازالۃ الخفا مؤلفہ مولوی محمد سعید بنارسی۔ سہم الغیب فی کبد اہل الریب مؤلفہ مولوی عبدالحمید بریلوی۔ رد السیف علی من سلہ بالحیف۔ تنزیہ التوحید مولوی محمد غلام نبوی۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان مؤلفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ تحقیق حق۔ تقریر مولوی محمد ادریس صاحب۔ علم غیب کا فیصلہ۔ مطبوعہ مطبع اہلحدیث امرتسر۔ اہل حدیث کا مذہب۔ مصنفہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری اعلاء کلمۃ الحق۔

قبل اس کے کہ مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اٹھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھ دیا جائے **تقریر مسئلہ**: حضرت حق سبحانہٗ

Marfat.com

تعالےٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔
کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ وغائبانہ کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق
یعنی ابتدائے آفرینش سے دخولِ جنت ودوزخ تک سب مثل کفِ دست ظاہر کر دکھایا۔
خود ارشاد فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اس آیہ شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ
نے سرورِ کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان وَنَزَّلْنَا
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ حسب (کلام پاک) ہر چیز کا بیان اور سرورِ اکرم اس کے عالم تو بے شبہ سرورِ اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوئے حَكٰى ابْنُ سُرَاقَةَ فِي كِتَابِ
الْاِعْجَازِ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمًا مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْعَالَمِ
اِلَّا وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقِيْلَ لَهٗ فَاَيْنَ ذِكْرُ الْخَانَاتِ فَقَالَ فِيْ قَوْلِهٖ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ فَهِيَ الْخَانَاتُ (اتقان صفحہ ۲۶)
ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر بن مجاہد سے حکایت کی انہوں نے ایک روز یہ کہا
کہ کوئی چیز جہان میں ایسی نہیں جس کا ذکر کلام اللہ شریف میں نہ ہو۔ کسی نے کہا کہ سراؤں
کا ذکر کب ہے۔ فرمایا کہ اس آیت میں لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا (الآیۃ)
اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہے اور حضرت اس کے عالم تو تمام اشیاء
کے عالم ہوئے۔

قولہ تعالیٰ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (وفی معالم التنزیل) قَالَ ابْنُ
كَيْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِيْ بَيَانَ
مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ (وفی تفسیر الحسینی) یا بوجود آورد محمد را و بیا موزانید وے را بیان آنچہ
بود و ہست و باشد آیہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ
جل شانہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے علوم ما کان وما یکون سے سرفراز وممتاز فرمایا۔
یعنی گذشتہ وآئندہ سے اور یہ واضح رہے کہ حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے
نہ ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الٰہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے

Marfat.com

جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت ومساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علمِ الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے۔ لیکن بایں ہمہ عطائے الٰہی سے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع کائنات تمام ما کان وما یکون کے علوم حاصل ہیں۔ الحمدللہ ہم نہ مماثلت ومساوات کے قائل نہ عطائے الٰہی اور فضائل احمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منکر۔ مخالفین کا الزام مماثلت ومساوات ہم پر افترا ہے۔ حیرت ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو حضرت حق جل وعلا کی قدرت ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کے زور لگائے جائیں اور ناکام کوششیں کی جائیں اور حضورؐ کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمانے سے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جائے۔ تعجب۔ اللہ سبحانہٗ ہمارے بنی نوع کو ہدایت فرمائے۔

سرآمد مخالفین نے کس دلیری سے حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی نسبت یہ بیہودہ کلمات لکھ ڈالے۔ نزدیک و دور کی خبر رکھنی اللہ ہی کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب میں نزدیک اور دور کا لفظ لکھتے شرم نہ آئی۔ افسوس۔ اس سے بڑھ کر اور ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں کہ "غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے دریافت کر لیجئے۔ یہ اللہ ہی کی شان ہے۔" (تقویۃ الایمان صن۲) ان سادہ لوحوں کے خیال میں ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ جل شانہٗ کو بھی حاصل نہیں بلکہ جب چاہتا ہے کسی چیز کا علم دریافت کر لیتا ہے۔ معاذ اللہ العلی العظیم علم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی نسبت جو بیہودہ کلمات بعضے کوتاہ اندیش لوگوں نے لکھے ہیں ان کی نقل کرتے ہوئے طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ اس لئے میں اللہ جل شانہٗ سے یہ دُعا کر کے کہ (الٰہی اپنے بندوں کو ہدایت فرما) اپنے مدعا کی طرف آتا ہوں۔

حضرت سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کو اللہ جل شانہٗ نے جمیع اشیاء یعنی تمام ممکنات ما وجد و یوجد کا علم مرحمت فرمایا۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیتوں اور حدیثوں سے یہ امر ثابت ہو گیا۔ مگر مزید اطمینان کے لئے کسی قدر اور بھی تحریر میں لایا جاتا ہے۔ یہ تو خوب واضح رہے کہ قرآن شریف اور احادیث رسول اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اس مسئلہ کے ثبوت میں اتنی کثیر موجود ہیں کہ ان سب کا اس مختصر میں نقل کر دینا ممکن نہیں۔

اب جو یہاں نقل کیا جاتا ہے وہ مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے :۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ جل شانہٗ نے تمہیں تعلیم فرمایا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے۔

آیت (۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ اور اللہ جل شانہٗ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کر دے غیب پر اور لیکن اللہ جل شانہٗ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔" الفتوحات الالٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ المعروف بالجمل مطبوعہ مطبع مرتضوی جلد اول صفحہ ۳۰۸ میں ہے وَالْمَعْنٰى وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ اَيْ يَصْطَفِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَيُطْلِعُهٗ عَلَى الْغَيْبِ اور معنی یہ ہیں لیکن اللہ جل شانہٗ چھانٹ لیتا ہے یعنی برگزیدہ کرتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے پس مطلع کرتا ہے اس کو غیب پر۔

آیت (۲) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر جس کو کہ مرتضےٰ کرے رسولوں میں سے۔ اہل تدقیق فرماتے ہیں کہ لَا يُظْهِرُ غَيْبَهٗ عَلٰى اَحَدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ کیونکہ اظہار غیب تو اولیاء کرام قدست اسرارہم پر بھی ہوتا ہے اور بذریعہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ یوں فرمایا لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر و غالب و مسلط نہیں فرماتا۔ مگر رسولوں کو ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے۔ اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن عظیم سے ثابت ہوا۔ تفسیر روح البیان جلد رابع صفحہ ۴۹۶ میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے قَالَ ابْنُ الشَّيْخِ اَنَّهٗ تَعَالٰى لَا يُطْلِعُ عَلَى الْغَيْبِ الَّذِيْ يَخْتَصُّ بِهٖ عِلْمُهٗ اِلَّا الْمُرْتَضٰى الَّذِيْ يَكُوْنُ رَسُوْلًا وَمَا لَا يَخْتَصُّ بِهٖ يُطْلِعُ عَلَيْهِ غَيْرَ الرَّسُوْلِ یعنی ابن شیخ نے فرمایا

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جو اس کے ساتھ مختص ہے رسولِ مرتضٰے کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

آیت (۳) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۔ یعنی نہیں وہ غیب پر بخیل ھُوَ کا مرجع یا اللہ جل شانہ ہے یا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔ یا قرآن شریف۔ ہر صورت میں ہمارا مدعا حاصل ہے۔ کما سیاتی۔ یہاں صرف اسی قدر آیات پر اکتفا کرتا ہوں اور اب احادیث شریفہ کا جلوہ دکھاتا ہوں۔

حدیث (۱) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔ (رواہ البخاری) (از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶ سطر ۶ مطبوعہ مجتبائی) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی اور کہا اس کو جس نے یاد رکھا یاد رکھا اسکو اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا اُسکو۔

حدیث (۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَخْطَبِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا نِ الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (رواہ مسلم) (از مشکوٰۃ شریف صہ ۵۴۳ سطر ۱ باب المعجزات) روایت ہے عمرو بن اخطب انصاری سے کہا نماز پڑھائی ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر۔ پس خطبہ فرمایا ہمارے لیے یا وعظ فرمایا یہاں تک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑھی ظہر کی اور پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ آگیا وقت عصر کی نماز کا پھر اُترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پہ اور خطبہ فرمایا ہمارے لئے یہاں تک کہ غروب ہوا

Marfat.com

آفتاب یعنی پس تمام دن خطبہ ہی میں گذرا۔ پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب اور غرائب قیامت تک کے مجمل یا مفصل بیان فرمائے۔ پس اس میں بہت سے معجزے ظاہر ہوئے کہا عمرو نے پس داناترین ہمارا (اب) بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے یعنی اس دن کو۔ ذکرہ الطیبی۔ اور کہا سید جمال الدین نے اولیٰ یہ ہے کہ کہا جاوے بہت یاد رکھنے والا ہمارا اب اس قصہ کو داناترین ہمارا ہے۔ یعنی اب نقل کی یہ مسلم نے (از مظاہر الحق مطبوعہ نولکشور ربع چہارم ص۶۱۳)۔

مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کشف الغطا عن ازالۃ الخفا ص۲۸ میں لکھتے ہیں:-

"حضرت مؤلف مجہول کی ذرا استعداد علمی کا ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ احفظنا اعلمنا کا ترجمہ آپ نے بڑے حافظہ والا کیا ہے پس ایسی سمجھ اور ایسی استعداد پر اہل حق کا مقابلہ، میاں استعداد علمی نہ تھی تو

مظاہر الحق دیکھ لیا ہوتا کہ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم کو یاد کرا دیا اور بتا دیا۔ کہو کچھ تو شاگردی کا احسان مانوگے، انتہی بلفظہ" ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد (چور کتنا دلیر ہے کہ چراغ ہاتھ میں لئے ہوئے ہے)۔ مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کا جوش اور زبان درازی تو انہی چند الفاظ سے ظاہر ہے مگر یہ دیکھنا ہے کہ یہ جوش اور استادی کا دعویٰ اور صاحب ازالۃ الخفا کے ترجمہ کی تغلیط کہاں تک صحیح ہے۔ اول تو یہ قابلِ ملاحظہ صاحبانِ عقل ہے۔ مولوی بنارسی نے احفظنا اعلمنا کا ترجمہ جو بحوالہ مظاہر الحق ان الفاظ میں کیا ہے (کہ حضرت نے ہمکو یاد کرا دیا اور بتا دیا) مظاہر الحق میں کہیں بھی اس پتہ و نشان ہے یا نہیں۔ میں نے مظاہر الحق کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے بحوالہ صفحہ نقل کی آپ ملاحظہ فرمائیے اس میں وہی ترجمہ ہے جو صاحب ازالۃ الخفا نے کیا تھا اور جس پر بنارسی صاحب نے اعتراض کیا بنارسی صاحب نے جو ترجمہ کیا مظاہر الحق میں اسکا پتہ تک نہیں۔ ثانیاً بنارسی صاحب نے صرف اپنی زبان کے زور سے ترجمہ مذکورہ غلط بتا دیا کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجب تو یہ ہے کہ خود ہی مظاہر الحق

Marfat.com

کا حوالہ دیا اور مظاہر میں اس کے برعکس موجود۔ بنارسی صاحب کا ترجمہ جو انہوں نے اپنے دل سے گھڑا غلط ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں فاعلمنا احفظنا یومئذ تلک الاخبار لاشتمالہا علی علوم وحجۃ آپ نے اپنے فرقہ کو اہل حق کہا اور یہ دیانت کہ فضول مظاہر کا نام بدنام کیا۔ کیا اہل حق کے یہی فعل ہوتے ہیں؟ کیوں جناب اسی لیاقت و دیانت پر استاد بننے اور رسالے لکھنے کا شوق ہے؟ یہ صاحب فریق مخالف کے محدث سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں سے مخالفین کے عالموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں اندازہ کی جاسکتی ہیں وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اب مظاہر الحق کا یہ وہابیت سوز فقرہ کہ پس خبر دی ہم کو ساتھ اس چیز کے کہ وہ ہونے والی ہے قیامت تک یعنی وقائع اور حوادث اور عجائب وغرائب قیامت تک کے ملاحظہ فرمانے کے قابل اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔

حدیث (۳) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ اَنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْئُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ (متفق علیہ) (از مشکوٰۃ شریف ص۴۶۱ سطر ۸ کتاب الفتن فصل اول)

روایت ہے کہ حذیفہ سے کہا کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کھڑے ہونا یعنی خطبہ پڑھا اور وعظ کہا اور خبر دی اُن فتنوں کی کہ ظاہر ہونگے نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے والی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا اور بعض نے فراموش کیا۔ کہا حذیفہ نے کہ تحقیق جانا ہے اس قصہ کو میرے اُن یاروں نے یعنی جو کہ موجود ہیں صحابہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) میں سے۔ لیکن بعضے نہیں جانتے ہیں اُس کو مفصل اس لئے کہ واقع ہوا ہے ان کو کچھ نسیان کہ جو خواص انسان سے ہے اور میں بھی اُنہی میں سے ہوں کہ جو کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو اور تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوتی ہے ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت محمد

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اس کو پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو پس یاد دلاتا ہوں میں اس کو جیسے کہ یاد دلاتا ہے شخص چہرہ شخص کا۔ یعنی بطریق اجمال وابہام کے جبکہ غائب ہوتا ہے اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے۔ پھر جبکہ دیکھتا ہے اسکو پہچان لیتا ہے اس کو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا ہوں لیکن جبکہ واقع ہوتی ہے کوئی بات اُن میں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ وہ وہی ہے جس کی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ نقل کی یہ بخاری و مسلم نے (مظاہر الحق صـ۳۱۲ سطر ۱۳)

حدیث (۴) مشکوٰۃ شریف صـ۵۱۲ سطر ۳ فضائل سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا انتھٰی بِقَدْرِ الْحَاجَۃِ۔

روایت ہے ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا۔ پس دیکھا میں نے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی (مظاہر الحق صـ۵۰۳ سطر ۱۷)

حدیث (۵) مشکوٰۃ شریف صـ۶۹ سـ۲۷ باب المساجد) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَتَلَا وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرَاھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ رواہ الدارمی مرسلا۔ عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا فرمایا سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا

Marfat.com

ہیں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک الآیۃ۔ یعنی ایسے ہی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ ہوجائیں یقین کرنے والوں میں سے۔ وضع کف کنایہ ہے مزید فضل اور غایۃ تخصیص اور ایصالِ فیض اور عنایت و کرم اور تکریم و تائید اور انعام سے اور سردی پانا کنایہ ہے وصول اثر فیض اور حصولِ علوم سے۔ للہ الحمد کہ اس حدیث شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہوگیا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم مرحمت ہوا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص۲۶۳ میں ہے فَعَلِمْتُ اَیْ بِسَبَبِ وُصُوْلِ ذٰلِکَ الْفَیْضِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَعْنِیْ مَا اَعْلَمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِمَّا فِیْھِمَا مِنَ الْمَلٰئِکَۃِ وَالْاَشْجَارِ وَغَیْرِھِمَا عِبَارَۃٌ عَنْ سِعَۃِ عِلْمِہِ الَّذِیْ فَتَحَ اللّٰہُ بِہٖ عَلَیْہِ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ اَیْ جَمِیْعَ الْکَائِنَاتِ الَّتِیْ فِی السَّمٰوٰتِ بَلْ وَمَا فَوْقَھَا کَمَا یُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّۃِ الْمِعْرَاجِ وَالْاَرْضُ ھِیَ بِمَعْنَی الْجِنْسِ اَیْ وَجَمِیْعَ مَا فِی الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ بَلْ وَمَا تَحْتَھَا کَمَا اَفَادَہٗ اِخْبَارُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ الثَّوْرِ وَالْحُوْتِ الَّذِیْ عَلَیْھَا الْاَرَضُوْنَ کُلُّھَا یَعْنِیْ اِنَّ اللّٰہَ اَرٰی اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَشَفَ لَہٗ ذٰلِکَ وَفَتَحَ عَلَیَّ اَبْوَابَ الْغُیُوْبِ۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مطبوعہ کلکتہ ص۲۶۲ س۳۲ میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں فَعَلِمْتُ[ل] مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پس دانستم ہرچہ

[ل] اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اسی فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے۔ یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ تعالےٰ نے حضرت پر کھولدیا۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ما فی السمٰوٰت سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد ہے۔ جیسا کہ قصۂ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو۔۔ اُن سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہوگئیں جیسا کہ حضور کا ثور وحوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اس کو مفید ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اسکو انکے لئے کشف فرمادیا اور مجھ پر (آنحضرتؐ) پر غیبوں کے دروازے کھولدیے ۱۲

حاصل عبارت۔ پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل

Marfat.com

درآسمانہا و ہرچہ در زمین بود - عبارت ست از حصول تامہ علوم جزوی وکلی و احاطۂ آں وتلاء وخواند آنحضرت مناسب ایں حال وبقصد استشہا و برامکان آں ایں آیت راکہ وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہمچنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام راملک عظیم تمامہ آسمانہا را وزمین را لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ حتا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات وصفات وتوحید واہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان ایں دو رویت زیرا کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان وزمین را دید وحبیب ہرچہ در آسمان وزمین بود حالی از ذوات وصفات وظواہر وبواطن ہمہ را دید وخلیل حاصل شد مرا ورا الیقین بوجوب ذاتی ووحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان وزمین چنانکہ حال اہل استدلال وارباب سلوک ومحبان وطالبان می باشد وحبیب حاصل شد مرا ورا الیقین ووصول الی اللہ اول پس ازاں دانست عالم را وحقائق آنرا چنانکہ شان مجذوبان ومحبوبان ومطلوبان اوست اول موافق است بقول مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اِلَّا رَاَيْتُ اللّٰهَ قَبْلَهٗ وَشَتَّانَ مَا بينهما علامہ طیبی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں وَالْمَعْنٰى اَنَّهٗ كَمَا رَاٰى اِبْرَاهِيْمُ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كَذٰلِكَ فَتَحَ عَلَىَّ اَبْوَابَ الْغُيُوْبِ حَتّٰى عَلِمْتُ مَا فِيْهَا مِنَ الذَّوَاتِ وَالصِّفَاتِ وَالظَّوَاهِرِ وَالْمُغَيَّبَاتِ۔

ہونے اور ان کا احاطہ کرنے سے - اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد استشہاد یہ آیت تلاوت فرمائی وکذلک نری الآیہ یعنی اور ویسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات وصفات وتوحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں - اہل تحقیق نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اسلئے کہ خلیل علیہ السلام نے آسمان اور زمین کا ملک دیکھا ہے حبیب علیہ الصلوٰۃ نے جو کچھ زمین وآسمان میں تھا ذوات وصفات ظواہر وبواطن سب دیکھا اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان وزمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا۔ جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک اور محبوں اور طالبوں کی حالت ہے اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں مطلوبوں مجذوبوں کی شان ہے ۱۲

معنی (حدیث کے) یہ ہیں کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان وزمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہی مجھ پر (حضور پر) غیبوں کے دروازے کھولدیئے گئے یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں (آسمان وزمین) ہے ذوات صفات ظواہر مغیبات سب کچھ ۱۲

Marfat.com

حدیث (۶) مشکوۃ المصابیح باب المساجد و مواضع الصلوۃ صفحہ ۷۲ میں بروایت معاذ بن جبل ایک حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں آنحضرت فرماتے ہیں فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّیْكَ رَبِّ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ فَرَاَیْتُ وَضَعَ كَفَّهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ[1] شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۹ میں اسی حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں۔ پس ظاہر و روشن ہو گئے مجھ پر تمام علوم اور میں نے تمام باتیں جان لیں (ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را۔

حدیث (۷) مواہب اللدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ[2]۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے میرے لئے دُنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو کچھ اس میں تا قیامت ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔

علامہ زرقانی شرح مواہب قسطلانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴ میں لکھتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ اَیْ اَظْهَرَ وَكَشَفَ لِیَ الدُّنْیَا بِحَیْثُ اَحَطْتُ بِجَمِیْعِ مَا فِیْهَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ اِشَارَةٌ اِلٰی

[1] ناگاہ میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہوں اچھی صورت میں فرمایا پروردگار نے یا محمد۔ عرض کی میں نے، حاضر ہوں اے پروردگار فرمایا اس نے کہ ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا پروردگار نے یہ تین بار دریافت فرمایا۔ فرمایا حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر دیکھا میں نے کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ مجھے اس کے پوروں کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی پس مجھے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لیا ۱۲

[2] بنارسی صاحب صفحہ یاد کر کے حدیث کی کتاب دیکھ لیں یہ وہی حدیث ہے جس کا انھیں پتہ نہیں چلا اور بے وجہ اس کو موضوع بتایا اور اپنی کتاب کشف الغطا کے صفحہ ۳۳ میں اسی حدیث کا پتہ دریافت کیا ہے یہاں تک کہ صفحہ کا نشان لکھ دیا گیا ۱۲

Marfat.com

اَنَّہٗ نَظَرَ حَقِیْقَۃً دَفَعَ بِہٖ اَنَّہٗ اُرِیْدَ بِالنَّظَرِ الْعِلْمُ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ
اللہ جل شانہ نے حضرت کیلئے دنیا ظاہر فرمائی اور حضور نے جمیع ما فیہا کا احاطہ کرلیا۔ اور
حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو مثل اپنی
کف دستِ مبارک کے ملاحظہ فرمارہا ہوں۔ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر
سے حقیقۃً دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کے معنی مجازی مشکوٰۃ المصابیح باب المعجزات صد ۵۴۱
سطر ۱۳ میں موجود ہے۔

حدیث (۸) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْھَا شَاۃً
فَطَلَبَہُ الرَّاعِیْ حَتّٰی اِنْتَزَعَھَا مِنْہُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی
وَاسْتَثْفَرَ فَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْہِ اللّٰہُ اَخَذْتُہٗ ثُمَّ اِنْتَزَعْتَہٗ
مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰہِ اِنْ رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَّتَکَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ
ھٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا ھُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ
قَالَ فَکَانَ الرَّجُلُ یَھُوْدِیًّا فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ وَاَسْلَمَ
فَصَدَّقَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ الحدیث۔ حاصل یہ کہ ایک بھیڑیا ایک
بکریوں کے چرواہے کی طرف آیا اور اس نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑی
پس چرواہے نے اس بھیڑیئے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اس بکری کو اس سے چھڑالیا۔ کہا
ابوہریرہ نے کہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنی دُم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان
کی اور کہا کہ میں نے اُس رزق کا ارادہ کیا جو اللہ جل شانہ نے مجھے دیا تھا اور میں نے
اس کو لے لیا پھر تو نے مجھ سے چھڑالیا۔ چرواہے نے تعجب سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے
آج کی طرح کبھی بھیڑیے کو کلام کرتے نہیں دیکھا۔ بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز
ایک شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجور کے درختوں یعنی مدینہ میں ہے
کہ وہ شخص گذشتہ اور آئندہ یعنی جو کچھ ہوچکا اور جو آئندہ تمہارے بعد ہوگا دنیا اور عقبیٰ میں
سب کی خبریں دیتا ہے۔ ابوہریرہ نے کہا کہ وہ چرواہا یہودی تھا۔ یہ واقعہ دیکھکر خدمت اقدس
نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اور حضور کو اس تمام کی خبر دی اور اسلام لایا۔

Marfat.com

حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس کی خبر کی تصدیق کی۔

سُبْحَانَ اللہ۔ جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور کو عالم ما کان وما یکون جانیں اور بیان کریں۔ مگر انسان کو ابھی تردد ہی رہے۔ علامہ علی قاری مرقاۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۴۷۵ میں یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ کَائِنٌ کی شرح یوں کرتے ہیں یُخْبِرُکُمْ بِمَا مَضٰی اَیْ بِمَا سَبَقَ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمَا هُوَ کَائِنٌ بَعْدَکُمْ اَیْ مِنْ نَبَاءِ الْاٰخِرِیْنَ فِی الدُّنْیَا وَمِنْ اَحْوَالِ الْاَجْمَعِیْنَ فِی الْعُقْبٰی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت گزشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبیٰ کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں۔ طبرانی میں حضرت ابو الدرداء سے مروی ہے:۔

حدیث (۹) لَقَدْ تَرَکَنَا رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَا یُحَرِّکُ طَائِرٌ جَنَاحَیْهِ اِلَّا ذَکَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْمًا۔ یعنی نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندا ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے۔ مگر حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرمادیا۔ اب غالباً مخالفین کو تردد ہوگا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے جملہ حالات کیسے بیان فرمادئے۔ اوپر کی حدیثوں میں گزرا کہ ایک ہی روز میں حضور نے قیامت تک کے سب حالات بتائے۔ یہ بات ضرور تعجب انگیز ہوگی کہ ایک دن کا وقت اتنی وسعت کب رکھتا ہے لہٰذا غور فرمایئے کہ یہ حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام حالات بیان فرمادئے۔ اللہ جل شانہٗ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ قدرت مرحمت فرمائی تھی

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد، صفحہ ۲۱۱ میں ہے فِیْهِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّهٗ اَخْبَرَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِیْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنْ اِبْتِدَائِهَا اِلٰی اِنْتِهَائِهَا وَفِیْ اِیْرَادِ ذٰلِکَ کُلِّهٖ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ اَمْرٌ عَظِیْمٌ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ کَیْفَ وَقَدْ اُعْطِیَ مَعَ ذٰلِکَ جَوَامِعَ الْکَلِمِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات

Marfat.com

کے ابتدار سے انتہا تک جملہ حالات کی خبر دی اور ایک ہی مجلس میں سب بیان فرما دینا ایک بڑا معجزہ ہے اور کیونکر نہ ہو جبکہ حضرت کو حق تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے۔ مشکوٰۃ المصابیح باب بدأالخلق و ذکر الانبیار علیہم السلام ص۵۰۶ میں ہے۔

حدیث (۱۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَ الْقُرْاٰنُ فَکَانَ یَاْمُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا یَاْکُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ یَدَیْهِ رواہ البخاری۔ ابوہریرہ سے مروی ہے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنے جانوروں پر زین کسنے کا حکم فرماتے پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کس چکنے سے پہلے آپ زبور ختم کر لیتے اور اپنے کسب سے کھاتے یعنی زرہ بنا کر۔ اسی حدیث کے تحت مظاہر الحق جلد چہارم ص۴۲۹ میں ہے اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کے لئے زمانہ کو طے و بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا۔ اور سیدنا حضرت امیر المومنین علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے ملتزم کعبہ سے اسکے دروازہ تک جانے میں پڑھ لیتے۔

ایسا ہی مرقاۃ المفاتیح جلد ۵ ص۲۲۴ میں ہے قَالَ التُّوْرِبِشْتِیُّ یُرِیْدُ بِالْقُرْاٰنِ الزَّبُوْرَ لِاَنَّهٗ قَصَدَ اِعْجَازَهٗ مِنْ طَرِیْقِ الْقِرَاءَةِ وَقَدْ دَلَّ الْحَدِیْثُ عَلٰی اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَطْوِی الزَّمَانَ لِمَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ کَمَا یَطْوِی الْمَکَانَ لَهُمْ وَلِهٰذَا بَابٌ لَا سَبِیْلَ اِلٰی اِدْرَاکِهٖ اِلَّا بِالْفَیْضِ الرَّبَّانِیِّ۔

مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی نفحات الانس فی حضرات القدس میں نقل کرتے ہیں۔

عَنْ بَعْضِ الْمَشَائِخِ اَنَّهٗ قَرَأَ بِقُرْاٰنٍ حِیْنَ اِسْتَلَمَ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ وَالرُّکْنَ الْاَسْعَدَ اِلٰی حِیْنِ وُصُوْلِ مُحَاذَاتِ بَابِ الْکَعْبَةِ الشَّرِیْفَةِ وَالْقِبْلَةِ الْمُنِیْفَةِ وَقَدْ سَمِعَهٗ ابْنُ الشَّیْخِ شِهَابُ الدِّیْنِ السُّهْرَوَرْدِیُّ مِنْهُ کَلِمَةً کَلِمَةً وَحَرْفًا حَرْفًا مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَسْرَارَهُمْ وَنَفَعَنَا بِبَرَکَةِ

Marfat.com

اَنْوَارِ هِمْ۔ یعنی بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازۂ کعبہ شریف پر پہونچنے تک تمام قرآن شریف پڑھ لیا اور ابن شیخ شہاب الدین سہروری نے کلمہ کلمہ اور حرف حرف اوّل سے آخر تک سُنا۔ جب حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیازمندوں کا یہ حال ہے تو حضرت کو ایک مجلس میں جملہ احوال کی خبر دینا کیا مُحال۔ چونکہ اختصار منظور ہے اس لئے اتنی ہی احادیث پر اکتفا کرکے مفسرین محدثین اکابر امت فقہا و علماء مشائخ کی تصریحات پیش کرتا ہوں :۔

صاحب الابریز صـ۲۴۳ میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں وَاَقْوَی الْاَرْوَاحِ فِی ذٰلِکَ رُوْحُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّہَا لَمْ یُحْجَبْ عَنْہَا شَیْئٌ مِنَ الْعَالَمِ فَہِیَ مُطَّلِعَۃٌ عَلٰی عَرْشِہٖ وَعُلُوِّہٖ وَسِفْلِہٖ وَدُنْیَاہُ وَاٰخِرَتِہٖ وَنَارِہٖ وَجَنَّتِہٖ لِاَنَّ جَمِیْعَ ذٰلِکَ خُلِقَ لِاَجْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَمْیِیْزُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ خَارِقٌ لِہٰذِہِ الْعَوَالِمِ بِاَسْرِہَا فَعِنْدَہٗ تَمْیِیْزٌ فِیْ اَجْرَامِ السَّمٰوٰتِ مِنْ اَیْنَ خُلِقَتْ وَمَتٰی خُلِقَتْ وَلِمَ خُلِقَتْ وَاِلٰی اَیْنَ تَصِیْرُ فِیْ جِرْمِ کُلِّ سَمَاءٍ وَعِنْدَہٗ تَمْیِیْزٌ فِیْ مَلٰئِکَۃِ کُلِّ سَمَاءٍ وَاَیْنَ خُلِقُوْا وَمَتٰی خُلِقُوْا وَاِلٰی اَیْنَ یَصِیْرُوْنَ وَتَمْیِیْزُ اخْتِلَافِ مَرَاتِبِہِمْ وَمُنْتَہٰی دَرَجَاتِہِمْ وَعِنْدَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَمْیِیْزٌ فِی الْحُجُبِ السَّبْعِیْنَ وَمَلٰئِکَۃِ کُلِّ حِجَابٍ عَلَی الصِّفَۃِ السَّابِقَۃِ وَعِنْدَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ تَمْیِیْزٌ فِیْ اَجْرَامِ النَّیِّرَۃِ الَّتِیْ فِی الْعَالَمِ الْعُلْوِیِّ مِثْلُ النُّجُوْمِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ وَالْبَرْزَخِ وَالْاَرْوَاحِ الَّتِیْ فِیْہِ عَلَی الْوَصْفِ السَّابِقِ وَکَذَا عِنْدَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تَمْیِیْزٌ فِی الْجِنَانِ وَدَرَجَاتِہَا وَعَدَدِ سُکَّانِہَا وَمَقَامَاتِہِمْ فِیْہَا وَکَذَا مَا بَقِیَ مِنَ الْعَوَالِمِ وَلَیْسَ فِیْ ہٰذَا مُزَاحَمَۃٌ لِلْعِلْمِ الْقَدِیْمِ الْاَزَلِیِّ الَّذِیْ لَا نِہَایَۃَ لِمَعْلُوْمَاتِہٖ وَذٰلِکَ لِاَنَّ مَا فِی الْعِلْمِ الْقَدِیْمِ یَنْحَصِرُ فِیْ ہٰذِہِ الْعَوَالِمِ فَاِنَّ اَسْرَارَ الرُّبُوْبِیَّۃِ وَاَوْصَافَ الْاُلُوْہِیَّۃِ الَّتِیْ لَا نِہَایَۃَ لَہَا لَیْسَتْ مِنْ ہٰذَا الْعَالَمِ فِیْ شَیْءٍ۔ مختصر یہ کہ اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے

Marfat.com

کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شے پردہ میں نہیں۔ یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی پستی دنیا و آخرت جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحٰبہ وبارک وسلم۔ آپکی تمیز ان جملہ عالموں کی خارق ہے۔ آپکے پاس اجرام سماوات کی تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کئے گئے کیوں پیدا کئے گئے کیا ہو جائیں گے اور آپ کے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کئے گئے اور کہاں جائیں گے اور ان کے اختلاف مراتب اور منتہائے درجات کی بھی تمیز ہے۔ اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام نیرّہ ستاروں سورج چاند لوح وقلم برزخ اور اس کی ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے۔ اسی طرح تمام جنتیں اور ان کے درجات اور انکے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب خوب معلوم ہیں۔ ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں۔ ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔ انتہیٰ۔

صاحب کتاب الابریز کی یہ نفیس تقریر مخالفین کے اوہام باطلہ کا کافی علاج ہے۔ وہ صاف تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کی روح اقدس سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا فرشی دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں حضور سب کے عالم ہیں۔ اور ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے۔ باایں ہمہ حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ کیونکہ علم الٰہی غیر متناہی ہے۔ اور حضور کا علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا۔

مخالفین جو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علم سے واقف نہیں، حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے علم کی عظمت کیا جانیں۔ جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہو گا۔ پس خدا و رسول کو برابر کر دیا۔ یہ ان کی نادانی ہے کہ وہ علم الٰہی کو عالم میں منحصر خیال کیں

Marfat.com

یا علم متناہی کی برابر ٹھہرائیں۔ مسلمان اِن دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ حضور کے علم کو اسکی وسعت کے ساتھ تسلیم کرتے اور عطائے الٰہی کا اقرار کرتے ہیں۔ اور علم الٰہی کو اس کی بیمثال عظمت کے ساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں۔ درحقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا انکار کرنے والے جو اہل سنّت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں، علم الٰہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں۔ اور خداوند عالم کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ اللہ سبحنہٗ کے علم و قدرت سے واقف ہوتے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے۔ حضور کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو خداوند عالم کی قدرت و عظمت سے بے خبر ہے امنوا باللہ ورسلہ وان تومنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم ۵

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی سے منقول ہے النبوۃُ عبارۃٌ عَمّا یَختَصُّ به النبیُّ ویفارق به غیرہٗ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا انه یعرف حقائق الامور المتعلقة باللہ تعالیٰ وصفاته وملئکته والدار الاٰخرۃ علما مخالفا لعلم غیرہ بکثرت المعلومات وزیادۃ الکشف والتحقیق وثانیھا ان له فی نفسه صفة بھا تتم الافعال الخارقة للعادۃ کما ان لنا صفة تتم بھا الحرکات المقرونة بارادتنا وھی القدرۃ ثالثھا ان له صفة بھا یبصر الملئکة ویشاھدھم کما ان للبصیر صفة بھا یفارق الاعمی رابعھا ان له صفة بھا یدرک ماسیکون فی الغیب۔ نبوۃ اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔

ایک یہ کہ جو امور اللہ جل جلالہٗ اور اس کی صفات اور فرشتوں اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں ان کی حقائق کا عارف ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو کثرتِ معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔

دوم یہ کہ ان کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہمارے حرکات ارادیہ پورے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

سوم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور اُن کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جس طرح کہ بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث وہ نابینا سے ممتاز ہے۔

چہارم یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو ادراک کر لیتا ہے" اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات زیادتی کشف وتحقیق میں اور سب سے ممتاز فرمایا۔ افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں۔ ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں۔ ایک صفت دی جس نے ملائکہ کو اسطرح دیکھتے ہیں جس طرح بینا۔ ایک صفت غیب کی ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔ مُلا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ المفاتیح جلد ا صفحہ ۵۴ میں تحریر فرماتے ہیں ان للغیب مبادی ولواحق فمبادیھا لا یطلع علیہ ملکٌ مقربٌ ولا نبیٌ مرسل واما اللواحق فھو ما اظھرہ اللہ تعالٰی علٰی بعض احبابہ لوحۃ علمہ وخرج بذالک عن الغیب المطلق وصار غیبا اضافیا وذلک اذا تنورت الروح القدسیۃ وازداد نورانیتھا واشراقھا بالاعراض عن ظلمۃ عالم الحس وبتجلیۃ القلب عن صداء الطبیعۃ المواظبۃ علی العلم والعمل وفیضان الانوار الالٰھیۃ حتی یقوی النور وینبسط فی فضاءِ قلبہ وتنعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات ویتصرف فی عالم السفلی بل یتجلی حینئذ الفیاض الاقدس بمعرفۃ التی ھی اشرف العطایا فکیف بغیرہ خلاصہ یہ کہ غیب کے مبادی پر کوئی ملک مقرب ونبی مرسل مطلع نہیں البتہ غیب کے لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے جس کے علوم میں سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور غیب اضافی ہے اور یہ جب ہے کہ جب رُوح قدسیہ منور ہوتی ہے۔ اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل صاف ہونے علم وعمل پر مواظبت

Marfat.com

کرنے اور انوارالہیہ کے فیضان کے باعث اُس کی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے دل میں نور قوی اور منبسط ہوجاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہوجاتے ہیں اور یہ مغیبات پر مطلع ہوجاتا ہے اور عالم سفلی میں تصرف کرتا ہے بلکہ اسوقت خود فیاض اقدس جل شانہٗ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہے۔ جب یہی حاصل ہوا تو اور کیا رہ گیا اس عبارت سے یہ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ اپنے احباب کے دل میں ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جسمیں لوح محفوظ اسطرح منعکس ہوجاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت۔ اس نور پاک سے اللہ جل شانہٗ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں عالم میں تصرف کرتے ہیں بلکہ خود حق جل جلالہٗ ان کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو انبیاء (صلوٰۃ اللہ علیہم) و اولیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہی اللہ جل شانہٗ کے احباب میں ہیں اور یہ رتبے ان ہی کو حاصل ہیں۔

مگر براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبہٹی۔ مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ص۵۱ میں یہ لکھا ہے "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے"۔ عبارتِ مسطورہ بالا کو ملحوظ رکھکر یہ عبارت پڑھیئے تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اس قول کے قائل کے نزدیک (معاذ اللہ سیدِ عالم تو اللہ کے احباب میں سے نہیں ہیں جو انھیں وسعت علمی حاصل ہوتی۔ اگر ہیں تو شیطان و ملکُ الموت اللہ جل شانہٗ کے احباب میں ہیں جن کی وسعتِ علمی نص سے ثابت ہے استغفر اللہ العلی العظیم)۔

علامہ علی قاری کی عبارت سے صاف ظاہر ہے یہ علوم حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے دوستوں کو عطا فرماتا ہے۔ اور براہین قاطعہ میں صراحت کہ شیطان و ملک الموت کی وسعت علمی نص سے ثابت۔ تو پھر ملک الموت اور شیطان لعین اللہ کے دوستوں میں کیوں نہ ہوں استغفر اللہ شیطانِ لعین دشمنِ خدا و رسول کے لئے اثبات علوم کرنا اور سید عالم حبیب مکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا نام پاک آتے ہی منکر ہوجانا کیا ایمان ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی کیا خوب فرما گئے ؎

Marfat.com

ازنبی برخواں کہ دیو و قوم او — می برند از حال انسان خفیہ بو
از رہ کانساں ازاں آگاہ نیست — زانکہ زیں محسوس وزیں اشباہ نیست
چوں شیاطیں باپلیدیہائے خویش — واقفند از سر ما در فکر و کیش
پس چراجانہائے روشن درجہاں — بیخبر باشند از حال نہاں
درسرایت کمتر از دیواں شدند — روحہا کہ خیمہ بر گردوں زدند
دیو دزدانہ سوئے گردوں رود — از شہاب او محرق و مطعوں شود
آں زرشک روحہائے دلپسند — از فلک شاں سرنگوں می افگنند
تو اگر شلی و لنگ و کور و کر — ایں گماں بر روحہائے مہ مبر
شرم دار و لاف کم زن جانِ من — کہ بسے جاسوس ہست از سوئے تن
ایں طبیبانِ بدن دانشورند — بر سقام تو ز تو واقف ترند
تاز قارورہ ہمی بینند حال — کہ نہ دانی تو ازاں رو اعتدال
ہم زنبض وہم زرنگ و ہم زدم — بو برند از تو بصد گونہ سقم
پس طبیبانِ الٰہی درجہاں — چوں نہ دانند از تو اسرارِ نہاں
ہم زنبضت ہم زچشمت ہم زرنگ — صد سقم بینند از تو بید رنگ
قول و فعل آں بول رنجوراں بود — کہ طبیب جسم را برہاں بود
واں طبیب روح درجانش رود — وز رہِ جاں اندر ایمانش رود
ہست پیشش سر ہر اندیشۂ — چوں چراغے در درونِ شیشۂ
حاجتش نبود بفعل و قول خوب — احذروھم ھم جواسیس القلوب
ایں طبیبان نوآموزند خود — کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
کاملاں از دور نامت بشنوند — تا بقعر تار و پودت در روند
بلکہ پیش از زادن تو سالہا — دیدہ باشندت بچندیں حالہا
حالِ تو دانند یک یک مو بمو — زانکہ پُرہستند از اسرارِ ہو

ترجمہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

اشعار مثنوی کا ترجمہ

نبی کے علم کی شان تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے ۔ شیطان اور جنات انسان کو اس کے ایسے خفیہ حالات بتا دیتے ہیں جن کو وہ خود بھی نہیں جانتا اور اس کو ان کا وہم و گمان تک نہیں ہوتا ۔ جب ناپاک شیاطین کو ہمارے پوشیدہ حالات کا علم ہے تو انبیاء و اولیاء ہمارے حالات سے کیسے بے خبر رہ سکتے ہیں جن پر آسمانی اسرار منکشف ہیں کیا وہ زمین کے حالات کے جاننے میں معاذ اللہ شیاطین و جنات سے پیچھے رہ جائینگے شیطان جب آسمان پر جانا چاہتا ہے تو انبیاء کی عداوت کے باعث فرشتے اس کو آسمان سے مار مار کر نیچے زمین پر گرا دیتے ہیں ۔ انسان اپنے عیوب پر نظر رکھے لیکن ارواح مقدسہ میں اپنے عیبوں کو تلاش نہ کرے اور ان پاکیزہ نفوس کو اپنے اوپر قیاس نہ کرے ۔ اے عزیز شرم کر اور اپنے علم پر شیخی نہ مار کیونکہ تیرے جسمانی حالات کو بہت سے جاسوس تجھ سے زیادہ جانتے ہیں جب جسمانی طبیب تیرے امراض کا علم تجھ سے زیادہ رکھتے ہیں ۔ نبض و قارورہ ، رنگ و دم سے سینکڑوں بیماریوں کا پتہ چلا لیتے ہیں تو روحانی طبیب جن کے سینے تجلیاتِ ربانی سے روشن و منور ہیں تیرے اسرارِ باطنی سے کیسے باخبر نہ ہوں گے ۔ یہ حضرات تو اپنے نورِ باطنی سے صرف ایک نظر ڈال کر روح کا مشاہدہ اور ایمان کا مکمل جائزہ لے لیتے ہیں انہیں علامات و معلومات کی ضرورت پیش نہیں آتی ۔ ان سے ڈرو کہ یہ دلوں کے جاسوس ہیں اور ایسے باکمال حضرات ہیں کہ دور سے تیرا نام سن کر ہی تیرے وجود کی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں بلکہ تیری پیدائش سے برسوں پہلے تیرے حالات ان کی نظر میں ہوتے ہیں ۔ تیرے ایک ایک حال اور بال بال کی خبر رکھتے ہیں کیونکہ ان کے سینے انوارِ تجلیاتِ الٰہیہ سے منور و معمور ہیں ۔

86970

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بُردہ میں فرماتے ہیں :۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا　　وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

Marfat.com

اے نبی مکرم صلی اللہ تعالےٰ علیک وسلم آپ کے دریائے عطا وسخا میں سے دنیا وعقبیٰ ہے۔ اور منجملہ آپ کے علوم کے لوح وقلم کا علم ہے۔ اور قرآن شریف میں وارد ہے وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ۔ لوح محفوظ میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ علامہ شیخ ابراہیم بیجوری شرح بردہ میں صلا پر فرماتے ہیں:۔ فَاِنْ قِیْلَ اِذَا کَانَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ بَعْضَ عُلُوْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا الْبَعْضُ الْاٰخَرُ اُجِیْبَ بِاَنَّ الْبَعْضَ الْاٰخَرَ ھُوَ مَا اَخْبَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مِنْ اَحْوَالِ الْاٰخِرَۃِ لِاَنَّ الْقَلَمَ اِنَّمَا کَتَبَ فِی اللَّوْحِ مَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ یعنی اگر شبہ کیا جائے۔ کہ جب علم لوح وقلم حضور کے علوم کا بعض ٹھہرا تو اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہ گیا۔ تو جواب دیا جائے کہ باقی احوال آخرۃ ہیں جن کی اللہ جل شانہٗ نے حضور کو اطلاع فرمائی کیونکہ قلم نے لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو لکھے ہیں۔ علامہ علی قاری حل العقدہ شرح البردہ میں فرماتے ہیں وکون علومھما من علومہ صلے اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمھا یکون نھرا من بحور علمہ وحرفا من سطور علمہ یعنی علوم لوح وقلم کے آپ کے علوم میں سے ہونے کا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں، کلیات وجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف کی طرف جو ذات وصفات سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْاَخْبَارُ وَاتَّفَقَتْ مَعَانِیْھَا عَلٰی اِطِّلَاعِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْغَیْبِ وَلَا یُنَافِیْ الْاٰیَاتِ الدَّالَّۃَ عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ لِاَنَّ الْمَنْفِیَّ عِلْمُہٗ مِنْ غَیْرِ وَاسِطَۃٍ اَمَّا اِطِّلَاعُہٗ عَلَیْہِ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ فَمُحَقَّقٌ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اخبار متواتر ہیں اور اُن کے معانی اس پر

Marfat.com

متفق ہیں کہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں۔ اور یہ مضمون آیات نافیہ غیب عن غیر اللہ کے منافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے جو بے واسطہ ہو۔ لیکن حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باعلام الٰہی مطلع ہونا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِن رسول سے ثابت ہے۔

روح البیان میں ہے وَقَدِ انْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلَمُ الْخَلْقِ وَاَفْضَلُھُمْ یعنی اسپر اجماع ہوگیا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ تمام مخلوقات سے زیادہ علم اور فضیلت رکھتے ہیں۔

علامہ علی قاری شرح شفا جلد اول صن۲۷ میں لکھتے ہیں۔ فصل (ومن معجزاتہ الباھرۃ) ای اٰیاتہ الظاھرۃ (وماجمعہ اللّٰہ لہ من المعارف) ای الجزئیۃ (والعلوم) ای والکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ اوالاسرار الباطنۃ والانوار الظاھرۃ (وخصہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین) ای مایتم بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخرویۃ۔ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے وہ ہے جو اللہ پاک جل شانہ نے آپ کے لئے عطا فرمایا۔ معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپ کو دُنیا اور دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع کے ساتھ خاص کیا۔

روح البیان جلد ثالث صن۱۰۱ میں ہے وَفِی الْحَدِیْثِ سَاَلَنِیْ رَبِّیْ اَیْ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اُجِیْبَہٗ فَوَضَعَ یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ بِلَا تَکْیِیْفٍ وَلَا تَحْدِیْدٍ اَیْ یَدَ قُدْرَتِہٖ لِاَنَّہٗ سُبْحَانَہٗ مُنَزَّہٌ عَنِ الْجَارِحَۃِ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا فَاَوْرَثَنِیْ عُلُوْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلَّمَنِیْ عُلُوْمًا شَتّٰی نَعِلْمٌ اَخَذَ عَھْدًا عَلٰی کَتْمِہٖ وَ ھُوَ عِلْمٌ لَا یَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِہٖ غَیْرِیْ وَعِلْمٌ خَیَّرَنِیْ فِیْہِ وَعِلْمٌ اَمَرَنِیْ تَبْلِیْغَہٗ اِلَی الْخَاصِّ وَالْعَامِّ مِنْ اُمَّتِیْ وَھِیَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَالْمَلَکُ وَکَمَا فِی اِنْسَانِ الْعُیُوْنِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں اسی حدیث کا مضمون

Marfat.com

یوں ادا فرماتے ہیں۔ پُرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دوشانہ من بے تکیف و بے تحدید پس یافتم بردآنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ باہیچکس نگویم و ہیچکس طاقت برداشت آں ندارد جز من و علمی بود کہ مخیر گردانید مرا در اظہار و کتمان آں و علمی بود کہ امر کرد مرا بتبلیغ آں بخاص و عام از امت من۔

ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شبِ معراج میں مجھ سے میرے پروردگار تبارک و تعالیٰ نے کچھ دریافت فرمایا میں جواب نہ دے سکا تو اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان بے تکیف و تحدید رکھا۔ کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ جوارح سے منزہ اور پاک ہے پھر تحدید و تکیف کیسی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی سردی اپنے سینہ میں پائی۔ پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے۔ اور چند علم اور تعلیم فرمائے جن میں سے ایک علم وہ ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اسکے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ ایک علم وہ جس کا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جس کی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے ہر خاص و عام کو پہنچا دوں۔ اور حضرت کی اُمت انسان اور جن اور فرشتے ہیں ایسا ہی انسان العیون میں ہے۔

تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد رابع صفحہ ۴۶ میں ہے،

وَقَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ یَدَیْہِ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَاوِیْلُہٗ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْیَدِ الْمِنَّۃُ وَالرَّحْمَۃُ وَذٰلِکَ شَائِعٌ فِیْ لُغَۃِ الْعَرَبِ فَیَکُوْنُ مَعْنَاہُ عَلٰی ھٰذَا الْاِخْبَارُ بِاِکْرَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِیَّاہُ وَاِنْعَامِہٖ عَلَیْہِ بِاَنْ شَرَحَ صَدْرَہٗ وَنَوَّرَ قَلْبَہٗ وَعَرَّفَہٗ مَالَا یَعْرِفُہٗ اَحَدٌ حَتّٰی وَجَدَ بَرْدَ النِّعْمَۃِ وَالْمَعْرِفَۃِ فِیْ قَلْبِہٖ وَذٰلِکَ لَمَّا نَوَّرَ قَلْبَہٗ وَشَرَحَ صَدْرَہٗ فَعَلِمَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِیَّاہُ وَاِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ط اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت حق سبحانہ

Marfat.com

تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا سینۂ مبارک کھولدیا۔ اور قلب شریف کو منور فرمادیا اور حضور کو وہ معرفت عطا کی جو کسی ایک مخلوق کو بھی حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ حضور نے اس نعمت ومعرفت کی سردی اپنے قلب شریف میں پائی اور جب ان کا دل منور ہوگیا اور سینۂ مبارک کھُل گیا۔ پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں اور ان کے ما فیہما کا علم بتعلیم الٰہی حاصل ہوا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخۂ اولیٰ بروئے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم گردید ویاران خود را نیز ببعضے ازاں احوال خبر داد یعنی آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ سے نفخۂ اولیٰ تک جو کچھ دُنیا میں ہے سب ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف فرمادیا تھا یہاں تک کہ تمام احوال اول سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور نے اپنے اصحاب کو اس میں سے بعض کی خبر دی شیخ سلیمان جمل رحمۃ اللہ تعالیٰ فتوحات احمدیہ میں امام بوصیری رحمہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد ؎

وَسِعَ الْعَالَمِیْنَ عِلْمًا وَّحِلْمًا   فَہُوَ بَحْرٌ لَّمْ تُعْیِہِ الْاَعْیَاءُ

کی شرح میں فرماتے ہیں ای وسع علمہ علوم العالمین الانس والجن والملئکۃ لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم کلہ فعلم علم الاولین والاخرین ما کان وما یکون وحسبک علمہ بعلوم القران وقد قال اللہ تعالیٰ ما فرطنا فی الکتاب من شیءٍ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کا علم عظیم انسانوں جنوں اور فرشتوں کے سب کے علوم سے وسیع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عالم پر مطلع فرمایا ہے، علوم اولین وآخرین وما کان وما یکون کے مرحمت فرمائے۔ اور آپ کا تو علوم قرآن ہی کا عالم ہونا بہت کافی ہے۔ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب

Marfat.com

میں کوئی چیز نہ چھوڑی۔ اب ایسی ایسی تصریحوں کے بعد بھی جن دلوں میں شبہے رہ جائیں اور اطمینان حاصل نہ ہو ان کا کچھ علاج نہیں۔ بجز اس کے کہ جناب باری عزاسمہ سے دعا کی جائے کہ اے پروردگار بطفیل نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دلوں میں قبولِ حق کے مادے پیدا کر اور توفیق انصاف عطا فرما۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم کے نیازمندوں کے علوم کا بھی ذکر کروں جس سے شان عالی سید رسل علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی ظاہر ہو۔ اور یہ معلوم ہو جائے کہ جن کو بحور علم سید کونین صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ کا ایک قطرہ مرحمت ہوا بلکہ اس سے بھی کمتر انکی وسعتِ علمی کس درجہ کی ہے۔

علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۲ ص۹ میں فرماتے ہیں قال القاضی النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسہا او باخبار الملک لہا وفیہ سر یطلع علیہ من یسرلہ۔ انتہٰی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ نفوس زکیہ قدسیہ جب علائق بدنیہ سے عروج کرکے ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ متصل ہو جاتے ہیں اور ان کو کوئی حجاب نہیں رہتا ہے تو وہ سب کو مثل مشاہد کے دیکھتے ہیں۔

اسی طرح صاحب کتاب الابریز نے صفحہ ۲۵ میں اپنے شیخ عارف عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ وصامتہ وحوش حشرات زمین وآسمان ستاروں وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ کرنا نقل کیا ہے چنانچہ وہ عبارت یہ ہے ولقد رأیت ولیا بلغ مقاما عظیما وھو انہ یشاھد المخلوقات الناطقۃ والصامتۃ والوحوش والحشرات والسمٰوت ونجومھا والارضین وما فیہا وکرۃ العالم باسرھا تستمد منہ ویسمع اصواتہا وکلامہا فی لحظۃ واحدۃ ویمد کل واحد بما یحتاجہ ویعطیہ ما یصلحہ من غیر ان یشغلہ ھذا بل اعلی العالم واسفلہ

Marfat.com

بمنزلة من هو فی حیز واحد عنده۔ اور زرقانی شرح مواہب کی عبارت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبدۃ الاسرار میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد اور مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نفحات الانس سے عزیزان علیہ الرحمۃ کا ارشاد اور فقہ اکبر اور جامع کبیر اور طبری اور ابونعیم سے حارث ابن مالک انصاری کی روایت اور مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت زید کا قصہ اور امام شعرانی کی کبریت احمر کی عبارت اور حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قصیدہ خمریہ کا شعر آئندہ آیۃ کریمہ وکذلک جعلناکم امۃ الآیۃ کی بحث میں نقل کئے جائیں گے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں۔ چوں رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد ازاں حالت نیز رمزے بایدگفت چوں آب از سر گزشت چہ یک نیزہ وچہ یک مشت کمال عارف از حجر بحث بالاتر میرود و نفس کلیۃ بجائے جسد عارف میشود ذات عارف بجائے روح او ہمہ عالم را طبعًا بعلم حضوری در خود بیند۔ ان عبارتوں سے تو اولیاء اللہ کے لئے تمام جہان کا علم ثابت ہوا۔ مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کرے مخالف مان جائے۔

اب ذرا صراط المستقیم مطبوعہ مطبع مجتبائی ص۱۱۰ ملاحظہ ہو کہ اس میں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔ افادہ (۱) برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع برلوح محفوظ شغل دورہ کند وطریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شد پس باستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید واحوال آنجا دریافت کند وبا اہل آں مقام ملاقات سازد۔

ان قدوۃ المخالفین امام المنکرین مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کی عبارت سے تو مخالفین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نیچی ہوئی جاتی ہوں گی کہ جس چیز کے ثبوت کا تمام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے انکار کر رہی ہے اسی کو امام الطائفہ نے خاص اولیاء کے لئے بھی نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنے والے کیلئے ثابت کردیا

Marfat.com

اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات اور امکنہ زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لئے دورہ کا شغل کرے۔ اب للہ انصاف کیجئے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہو جائے جس میں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم رؤف رحیم حبیب خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہ ہو۔ افسوس دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے مریدوں، معتقدوں تک کے لئے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے انکار کر جانا کس درجہ کی ایمانی قوت کا کام ہے۔ کیوں صاحب یہ وہی لوح محفوظ کا علم ہے جس کا نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کے لئے ثابت کرنا مخالفین کے نزدیک شرک ہے۔ آج وہی علم دورہ کا شغل کرنے والوں کیلئے ثابت کیا جاتا ہے اور شرک نہیں ہوتا۔ کیا حب مصطفٰے، عظمت حبیب خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اسی کا نام ہے! شرم شرم!! شرم! پھر اسی منہ سے یہ کہنا کہ زمین آسمان بہشت دوزخ کے جس مقام میں جس وقت چاہیں متوجہ ہو کر سیر کریں۔ جب چاہیں وہاں کے حالات دریافت کرلیں وہاں کے ساکنین سے ملاقات کرلیں جیسا کہ عبارت صراط المستقیم سے صاف ظاہر ہے۔ اور اسی منہ سے کہدینا کہ اسطرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و جن و فرشتہ کو، پیر و شہید کو، امام زادے کو بھوت پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں۔ (از تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲ اور ایسا ہی رسالہ غیبیہ کے صفحہ میں ہے)

صاحبو! آپ نے اس شخص کی حالت دیکھی کہ وہاں تو جنت و دوزخ زمین و آسمان کی سیر لوح محفوظ کی اطلاع تک دورہ کا شغل کرنے والوں کے لئے ثابت کردی اور یہاں کسی غیب کی بات کا دریافت کرلینا اس شخص کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک کیلئے بہ تعلیم الٰہی بھی مسلم نہیں۔ پھر صراط المستقیم کے صفحہ ۱۶۵ میں ملاحظہ فرمائیے جہاں اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے۔ تا اینکہ کمالات طریق نبوۃ بذروۂ علیائے خود

Marfat.com

رسید والہام وکشف بعلوم وحکمت انجامید۔ عجب حال ہے ان حضرات کا کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ سے جس بات کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اپنے پیر کے لئے وہی ثابت کرتے ہیں بہرحال اگرچہ مخالفین نے اس مسئلہ میں بہت سی سختیاں کی ہیں اور انکار میں بہت سرگرم ہیں۔ مگر پھر بھی بمجبوری کہیں کہیں ان کہنی پڑ گئی ہے۔ اب میں دکھاتا ہوں کہ مخالفین نے کہاں کہاں اور کیسے کیسے اقرار کئے ہیں :-

براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبہٹوی مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صہ۴۷ سطر۸ میں ہے۔ ان اولیاء کو حق تعالےٰ نے کشف کردیا کہ ان کو یہ حضور علم حاصل ہوگیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گونہ اس سے زیادہ عطا فرمادے، ممکن ہے۔ مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ثابت ہے

ذرا ارباب عقل توجہ فرمائیں کہ اولیاء کے لئے تو کشف تسلیم کرلیا اور فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف ممکن مانا اور ثبوت فعلی کا انکار کردیا۔ جس پر بہت سے نصوص موجود اُسے تو یہ کہدیا کہ کس نص سے ثابت ہے اور اولیاء کے لئے ثبوت فعلی تسلیم کرلیا۔ یہ بھی غنیمت سمجھے جو ممکن کہدیا ورنہ آجتک تو شرک ہی کہا کئے ہیں اب زبان سے ممکن نکلا ہے اور اولیاء کے لئے واقع مانا ہے۔ کسقدر شرم کی بات ہے کہ جو علوم اولیاء کیلئے تسلیم کرلئے پھر انبیاء اور ان میں سے سید الانبیاء کیلئے تسلیم نہ کئے۔ اللہ ایمان اور ہدایت نصیب کرے

نصیحۃ المسلمین صہ۴۲ سطر۱۵ میں مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہیں۔ سوال۔ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے بہت چیزوں کی خبر دی ہے کہ آگے یوں ہوگا اگر علم غیب ان کو نہ تھا تو خبر کیوں کردی۔ اور اولیاء کا بھی اسی طرح حال ہے دیکھو فلانے بزرگ نے کہا تھا کہ ہم فلانے روز مرینگے ویسا ہی ہوا۔ اور کسی نے کہا تھا کہ تیرے چار بیٹے ہونگے سو چار ہی ہوئے۔ اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کو اللہ کے بتانے سے ہوا تھا اس کو علم غیب نہیں کہتے۔

ملّے صاحب یہ کون کہتا ہے کہ انبیاء کو بے تعلیم الٰہی خود بخود علم ہے جو علم ثابت کرتے ہیں بہ تعلیم الٰہی ثابت کرتے ہیں وہی ان مولوی صاحب نے تسلیم کرلیا

Marfat.com

رہا ان کا یہ فرمانا کہ اس کو علم غیب نہیں کہتے یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو مگر وہ علم تو تسلیم کروگے۔ ہم نے مانا کہ لفظ غیب تمہاری چڑ سہی۔ یوں تو کہو گے کہ انہیں جمیع ممکنات ما وجد ویوجد کا علم اللہ جلشانہ نے عطا فرمایا۔ رہا منکرین کا یہ وہم کہ غیب وہ ہے جو بے تعلیم حاصل ہو یہ محض خام خیال ہے۔ جسکی آئندہ انشاء اللہ العزیز تصریح و تشریح کی جائے گی۔

ضمیمہ رسالہ کشف الغطا مؤلفہ مولوی محمد سعید محدث بنارسی صـ۶۴ سـ۱۴ اور شرح عقائد مطبوعہ مطبع نولکشور صـ۱۲۲ میں ہے یہ وہ کتاب ہے جو حنفیہ کے عقائد میں درسیہ کتاب ہے وبالجملة العلم بالغیب امر تفرد به الله تعالی لا سبیل الیه للعباد الا باعلام اوالهام بطریق المعجزة اوالکرامة او ارشاد الی الاستدلال بالامارات فیما یمکن فیه ذلك ولهذا ذکر فی الفتاوی ان قول القائل عند رویة هالة القمر یکون مطراً مدعیا علم الغیب لابعلامة کفر یعنی حاصل کلام یہ ہے کہ علم غیب کا ایک ایسا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس سے متفرد ہے بندوں کو اس کے حصول کا کوئی طریقہ نہیں مگر اللہ بطریق وحی یا الہام کے بتائے یا بطریق معجزہ یا کرامت کے استدلال کرنا علامت سے جس میں ممکن ہو اس لئے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ چاند کے ہالہ کو دیکھ کر کوئی غیب کا مدعی بنکر کہے کہ پانی برسے گا یہ کفر ہے۔ انتہی بلفظہ۔

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ بندوں کا علم بالغیب کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں مگر اللہ جلشانہ کی تعلیم اور وحی والہام کے ذریعہ سے بطور معجزہ اور کرامت کے ہوتا ہے پس جملہ مثبتین یہی کہہ رہے ہیں کہ حضرت کو یہ علم باعلام الٰہی حاصل ہوا اور یہ آنحضرت کا معجزہ ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ردالسیف مؤلفہ مولوی عبدالکریم کو چینی صـ۹ سـ۲۲ میں ہے پس علم ما کان وما یکون اور جزئیات وکلیات کا اور علم خواطر ونیات کا جس وقت اللہ نے معلوم کرادیا اسی وقت میں ہوا۔ اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتادے اسی مجلس میں رہا نہ ہمیشہ۔ پس جن جن واقعات کا کہ آپ نے بیان کئے ہیں سرور عالم سردار بنی آدم نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم سے سو وہ بطریق معجزہ بتعلیم الٰہی اوقاتِ معینہ متعددہ میں ہوئے ہیں جس کو دوام واستمرار فی کل الاوقات نہیں ہے یہی قاعدہ سارے معجزات کا انبیار علیہم السلام کے اور کرامات کا اولیار عظام کے ہے نہ فی سائرالازمنۃ والامکنۃ۔ انتہیٰ بلفظہ۔

صاحبانِ عقل وفہم اس عبارت پر غور فرمائیں اور یہ ملحوظ رکھیں کہ مولوی عبدالکریم جنکی یہ عبارت ہے علم نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے پکے منکر ہیں مگر یہاں ادلۂ ثبوت سے مجبور ہوکر صراحت سے اقرار کر رہے ہیں کہ علم ما کان ویکون اور جزئیات و کلیات کا اور علم خواطر ونیات کا جس وقت اللہ تعالےٰ نے معلوم کرا دیا اسی وقت میں ہوا۔ اور جس مجلس میں سارے عالم کے حالات بتا دئے اسی مجلس میں رہا۔ اب دیکھئے کہ یہ کیسا صاف اقرار ہے مگر چونکہ منکرین میں سے ہیں اسوجہ سے ایک حیلہ بھی کر گئے کہ وہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ اور یہ صرف زبانی بات ہے اسپر نہ کوئی دلیل نہ شاہد۔ کوئی پوچھے کہ آپ نے کہاں تصریح پائی کہ علم عطا فرما کر چھین لیا جاتا ہے بے دلیل محض تعصب سے یہ کہدیا کہ ہمیشہ نہیں رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ نے اقرار کرلیا تو تھوڑی دیر کے لئے۔ مگر اس سے آپ کے مذہب کے سب تار وپود ٹوٹ گئے۔ کیونکہ جب اکابر طائفہ نے اثبات علم ما کان ویکون ہی کا شرک بتایا ہے اور آپ نے وہ تھوڑی دیر کیلئے ثابت کیا تو آپ کا مدعا یہ ہوگیا کہ تھوڑی دیر کے لئے تو شرک ہوسکتا ہے یعنی انبیار اولیار (معاذ اللہ) خدا بن سکتے ہیں استغفراللہ۔ اے حضرت توبہ کیجئے اگر علم ما کان ویکون کا اثبات کسی مخلوق کے لئے بہ تعلیم الٰہی شرک ہوتا تو اک لحظہ کے لئے بھی شرک ہوتا۔ اور جب آپ تھوڑی دیر کے لئے مان رہے ہیں تو ہمیشہ کے لئے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہوسکتا۔ پھر کسی طرح ممکن نہیں کہ آپ یہ ثابت کرسکیں کہ وہ علم تھوڑی دیر کے بعد جاتا رہا۔ اور اگر ممکن ہے تو ھاتوا برھانکم اور یہ تو عجب تماشہ کی بات کہی کہ سب معجزات کا یہی حال ہے کہ انھیں بقا نہیں ہوتی۔ کیا خوب! ابھی حضور کو معجزات کا حال معلوم نہیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدے کے بموجب تو تھوڑی دیر کے لئے یہ معجزہ رہنا چاہیئے تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک

Marfat.com

پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ملاحظہ ہو مدارک التنزیل مطبوعہ مطبع میمنہ مصر صفحہ ۳۲۱۔ ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال[۱] لرسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام انا قاطع بکذب المنافقین لان اللہ عصمک من وقوع الذباب علی جلدک لانہ یقع علی النجاسات۔ وفیہ ایضًا قال[۲] عثمان ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذلک الظل۔ اب آیات واحادیث واقوال اکابر اُمّت اور خود مخالفین کے اقرار[ن] سے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کیلئے علم ما کان ویکون ثابت ہوگیا اور یہی مدعا تھا والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ تو بصراحت تامہ نہایت مدلل لکھا گیا۔ اب میں حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ "اعلاء کلمۃ الحق" کا رد شروع کرتا ہوں۔ وباللہ التوفیق وبیدہٖ ازمۃ التحقیق

---

[۱] حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ منافق جھوٹے ہیں اسلئے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کے جسم مبارک کو مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا ہے۔ اسلئے کہ وہ نجاستوں پر بیٹھتی ہے ۱۲

[۲] یہ بھی مدارک میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ اسپر قدم پڑے۔ سبحان اللہ۔

تنبیہ مخالفین کے اقرار اور بھی جابجا موجود تھے بلحاظ اختصار چھوڑ دئے گئے ۱۲

Marfat.com

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلار کلمۃ الحق کا رد

قولہ الحق ھوالاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم۔
اسی کی شان۔ ہمارا یہی ایمان ہے (اور حاشیہ پر ہے) اور مؤلف اعلام الاذکیا نے اپنے رسالہ کے آخر میں یوں لکھا ہے صلی اللہ علی من ھوالاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم۔

اقول۔ مؤلف اعلار کلمۃ الحق نے گویا یہ اعتراض کیا کہ مؤلف اعلام الاذکیا یعنی جناب مولانا مولوی محمد سلامت اللہ صاحب نے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ھوالاول والاخر الخ لکھا اور یہ جناب حق سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے۔ پس مخفی نہ رہے کہ یہ کلمات جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بیان کرنا شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ جانبِ مخالف نے سمجھا۔

بلکہ ایسے کلماتِ وصف جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لانا جائز اور اکابر اُمت کا طریقہ ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ کے خطبہ میں فرماتے ہیں ھوالاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم۔ این کلماتِ اعجاز سمات ہم مشتمل بر ثنائے البیت تعالیٰ و تقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود خواند وہم متضمن نعت حضرت رسالت پناہی است کہ وے سبحانہ اور ابدان تسمیہ و توصیف فرمودہ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ الفاظ کہنا درست اور علمائے اُمت کا طریقہ ہے۔ بلکہ خود حضرتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائے ہیں۔ پس اب منکرین جو ان کلمات کو جناب رسالتمآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شان میں ناروا جانتے ہیں خدائے کریم مولائے رحیم پر کیا اعتراض نہ کرینگے کہ اُس نے خود حضرت کی شان میں یہ کلمات فرمائے۔

یگانۂ زمانہ جناب الحاج حضرت مولانا المولوی احمد رضا خاں صاحب فاضل

Marfat.com

بریلوی مدظلہ نے اپنے رسالہ مبارکہ جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ صفحہ ۳۴ میں نقل فرمایا۔
علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہوکر مجھے یوں سلام کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اٰخِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ظَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَاطِنُ میں نے کہا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں۔ جبریل نے عرض کیا اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں سلام عرض کروں اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔ وَسَمَّاكَ بِالْاَوَّلِ لِاَنَّكَ اَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ خَلْقًا وَسَمَّاكَ بِالْاٰخِرِ لِاَنَّكَ اٰخِرُ الْاَنْبِيَاءِ فِي الْعَصْرِ خَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ اِلٰى اٰخِرِ الْاُمَمِ۔ حضور کا اوّل نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہری نور سے ساق عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجے اور ہزار سال بھیجے۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سمٰوٰت و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پرنور پر درود نہ بھیجے ہوں۔ اللہ حضور پر درود بھیجے،
فربک محمود و انت محمد و ربک الاوّل والاخر والظاهر والباطن و انت الاول و الاخر والظاهر والباطن۔ پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد۔ حضور کا رب اوّل و آخر و ظاہر و باطن ہے۔ حضور اول و آخر ظاہر

Marfat.com

باطن ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم نے فرمایا الحمد للہ الذی فضلنی علیٰ جمیع النبیین حتی فی اسمی وصفتی سب خوبیاں اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی۔ یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔ انتہی۔

قولہ۔ اس علم غیب کے باب میں دو فرقے ہوگئے جس سے عوام غلجان میں پڑ گئے۔ ایک وہ گروہ جو پرانی چال ڈھال پر جما ہوا ہے یعنی جن کا عقیدہ سلف صالح کے موافق ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ علم غیب جس کا ایک شمہ اس راقم نے لکھا یہ علم بذاتہ تعالےٰ مختص ہے۔ رہا دوسرا گروہ جن کو ایجاد و اختراع کی فرصتیں ملیں ان لوگوں نے تیرھویں صدی میں اپنا خیال دگرگوں ظاہر کیا یعنی مولے رب العزت دوسرے کے لئے بھی علم غیب کے قائل ہوئے۔

اقول۔ مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرنے میں انصاف کا خون ناحق کیا ہے۔ پہلے فریق کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا۔ خیر اب میں دونوں فریقوں کے اعتقاد بیان کرتا ہوں۔

فریق اول۔ یعنی وہابی، جسکو جانب مخالف یعنی مؤلف اعلاء کلمۃ الحق نے سلف صالح کے موافق بتایا ہے۔ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا علم، شیطان لعین کے علم سے بھی کم ہے (نعوذ باللہ من ذلک) چنانچہ براہین قاطعہ میں جو اس فریق کی مایۂ ناز کتاب ہے صفحہ ۴۷ میں موجود ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اے حضرت جانب مخالف صاحب آپ نے اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے عقیدہ میں اسکی یہ تقریر بیان نہ کی۔ اب ذرا انصاف فرمائیے کہ شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وسعت نص سے ثابت مان لی اور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے اس وسعت کا قائل ہونا شرک بتا دیا۔ اس کے کیا معنے اگر بفرض محال یہ وسعت غیر خدا کے لئے تجویز کرنا اور مان لینا

Marfat.com

شرک ہے تو بھلا شیطان اور ملک الموت کے لئے تسلیم کرنا کیوں شرک نہیں۔ اور اسپر طرہ یہ کہ وہ نص سے ثابت کہہ رہا ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ شرک نص سے ثابت ہے (معاذاللہ)

اب جانب مخالف سے سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنے اس سلف صالح کے موافق کو مسلمان کہیں گے جس نے نعوذ باللہ خدائے پاک اور قرآن مجید دونوں کو مشرک گر بنایا ظلم ہے کہ شرک نص سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اسی کا نام ہے اور آپ کے سلف صالح ایسے ہی تھے تو خدا ہم کو اور سب مسلمانوں کو ان کی موافقت سے محفوظ رکھے دوسرے یہ کہ جانب مخالف نے اپنے رسالہ اعلار کلمۃ الحق کے صلا میں لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الخلائق ہیں یعنی مخلوقات میں سب سے بڑھکر عالم ہیں کیونکہ یہ بات اوّلاً اجماع سے ثابت ہے۔

اقول - اب میں پوچھتا ہوں کہ جانب مخالف صاحب کے نزدیک شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کہئے تب تو کیا ٹھکانا ہے اور اگر کہیئے کہ ہاں مخلوق ہیں تو براہین قاطعہ کی عبارت مذکورہ کے اعتبار سے شرک ہے اس لئے کہ صاحب براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور یہ حضرت تو سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کرتے ہیں اور سب سے بڑھکر عالم بتاتے ہیں۔ تو اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے نزدیک تو پکے مشرک ہوئے۔ اب جانب مخالف سے یہ سوال ہے کہ وہ اپنے سلف صالح کے موافق گروہ کے حکم کے بموجب اپنا مشرک ہونا تسلیم کرینگے یا انکے سلف صالح کے موافق ہونے سے انکار۔ صاحبان انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مؤلف اعلار کلمۃ الحق کا فریق اوّل کو سلف صالح کے موافق کہدینا اور فریق ثانی یعنی اہل سُنّت کو بُرا بتانا کیا انصاف کی گردن پر چھری پھیرنا نہیں ہے۔ ابھی اتنے ہی سے نہ گھبرا لیجئے بلکہ اپنے سلف صالح کے سرغنہ اور پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی کی خیر منائیے اور ان کا قول انصاف کی میزان میں تولکر خود اپنے انصاف پر آفرین کہئے کہ آپ کے گروہ کے معلم اول مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان میں یہ لکھتے

Marfat.com

ں۔ پھر خواہ یوں سمجھئے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض کہ
س عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ از تقویۃ الایمان صنا مطبوعہ مجتبائی۔

جناب رسالت مآب عدیم النظیر یعنی نبی علیم وخبیر کے عدیم المثل و بے نظیر ہونے
ے انکار میں تو محالات تک تحتِ قدرت بتائیں۔ کذب جیسے قبیح امر کو خدائے پاک
ے لئے جائز کہیں۔ اہل سنت کو منکر قدرت قرار دیں۔ معاذ اللہ اور نبی کریم صلی اللہ
الیٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں اللہ جل شانہٗ کو تعلیم پر بھی قادر نہ جانیں اور آنکھیں
ل کر صاف کہہ جائیں کہ اللہ کی تعلیم سے بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
و یہ علم نہیں ہو سکتا۔ جس کے یہ معنی کہ یا تو وہ علام الغیوب تعلیم پر قادر نہیں۔
وذ باللہ۔ یا اس کی تعلیم ایسی ناقص کہ جسکو تعلیم کرے اسے علم نہیں آسکتا۔
اذ اللہ۔ ہمارے جانب مخالف صاحب کہ ان سب باتوں کو سلفِ صالح کے
فق بتا رہے ہیں ذرا وہ اپنے سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قول کے بموجب
بت کر دیں کہ اللہ کے دینے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ کا تعلیم کرنا بھی
ہے۔ یہ مسئلہ تو صاف بتا رہا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک علم الٰہی
(نعوذ باللہ) عطائی یعنی کسی کی تعلیم سے ہے۔ اسلئے کہ شرک تو جب ہی لازم
ے گا کہ اللہ جل شانہٗ کا علم بھی ذاتی نہ ہو۔ ورنہ اتنا بڑا فرق ہونے پر کیسے شرک
سکتا ہے۔ ابھی تو علم رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہمارے
ب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تنقیص علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
ے تھے کہ ان کے سید الطائفہ سلف صالح مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک اللہ جل شانہٗ
بھی ذاتی نہ رہا (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ تقویۃ الایمان میں یوں لکھتے ہیں۔ سو اسطرح
ب کہ جسوقت چاہے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس سے صاف
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں ہے بلکہ جب کبھی کسی چیز کا علم
ہے معلوم کر لیتا ہے

وم کر لیتا ہے اللہ جل شانہٗ کس سے معلوم کر لیتا ہے اگر مولوی اسمٰعیل سے دریافت کیا جاتا تو شاید وہ یہی کہتے
سید احمد سے دریافت کر لیتا ہے انہی کے ساتھ بہت خصوصیت ہے ہاتھ میں ہاتھ تھام کر کلام ہوتا ہے۔ ایسے

Marfat.com

اب ذرا جانب مخالف غور کریں کہ انھوں نے انصاف کا خون کیا یا نہیں کہ جو فریق اللہ جل شانہٗ کے علم کو بھی ناقص بتایا ہے اسکو سلف صالح کے موافق بتا دیا۔

فریق ثانی۔ یعنی اہل سُنّت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی جمیع کائنات کا علم ہے اور وہ علم الٰہی کے دریائے عظیم کا ایک قطرہ ہے۔ چنانچہ یہ مضمون بار بار رسالوں میں شائع ہو چکا ہے۔

فریق اول۔ یعنی وہابی۔ اس کو شرک کہتے ہیں۔ جانب مخالف انصاف کریں کہ اس کو شرک کہنے کے یہ معنی ہیں کہ بعینہ صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ میں ثابت کی گئی تو ضرور معترض یعنی وہابیہ کے نزدیک (معاذاللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرور استاد ہے جس نے اس کو تعلیم کیا (استغفراللہ) کیا جانب مخالف کے نزدیک فریق اوّل سلف صالح کے موافق ہے جو حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ اور اس کے حبیب معظم محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرتا ہے۔ جس کے نزدیک خدا کے لئے شاگرد بن کر علم سیکھنا ضروری ہے۔ رسول کیلئے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ الٰہی جانب مخالف اور اس کے فریق کو ہدایت فرما۔

قولہٗ۔ اور بعض اہل علم نے غیب کی یوں تعریف کی ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہٗ نے کسی کو اسپر اطلاع دی ہو۔ خاص رب العزت ہی کو معلوم ہو نہ غیر کو۔

اقول۔ آپ کی لیاقت علمی بھی قابلِ تعریف ہے۔ وہ بعضے اہل علم کونسے ہیں جنہوں نے غیب کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ سوائے رب العزت کے اور کوئی اس کو نہ جانے اور نہ حق سبحانہ تعالےٰ نے کسی کو اسپر اطلاع دی ہو۔ غالبًا یہ بعض اہل علم بھی ویسے ہی

ہی دیوبندیوں نے براہین قاطعہ میں لکھا کہ رسول اللہ کو اردو مولنا دیوبند کے مدرسہ کے تعلق سے آگیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شاگرد بتادیا۔ اُن کے پیشوانے خدائے تعالیٰ کو پھر یہ کیسے گوارا ہو سکے کہ خدا و رسول کے لئے اپنے آپ سے زیادہ علم تسلیم کرلیں شاگردوں سے بھی علم میں کم قرار پائیں۔ معاذاللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اہل اسلام ان بیہودہ باتوں پر نظر ڈالیں ۱۲۔

Marfat.com

ہونگے جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق گروہ والے تھے۔ اکثر جہلا یہ کہا کرتے ہیں کہ جب اللہ نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا۔ یہ غلطی اسی باعث سے ہوئی کہ یہ لوگ غیب کے معنی سے ناواقف ہیں۔

اب غیب کے معنی سُنیئے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے وَالْمُرَادُ بِہٖ الْخَفِیُّ الَّذِیْ لَا یُدْرِکُہٗ الْحِسُّ وَلَا تَقْتَضِیْہِ بَدَاھَۃُ الْعَقْلِ یعنی غیب اس پوشیدہ چیز کا نام ہے جسکو حس ادراک نہیں کرتی اور بداہتہ عقل پا نہیں لیتی۔ اس میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ اس کی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ یا تعلیم سے غیب پر غیب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ مخالف صاحب نے اپنی طرف سے بے ثبوت محض خلاف تصریحات مفسرین لکھدیا اور کتب معتبرہ کی طرف اصلا التفات نہ کیا۔ افسوس ہے دینی مسائل میں یہ ہوا بندیاں اپنی طبیعت سے جو چاہا لکھدیا۔ جس کا ثبوت فضاء عالم میں عنقا۔ علماء کی نظر میں آپ کا یہ طرز عمل آپ کی کیا وقعت پیدا کرے گا۔

تفسیر کبیر ملاحظہ ہو۔ آیہ کریمہ یومنون بالغیب کے تحت مسطور ہے قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْمُفَسِّرِیْنَ اَنَّ الْغَیْبَ ھُوَ الَّذِیْ یَکُوْنُ غَائِبًا عَنِ الْحَاسَّۃِ ھٰذَا الْغَیْبُ یَنْقَسِمُ اِلٰی مَا عَلَیْہِ دَلِیْلٌ وَاِلٰی مَالَا دَلِیْلَ عَلَیْہِ۔ یعنی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو۔ پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جسپر دلیل نہ ہو۔ جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ جناب حق سبحانہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے۔ رہا وہ غیب جسپر دلیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اللہ سبحانہٗ کا علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج ہی نہیں تو ضرور اس قسم کا غیب بندوں کے ساتھ خاص ہوگا

اب فرمایئے کہ جناب کا یہ قول کہ حق سبحانہ نے کسی کو اسپر اطلاع نہ دی ہو کتنا کھلا باطل اور کتب دینیہ اور جمہور مفسرین کے خلاف ہے۔ کیا آپ کے نزدیک خداوند عالم غیب کی تعلیم پر قادر نہیں ہے اور اسپر کسی کو مطلع نہیں فرما سکتا۔ آپ تو حافظ ہیں قرآن پاک سے دریافت کیجئے کہ اللہ سبحانہٗ اپنے بندوں کو غیب پر اطلاع دیتا ہے نہیں ارشاد فرماتا ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ

Marfat.com

مِن رُّسُلِهٖ مَن یَّشَآءُ۔ تو دیکھئے اس آیت میں کیسا صاف فرمادیا کہ مجتبےٰ رسولوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔ اس مضمون کی آیتیں لکھی جائیں تو ذخیرہ ہو جائے مگر افسوس آپ ضد اور تعصب کے جوش میں قرآنِ پاک کا خلاف کرتے چلے جاتے ہیں اور اب تو فرمائیے کہ غیب بتایا جاتا ہے یا نہیں۔ اللہ انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔

قولہ چنانچہ اس نفی غیر پر آیۂ کریمہ وَعِندَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ناطق ہے۔

اقول۔ جانب مخالف نے یہ آیت اس لئے نقل کی ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب کو نہیں جانتا مگر ہم اوپر بوضاحت بیان کر چکے ہیں کہ وہ غیب جسپر دلیل ہے اللہ جل شانہٗ کے ساتھ خاص نہیں۔ آیت بیشک حق ہے لیکن اس سے یہ ثابت کرنا سراسر باطل کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے کسی کو غیب کا علم تعلیم نہیں فرمایا نہ آیت کا یہ ترجمہ ہے نہ مفاد بلکہ آیت میں اس غیب کی نفی ہے جسپر دلیل نہیں اور جسکو علم ذاتی بھی کہہ سکتے ہیں یعنی جو بے تعلیم خود بخود حاصل ہو۔ اور اگر یہ مراد نہ ہو بلکہ آیت کا یہ مطلب ہو کہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کو غیب کا علم تعلیمِ الٰہی سے بھی نہیں ہو سکتا تو اوّل تو اللہ جل شانہٗ کا عجز لازم آئے گا (نعوذ باللہ) اور ثانیاً آیۂ وافی ہدایہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِن رُّسُلِهٖ مَن يَّشَآءُ اور آیۂ کریمہ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِن رَّسُوْلٍ کے بالکل خلاف ہوگا اسلئے کہ ان آیتوں سے خوب ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہٗ اپنے مجتبےٰ مرتضےٰ رسولوں کو غیب پر مطلع فرما دیتا ہے۔ پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہوگا کہ یہ علم تعلیم الٰہی سے بھی حاصل نہیں بلکہ ضروری یہی مطلب ہوگا کہ خود بخود اپنی ذات اور عقل سے کوئی غیب نہیں جانتا البتہ بتعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں۔ چنانچہ امام مناوی رحمۃ الباری روضۃ النضیر شرح جامع صغیر میں تحریر فرماتے ہیں۔ فَاَمَّا قَوْلُهٗ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ فَمُفَسَّرٌ بِاَنَّهٗ لَا يَعْلَمُهَا اَحَدٌ بِذَاتِهٖ وَمِنْ ذَاتِهٖٓ اِلَّا هُوَ لٰكِنْ قَدْ يَعْلَمُ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنَّ ثَمَّةَ مَنْ يَّعْلَمُهَا وَقَدْ وَجَدْنَا ذٰلِكَ بِغَيْرِ وَاحِدٍ كَمَا رَاَيْنَا جَمَاعَةً عَلِمُوْا اَنَّى يَمُوْتُوْنَ وَعَلِمُوْا مَا فِي الْاَرْحَامِ حَالَ

Marfat.com

حَمْلِ الْمَرْأَةِ وَقَبْلَہٗ ۔ یعنی آیۃ وعندہ الآیہ کی تفسیر یہ ہے مفاتح غیب کی کوئی خود بخود سوائے خدائے تعالےٰ کے نہیں جانتا۔ اور اس کی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے۔ اور ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا کہ جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مرینگے۔ اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی۔

کہئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوئے یا کچھ تردّد باقی ہے۔ آپ کا آیت کو سند بنانا آیت کے معنی تک نہ پہنچنے کا ثمرہ تھا۔ پہلے ہی تحقیق کر کے معنی سمجھ لئے ہوتے تو اسوقت شرمندگی نہ ہوتی۔ لیکن خیال باطل کی تائید اور مذہب مردود کی حمایت آپکو دیدہ ودانستہ بھی ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کرے تو تعجب نہیں اسلئے مناسب ہے کہ میں آپ کو خوب اطمینان دلاؤں ملاحظہ فرمایئے تفسیر احمدی اس میں ہے وَلَکَ اَنْ تَقُوْلَ اَنَّ عِلْمَ ھٰذِہٖ الْخَمْسَۃِ وَاِنْ کَانَ لَا یَعْلَمُھَا اَحَدٌ اِلَّا اللّٰہُ لٰکِنْ یَجُوْزُ اَنْ یُّعَلِّمَھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ مُحِبِّیْہِ وَاَوْلِیَائِہٖ بِقَرِیْنَۃِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ بِمَعْنَی الْمُخْبِرِ۔ اس تفسیر سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہٗ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جسکو چاہے امور خمسہ کا علم بھی تعلیم فرما دے۔ الغرض جتنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہیں جانتا سب میں یہی مقصود ہے کہ خود بخود بے تعلیم الٰہی نہیں جانتا۔ ملاحظہ ہو جمع النہایہ فی بدء الخیر والغایہ علامہ شنوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اِلَّا اللّٰہُ فَلَا یَعْلَمُ ذٰلِکَ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِیْنَ لَا یَعْلَمُ ھٰذِہٖ الْخَمْسَ عِلْمًا لَّدُنِّیًا ذَاتِیًّا بِلَا وَاسِطَۃٍ اِلَّا اللّٰہُ فَالْعِلْمُ بِھٰذِہٖ الصِّفَۃِ مِمَّا اخْتَصَّ اللّٰہُ تَعَالٰی بِھَا وَاَمَّا بِوَاسِطَۃٍ فَلَا یَخْتَصُّ بِہٖ تَعَالٰی۔ حاصل یہ کہ امور خمسہ کا علم ذاتی لدنی بے واسطہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کو نہیں لیکن علم بواسطہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ مختص نہیں۔ وہ سبحانہٗ جسے چاہے تعلیم فرما دے اور اس نے جسے چاہا تعلیم فرمایا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحریر

Marfat.com

فرماتے ہیں۔ ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہا ارنداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدائے کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالےٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدا ناند۔ اب تو بالکل پردہ اٹھ گیا کہ مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو عقل اور قیاس سے نہیں جانتا کہ یہ امور غیب ہیں سوائے خدا کے کوئی اس کا جاننے والا نہیں مگر جس کو اللہ جل شانہٗ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔ اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ آیۂ شریفہ میں غیب کی نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔ جانب مخالف نے آیت کے معنے سمجھنے میں خطا کی اور غلط استدلال کیا۔ مذکورہ بالا جملہ روایات وتفاسیر کے خلاف ہے اگر ان پر نظر نہ تھی تو آیت سے استدلال کرنے میں جرأت نہ کرنا چاہئیے تھا عجب ہے کہ مخالف اپنی غلط فہمی کو اپنے باطل مدعا کی دلیل بنانا چاہتا ہے۔

قولہ۔ اور اسی معنی کے اعتبار سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں تحریر فرمایا ہے وَذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيْحًا بِالتَّكْفِيْرِ بِاعْتِقَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔

اقول۔ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ اسی غیب پر حکم تکفیر نقل کرتے ہیں کہ جس پر دلیل نہ ہو اور یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا۔ رہا وہ غیب جس پر دلیل ہے وہ حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت فرمایا ہے۔ لطف تو جب ہے کہ میں اس مدعا پر خود علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ ہی کی شہادت پیش کروں جن سے جانب مخالف نے استدلال کیا ہے ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ شرح شفا جلد اول ص۲۷ میں فرماتے ہیں (ما اطلع علیہ من الغیوب ای الامور الغیبیۃ فی الحال (ومایکون) ای سیکون فی الاستقبال۔ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امور غیبیہ حال واستقبال پر مطلع فرمایا ہے

Marfat.com

کیا یہی علامہ علی قاری خود اسی پر کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہیں۔ اے مخالف صاحب ذراہوش وخرد سے کام لیجئے۔ آپ کا خیال کہاں ہے اور تماشہ دیکھئے پھر یہی علامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۵ صفحہ ۳۲ میں امام ابن حجر عسقلانی سے نقل کرتے ہیں دَلَّ ذٰلِکَ عَلٰی اَنَّہٗ اَخْبَرَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِیْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ وَتَیْسِیْرِ اِیْرَادِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ فِیْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَۃِ اَمْرٌ عَظِیْمٌ یعنی حضور سید یوم النشور صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ نے ایک ہی مجلس میں مبدا اور معاش اور معاد دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے اور ابھی یہی نہیں کہا جا سکتا کہ جناب مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم اسی میں منحصر ہے بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے اس سے وہی ذات پاک واقف ہے جس نے عطا فرمایا۔

اب فرمائیے کہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی عبارتیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عطائی نسبت امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں اور اس وضاحت سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا کے سب امور سے واقف تھے بلکہ اسکی اطلاع بھی دی۔ کیا یہی علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اسی پر اعتقاد والے کو کافر بتاتے ہیں؟ مجھے مخالفین کی عقلوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ علامہ علی قاری رحمۃ الباری اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں وہ عبارت جو جناب مخالف نے نقل کی اس میں اسی غیب کے اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ جس پر دلیل نہیں یعنے علی قاری رحمۃ اللہ نے کسی مخلوق کے بالذات و بے تعلیم الٰہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا۔ اور یہ بالکل صحیح اور ہمارا مذہب ہے۔ جانب مخالف کی خوش لیاقتی کہئے یا جوش تعصب سمجھئے کہ انہوں نے مثبتین علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت سے حکم تکفیر لگا دیا اور یہ کہ پوری عبارت بھی نقل نہیں کی جو مطلب واضح کر دیتی پوری عبارت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ کی یہ ہے ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یَعْلَمُوا الْمُغَیَّبَاتِ مِنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا مَا اَعْلَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَذَکَرَ الْحَنَفِیَّۃُ تَصْرِیْحًا

Marfat.com

بِالتکفِیرِ بِاِعتِقَادِ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیہِ السَّلَامُ یَعلَمُ الغَیبَ لِمُعَارَضَۃِ قَولِہٖ تَعَالیٰ قُل لَّا یَعلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ الغَیبَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام غیب نہیں جانتے مگر اسی قسم کا جو تعلیم الٰہی سے ہو۔ اور حنفیہ نے اس اعتقاد پر تکفیر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بخود یعنی بے واسطہ تعلیم الٰہی کے عالم الغیب ہیں اور یہ بالکل بجا ہے۔ کسقدر صاف بات تھی جسکو عبارت کی قطع و برید سے پیچیدہ کرنا چاہا ہے۔

قولہ:۔ پس اس بیان سے یہ امر خوب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مطلقاً علام الغیوب ہے اور خلائق کو باطلاع تعالےٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے (الیٰ ان قال) تو مخلوق کا علم خالق رب الارباب کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول اولاً:۔ حافظہ نباشد کا مضمون ہے ابھی تو آپ یہ فرما چکے ہیں کہ غیب وہ ہے جو حواس یا عقل سے معلوم نہ ہو سکے اور نہ حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اسپر اطلاع دی ہو خاص رب العزت کو معلوم ہو نہ غیر کو۔ آپ اب یہ کیسے فرماتے ہیں کہ خلائق کو باطلاع تعالےٰ بعض مغیبات کا علم عطا ہو گیا ہے۔ جب غیب کا علم خاص رب العزت کے سوا غیر کو ہوتا ہی نہیں اور حق سبحانہ اسپر کسی کو اطلاع نہیں دیتا تو مخلوق کو بعض مغیبات کا علم کس طرح ہوا؟ یہ متناقض اقوال جناب نے کس مصلحت سے تحریر فرمائے ہیں اور ان دونوں میں سے جناب اپنے کس قول کو سچا اور کس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں مگر بات یہ ہے کہ آپ کا یہ قول (کہ غیب وہ ہے جو کسی کو بتایا نہ جائے) اسدرجہ صریح البطلان اور پادر ہوا تھا کہ آپ خود بھی اسپر قائم نہ رہ سکے اور حق کے مقابل تعصب سے جب کام لیا جاتا ہے تو یہی انجام ہوتا ہے۔

ثانیاً:۔ ابھی آپ ملا علی قاری سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب جاننے کے اعتقاد پر کفر کا حکم سنا چکے ہیں اور یہاں مخلوق کے لئے بعض مغیبات کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرمائیے اس کفر میں جناب کا بھی حصہ ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس محرومی کی وجہ بیان کیجئے۔

Marfat.com

آج آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا + اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں

اب فرمایئے علامہ علی قاری علم ذاتی کے اعتقاد پر تکفیر فرماتے ہیں یا عطائی کے

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را + چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

ثالثاً ۔ اگر درحقیقت آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بعطائے الٰہی جملہ اشیاء کا علم حاصل ہے اور اسکو بعض مغیبات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم الٰہی کے مقابلہ میں یہ بہت قلیل ہے ۔ اگرچہ بجائے خود تمام ملکوت سمٰوٰت وارض تک وسیع ہے تو تسلیم تھا ۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ کا گروہ علم الٰہی کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے ۔ جہاں حضور کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کیا اور آپ لوگ گھبرائے کہ خدا کی برابر کردیا ۔ تو بات یہ ہے کہ آپ خدائے پاک کا علم اسیقدر سمجھتے ہیں ۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا کہ علم حق کے سامنے جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہیں تو آپ کو حضور کیلئے اُن کے ثابت ہونے سے ایسا تحیر اور وحشت نہ ہوتی اور آپ اسکو علم الٰہی کے مساوی نہ کہتے ۔ لیکن آپ اس غلطی میں تو اپنی بے علمی سے مبتلا ہیں ۔

تفسیر خازن جلد ۳ صـ ۱۴۲ قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ لَمَّا نَزَلَتْ بِمَكَّةَ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الْاٰيَةِ وَهَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ اَتَاهُ اَحْبَارُ الْيَهُوْدِ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ بَلَغَنَا اَنَّكَ تَقُوْلُ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اَعَنَيْتَنَا اَمْ قَوْمَكَ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كُلًّا قَدْ عَنَيْتُ قَالُوْا اَلَسْتَ تَتْلُوْا فِيْمَا جَاءَكَ اِنَّا اُوْتِيْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا عِلْمُ كُلِّ شَيْءٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ قَلِيْلٌ الخ یعنی مفسرین نے فرمایا کہ جب آیہ کریمہ ویسئلونک عن الروح الایۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی ۔ آپ کی خدمت میں علمائے یہود نے حاضر ہوکر عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں خبر پہونچی ہے کہ آپ فرماتے ہیں وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ط یعنی تم نہیں دئے گئے علم سے مگر تھوڑا ۔ کیا آپ ہم کو مراد لیتے ہیں یا اپنی قوم کو ۔ حضور نے فرمایا میں سب کو

Marfat.com

مراد لیتا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے پاس جو خدا کا کلام آیا ہے اس میں آپ یہ نہیں پڑھتے کہ ہم کو توراۃ عطا ہوئی اس میں ہر چیز کا علم ہے حضور نے فرمایا کہ وہ علم الہٰی کے حضور قلیل ہے۔

فرمائیے کیا اب بھی آپ اللہ سبحانہ کے علم بے نہایت کو جمیع اشیاء میں محدود و منحصر سمجھ کر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جمیع اشیاء کا علم ثابت کرنے والے کو یہ الزام دیں گے کہ مخلوق کا علم خالق کی برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم الہٰی کی عظمت سے آنکھیں بند کریں گے۔ علم الہٰی کو جمیع اشیاء کی چار دیواری میں محدود سمجھنا کسقدر نادانی ہے اور مثبتین علم سرور عالم علیہ السلام کو تساوی اور خدا کے برابر کر دینے کا الزام دینا اسی بناء فاسد پر مبنی لہٰذا اہلِ سنت نے تو بحمد للہ حضور کو خدا کی برابر نہ کہا مگر آپ نے علمِ الہٰی کو گھٹا کر خدا کو رسول کی برابر ٹہرادیا بلکہ رسول سے بھی کم کر دیا۔ کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم بھی اس حد میں محدود نہیں۔ عنایتِ الہٰی سے آسمانوں اور زمینوں کے ملک بھی حضور کی وسعت علمی کے سامنے قلیل ہیں اور حضور کا علم اُن سے اکثر و افضل ہے۔

تفسیر خازن جلد ثالث ص۱۲۵ میں ہے قُلْتُ مَلَكُوتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ بَعْضِ اٰیَاتِ اللّٰهِ اَیْضًا وَلَاٰیَاتُ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَكْثَرُ الَّذِیْ اَرَاهُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰیَاتِهٖ وَعَجَائِبِهٖ تِلْكَ اللَّیْلَةَ كَانَ اَفْضَلُ مِنْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی میں کہتا ہوں کہ ملکوت سمٰوٰت وارض بھی آیاتِ الٰہیہ میں سے بعض ہیں۔ اور بیشک آیاتِ الٰہیہ اس سے افضل و اکثر ہیں اور شب معراج جو آیات و عجائب اللہ تعالیٰ نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معائنہ کرائے وہ ملکوت سماوات وارض سے افضل ہیں۔

اب انصاف کیجئے کہ ملکوت سمٰوٰت وارض جب حضور کے علم کا بعض ہوئے تو حضور کیلئے اُن کے ثابت کرنے کو یہ کہنا کہ خدائے تعالیٰ کی برابر کر دیا صاف یہ معنے رکھتا ہے کہ بس اللہ سبحانہ کو اتنا ہی علم ہے۔ مخالفین کسقدر غلطی میں مبتلا

Marfat.com

ہیں۔ سُنیوں کو الزام دینے اور مساوات ثابت کرنے کے شوق میں علم الٰہی کی عظمت گھٹانے کے درپے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے اور ایسی ضد اور ہٹ دھرمی سے پناہ میں رکھے ۔ ملکوت سموٰت وارض جس سے حضور انور کا علم بھی وسیع ہے اس میں علم الٰہی کو منحصر کر دینا کسقدر ظلم ہے ۔ اب فرمایئے کہ حضور کے لئے ملکوت سموٰت وارض کا علم ثابت کرنے سے خدا اور رسول کا برابر ہو جانا کس طرح ممکن ہے ؟ اگر خداوند عالم کے علم کی عظمت کا کچھ پتہ ہو تو مخالفین حق تعالےٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے علم میں فرق کر سکیں ۔ علماء اہلسنت نے اس فرق کی تصریحیں فرمائیں ۔ خود اعلام الاذکیا کے صـ۲۶ پر اعلیحضرت مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت برکاتہم کی تقریظ موجود ہے اس میں یہ جملہ بغور ملاحظہ کیجئے ۔ بصیرت کے اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی علم خلق عطائی وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث ۔ وہ نامخلوق یہ مخلوق ۔ وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا ۔ وہ ممتنع التغیر ، یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا ۔ مگر کسی مجنون کو

اب کہئے کہ باوجود اتنے تفرقوں کے کوئی عاقل مساوی علم الٰہی کے کہہ سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ پھر بھلا کیا ضرورت تھی جو آپ نے ایک رسالہ لکھدیا اور بہت سا خون جگر کھایا ۔ مگر درحقیقت آپ کا اعتقاد تو یہ ہے جو آپ کی اور آپ کے فریق کی تقریروں سے ظاہر ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو گنتی کی دو چار چیزیں بتا دی گئیں باقی انہیں دیوار کے پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں ۔ چنانچہ براہین قاطعہ مطبوعہ ہاشمی پریس صـ۴۶ میں لکھتے ہیں اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ، باوجودیکہ حضرت شیخ مدارج شریف میں فرماتے ہیں وایں سخن اصلے ندارد روایت بداں صحیح نشدہ یعنی نہ اس بات کی کچھ اصل نہ روایت اسکے ساتھ صحیح ۔ مگر باوجود اس کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی تنقیص کے لئے شیخ پر اتہام یہ ہے آپ کا عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی نسبت یہ ہے اور یہ ہے آپ کی دیانت کا نمونہ کہ شیخ جس بات کو باطل وبے اصل بتائیں آپ شیخ ہی کو اس کا مثبت بنائیں اور آپ کا یہ قول کہ وہ علم محیط نہیں رکھتے جس معنی پر

Marfat.com

کہ آپ گمان کرتے ہیں بالکل باطل ہے اور اس مدعا پر جو استدلال آپ نے شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاطی اور بیجا تصرف کا نمونہ ہے۔ بے احتیاطی تو یہ کہ شاہ صاحب کی عبارت فارسی ہے آپ نے اردو لکھی اور نسبت شاہ صاحب کی طرف کردی۔ اور بیجا تصرف یہ کہ بے موقع نقل کی اس سے مراد غلط سمجھی۔ شاہ صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم الٰہی کو کسی مخلوق کا علم محیط نہیں ورنہ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اطلاق درست ہے۔ چنانچہ تفسیر رُوح البیان جلد سادس، صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر میں ہے وَكَذَا صَارَ عِلْمُهُ مُحِيطًا بِجَمِيعِ الْمَعْلُومَاتِ الْغَيْبِيَّةِ الْمَلَكُوتِيَّةِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ اِخْتِصَامِ الْمَلَائِكَةِ اَنَّهُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَفِي رِوَايَةٍ عِلْمَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ۔ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مغیبات ملکوتیہ پر محیط ہوا چنانچہ حدیث اختصام ملائکہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پروردگار نے اپنا کفِ دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اسکے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ گذشتہ و آئندہ کا تمام علم حاصل ہوگیا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم صفحہ ۱۲۳ پر تحت حدیث اِنِّي لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَهُمْ وَاَسْمَاءَ آبَاءِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ مسطور ہے فِيْهِ مَعَ كَوْنِهِ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ عِلْمَهُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِيْطٌ بِالْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ مِنَ الْكَائِنَاتِ وَغَيْرِهَا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس خبر دینے میں باوجود معجزہ ہونے کے اسپر بھی دلالت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا علم کائنات وغیرہا کے کلیات وجزئیات پر محیط ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں حدیث اختصام ملائکہ کے جملہ فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض کی شرح میں

Marfat.com

فرماتے ہیں ۔ پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں ۔ اور مدارج شریف کے خطبہ میں فرماتے ہیں ۔ وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است برہمہ چیز از شیونات ذات وصفات حق واسمار وافعال وآثار وبجمیع علوم ظاہر وباطن واول وآخر احاطہ نمودہ است ومصداق فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ شدہ ۔

منصف کے لئے یہ چار گواہ کم نہیں ۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق تعالےٰ نے کائنات وغیرہا کے تمام علوم ظاہر اور باطن اول وآخر جزوی اور کلی پر محیط کردیا ہے مگر جس کے دل میں انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی نہ ہو اس کے لئے ہزار بھی کم ہیں ۔ آپ نے جو آیۂ شریفہ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعدار آپ نے اس کا ترجمہ تک غور سے نہیں دیکھا ۔ آیت بصراحت فرما رہی ہے کہ وہ علم الٰہی کا احاطہ نہیں کر لیتے اور جو عبارت تفسیر کبیر سے جانب مخالف نے نقل کی ہے اس میں بھی ھو ان یعلمھم سے ظاہر ہے کہ نفی احاطۂ علم باری سبحٰنہ تعالےٰ کی ہے یہ عین ہمارا مذہب ہے کہ علم الٰہی محیط ہے محاط نہیں ۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مخلوق کا علم قلیل ہے یہ بیان ہو چکا کہ جناب باری عز اسمہٗ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے اور وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو ذرہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے جیسا کہ آپ نے آیۂ شریفہ وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا نقل فرمائی ہے اور نیز اور عبارتیں نقل کی ہیں اور بخاری شریف میں ہے وَقَعَ عُصْفُورٌ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ غَمَسَ مِنْقَارَهُ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوسٰى مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَّا مِقْدَارُ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُورُ مِنْقَارَهُ ۔ الحدیث حاصل یہ کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا نے بیٹھ کر اپنی چونچ دریا میں تر کی تو حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور تمام مخلوق کا علم جناب باری تعالےٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ میں اس چڑیا کا چونچ

Marfat.com

ترک کرلینا۔ امام محمد غزالی رحمہ اللہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں، و ہیچ سلیم دل نبود کہ اینقدر نداند کہ علم فرشتگان و آدمیان در جنب علم حق ناچیزاست و ہمہ راگفتہ کہ دما اوتیتم من العلم الاقلیلا اور تمام غیوب آسمانوں اور زمین کے اللہ جلشانہ کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں۔ چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل فرماتے ہیں اِنَّ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا نِہَایَۃَ لَہَا وَغَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا یُبْدُوْنَہٗ وَمَا یَکْتُمُوْنَہٗ قَطْرَۃٌ مِّنْہَا بمقابلہ علم الٰہی تمام غیوب سماوات وارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثیر نہ ماننا جنون یا نابینائی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم الٰہی سے ایک قطرہ عطا ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب السمٰوات وارض علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔ پھر اس جاہل پر افسوس ہے جو اب بھی علم نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو علم الٰہی کے مساوی سمجھے۔ تمام غیوب سمٰوٰت وارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدائے تعالےٰ جل شانہٗ کے علم کی برابر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے وَقَدْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ قَطَرَتْ فِیْ حَلْقِیْ قَطْرَۃٌ فَعَلِمْتُ مَا کَانَ وَمَا سَیَکُوْنُ۔ دراحادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند۔ فعلمت ما کان وما سیکون۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا اس کے فیضان سے مجھے ماکان وماسیکون کا علم حاصل ہو گیا۔

اب یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ماکان اور ماسیکون کا علم بھی علم الٰہی سے ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اس کو بعض یا قلیل کہہ سکتے ہیں۔ پس جہاں کہیں تفاسیر غیرہا میں بعض یا قلیل کا لفظ یا اس کا ہم معنی لفظ استعمال ہوا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالیٰ کے سامنے تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے اُنکے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت وسفاہت ہے افسوس ہمارے ابنائے

Marfat.com

نوع جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیار کے عالم ہونے کے اعتقاد پر کفر وشرک کا فتویٰ دیدیا اور یہ خیال کرلیا کہ احاطہ خدا ہی کو ہے۔ انہوں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے ہی علم میں نقصان نہیں ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی یہ قصور عائد کردیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور اسکے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ علوم ماکان ومایکون اور غیوب سمٰوٰت وارض سب کے سب اس کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہے جیسا کہ فقیر کی منقولہ عبارت سے ثابت ہوا۔ کاش یہ حضرات بھی توجہ فرمائیں اور ان عبارات پر غور کریں تو ہرگز مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دیکر مشرک نہ بتائیں۔ خدایا ہمکو اور ہمارے بنی نوع کو اپنے سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کر اور توفیق مرحمت فرما۔

اس تقریر کے بعد مؤلف اعلار کلمۃ الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہیں اور علوم شرعی وغیر شرعی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے لکھا ہے اور حضرت مولٰنا شاہ سلامت اللہ صاحب مؤلف اعلام الاذکیار کی نسبت حسب عادت اپنی ہمت کے موافق کلمات کہے ہیں ہمکو اُن سے بحث نہیں۔ البتہ انہوں نے صفحہ پر یہ بحث کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے علم شعر عطا نہیں کیا۔ اس مدعا پر آیہ کریمہ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ سے استدلال کیا ہے۔ اور مُلا کمال الدین کاشفی کی تفسیر سے یہ نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک وزنِ شعر کے ساتھ موافقت نہ کرتی تھی اسی صفحہ کے آخر میں اپنے اجتہاد خانہ زاد سے یہ قیاس ایجاد کیا ہے

قولہ بھلا جو علم کہ سراسر بُرے ہیں انکی قباحت اور بُرائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے علم سحر اور طلسم اور کہانت وغیرہ ان علوم کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ قدسی صفات کیونکر متصف ہوسکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمیع اشیار اور غیوب کے عالم ہیں۔ کیا ناعاقبت اندیشی سے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن علوم کے ساتھ متصف کرنا چاہتے ہیں کہ جو شان نبوت کے بالکل منافی بلکہ نفس ایمان کی بھی ضد ہیں۔

اقول۔ جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۵ میں خود فرما چکے ہیں کہ "ہرکس وناکس

Marfat.com

ناحق شناس کا قیاس اصول دین میں سے نہیں ہو سکتا" پھر کس طرح ان کا یہ اجتہاد تسلیم کر لیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم سحر و کہانت سے غافل ہیں لہٰذا ہم انہی سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا اُن کا یہ قیاس قابل قبول ہے ؟ اگر ہے تو کیوں ؟ کیا مجتہد ہونے کا دعوٰی ہے علاوہ بریں زبان مبارک کا وزن شعر کے ساتھ موافقت نہ فرمانا انہوں نے کس طمع میں نقل کیا ہے۔ آیا یہ خیال ہے کہ یہ فنِ شعر کی عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہے تو خیال باطل ہے کتنے عروض و قوافی کے جاننے والے فن شعر کے ماہر ایسے ہیں کہ وزن شعر کے صحیح ادا کرنے پر قادر نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں شعر کے ردی و جید میں تمیز نہ ہو۔ فن کے قواعد و مصطلحات سے بیخبر ہوں۔ ہاں شعر گوئی کا ملکہ نہیں۔ علم سے بہت مرتبہ ملکہ مراد ہوتا ہے۔ ہمارے روزمرہ کے محاورے ہیں کہ فلاں عالم لکھنا نہیں جانتا۔ اسکے یہ معنی نہیں کہ املا یا رسم الخط یا حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اس کو خبر نہیں۔ سب کچھ جانتا ہے مگر لکھنے کا ملکہ نہیں۔ آپ روٹی پکانا نہیں جانتے اس کے یہی معنی ہیں کہ پکانے کا ملکہ نہیں ورنہ جانتے خوب ہیں کہ کسطرح پکتی ہے۔ زید کہتا ہے کہ میں تیراندازی جانتا ہوں۔ آپ تیر کمان دے کر کہئے کہ نشانہ لگائے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے تو یہی کہا جائے گا کہ نہیں جانتا گو کہ وہ تیراندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے لیکن یہاں تو مراد علم سے ملکہ ہے کچھ ہمارے ہی محاورات پر منحصر نہیں۔ ہر ملک اور ہر زبان میں علم بمعنی ملکہ بکثرت مستعمل ہے۔ تلویح میں ہے ولا نسلم ان لادلالۃ للفظ العلم علی التھیؤ المخصوص فان معناہ ملکۃ یقتدر بھا علی ادراک جزئیات الاحکام فا طلاق العلم علیھا شائع فی العرف کقولھم فی تعریف العلوم علم کذا وکذا فان المحققین علی ان المراد بہ ھذہ الملکۃ ویقال لھا الصناعۃ ایضا لا نفس الادراک۔ مسلم الثبوت میں ہے واجیب بانہ لا یضر لا ادری لان المراد الملکۃ۔

مولانا عبد الحق خیرآبادی اور مُلّا محمد مبین رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہما اپنی اپنی شرحوں میں فرماتے ہیں لان المراد بالعلم الملکۃ عمدۃ المخالفین مولوی بشیر الدین اپنی شرح کشف المبہم میں لکھتے ہیں لان المراد بالعلم فی قولھم العلم باحکام الملکۃ۔

اب تو آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ علم بمعنی ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث میں بکثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہے۔ مسند الفردوس میں بکر بن عبداللہ بن ربیع سے مروی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم علموا اولادکم السباحۃ والرمایۃ، دیلمی نے جابر بن عبداللہ سے بایں الفاظ روایت کی علموا بینکم الرمی فانہ نکایۃ العدو۔ حضور نے اولاد کو تیر اندازی اور شناوری تعلیم کرنے کا حکم فرمایا تو کیا جانب مخالف محض شناوری اور تیر اندازی کے مفہوم و معنی کا ذہن نشین کرنا اور زبانی طور پر اس کی پوری کیفیت سنانا اور سمجھا دینا اور تیرنے اور تیر اندازی کرنے والوں کا دکھا دینا تعمیل ارشاد کے لئے کافی سمجھتے ہیں یا مشق و محنت کرا کے تیر اندازی اور شناوری پر قادر کر دینا مراد لیتے ہیں فرمایئے علم سے ملکہ مراد ہوا یا کچھ اور؟ خود قرآن پاک میں وارد ہے۔ علمنٰہ صنعۃ لبوس لکم لتحصنکم من باسکم فھل انتم شاکرون فرمایئے اس آیت میں ملکہ مراد ہے یا صرف ادراک؟ آیت وما علمناہ الشعر میں بھی علم سے ملکہ مراد ہے اور ملکہ ہی کی نفی ہے نہ یہ معنی کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا۔ تفاسیر آیت کے معنی میں ملکہ ہی کی نفی کر رہی ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے ای مایسھل لہ ذلک وما یصلح منہ بحیث لو اراد نظم شعر لم یتات لہ ذلک تفسیر مدارک میں ہے ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتات لہ ولم یتسھل تفسیر کبیر میں ہے قال قوم ما کان تتاتی لہ واٰخرون مایتسھل لہ حتی انہ ان تمثل بیت شعر سمع منہ مزاحفا۔ علامہ ابو السعود اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں وما یصح لہ الشعر ولا یتاتی لہ لو طلبہ ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتات لہ۔ تمام مفسرین آیت کی یہی تفسیر فرما رہے ہیں کہ حضور پر شعر کی نظم و ادا دشوار تھی یعنی ملکہ نہ تھا۔ اور آیت میں ملکہ کی نفی ہے یہ کسی نے نہ کہا کہ حضور کو شعر کا علم و ادراک نہ تھا۔ اس کے صحیح د

Marfat.com

سقیم روی وجید کو نہ جانتے تھے بلکہ اسکے جاننے کی تصریح فرمائی۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۲۸۲ میں ہے وفی التھذیب البغوی من ائمتنا قیل کان علیہ السلام یحسن الشعر ولا یقولہ ولاصح انہ کان لا یحسنہ ولکن کان علیہ السلام یحسن الشعر ولا یقولہ ولاصح انہ کان لا یحسنہ ولکن کان یمیز بین جید الشعر وردیئہ ولعل المراد بین الموزون منہ وغیر الموزون اس سے معلوم ہوا کہ حضور شعر جید وروی اور موزون وغیر موزون میں امتیاز فرماتے تھے۔ فرمایئے آیت میں علم شعر کی نفی کہاں ہے اور کس مفسر نے بیان کی۔ یہ آپ کو کہیں نہ ملے گا اور اس کے خلاف مفسرین کی تصریحات کثیرہ آپ ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ اس سے اور واضح تر ملاحظہ کیجئے۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۸۷ میں ہے ولما کان الشعر مما لا ینبغی للانبیاء علیھم السلام لم یصدر من النبی علیہ السلام بطریق الانشاء دون الانشاد الا ما کان بغیر قصد منہ وکان کل کمال بشری تحت علمہ الجامع فکان یجیب کل فصیح وبلیغ وشاعر واشعر وکل قبیلۃ بلغاتھم وعباراتھم وکان یعلم الکتاب علم الخط واھل الحرف حرفتھم ولذا کان رحمۃ للعالمین۔ یعنی چونکہ شعر انبیاء کی شان کے لائق نہیں ہے اسلئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بطریق انشاء صادر نہیں ہوا۔ الا بلا قصد اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہر بشری کمال آپ کے علم جامع کے تحت میں ہے اسی وجہ سے حضور ہر فصیح وبلیغ اور شاعر واشعر کو اور ہر قبیلہ کو ان کے لغات اور انہی کی عبارات میں جواب دیتے تھے اور کاتبوں کو علم خط اور اہل حرفت کو ان کی حرفت تعلیم فرماتے تھے اسی لئے تو رحمۃ للعالمین ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

اب تو بحمد اللہ تعالیٰ کوئی پردہ وحجاب نہ رہا اور مراد کلام خوب واضح ہوگئی کہ آیت میں نفی ملکہ کی ہے علم کی نہیں۔ شعر کے علم کا انکار جانب مخالف کا تراشیدہ طبع اور تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف ہے۔ عبارات مذکورہ سے ثابت ہوگیا کہ ہر بشری کمال حضور کے تحت علم ہے کچھ بھی ہو تو استدلال جانب مخالف کا باطل ہوا۔ لیکن اگر ابھی تک مخالف

Marfat.com

کے قلب میں کوئی وسوسہ باقی ہو تو اسکو رفع کیجئے۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث صہ ۲۸۲ میں ہے والظاہر ان المراد وما ینبغی له من حیث نبوۃ وصدق لہجۃ ان یقول الشعر لان المعلم من عند الله لا یقول الا حقا وھذا لا ینافی کونه فی نفسه قادرا علی النظم والنثر ویدل علیه تمییزہ بین جید الشعر و ردیئه ای موزونه وغیر موزونه علی ما سبق ومن کان ممیزا کیف لا یکون قادرا علی النظم فی الالہیات والحکم لکن القدرۃ لا تستلزم الفعل فی ھذا الباب صونا عن اطلاق لفظ الشعر والشاعر الذی یوھم التخییل والکذب وقد کانت العرب یعرفون فصاحته وبلاغته وعذوبة لفظه وحلاوۃ منطقه وحسن سردہ والحاصل ان کل کمال انما ھو ماخوذ منه یعنی یہ ظاہر ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضور کے لئے بحیثیت نبی اور صادق البیان ہونے کے شعر گوئی مناسب حال نہیں کیونکہ اللہ کا سکھایا ہوا جو بات کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ آپ کے فی نفسہ نظم ونثر پر قادر ہونے کے منافی نہیں اور اس پر حضور کا شعر کے جید وردی اور موزوں وغیر موزوں میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور جو ممیز ہو وہ کیونکر الہیات وحکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا۔ لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنے کو مستلزم نہیں تاکہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ کیونکہ یہ لفظ تخییل کا موہم ہے اور بیشک عرب آپ کی فصاحت وبلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور خوبی روش کے عارف تھے حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔

مخالفین اب تو خاموش ہونگے۔ تفسیر روح البیان نے شعر کا علم درکنار کلام موزوں پر حضرت کی قدرت کتنے صریح الفاظ میں ثابت کی۔ اگر مخالفین آیت پیش کرنے سے پہلے تفاسیر دیکھکر کلام پاک کا مطلب سمجھ لیتے تو انھیں ہرگز اس آیت کے پیش کرنے کی جرأت نہ ہوتی جو کسی طرح اُن کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی۔

اب دوسرے طریق پر کلام کروں وہ یہ کہ شعر دو معنی میں مستعمل ہے اول کلام موزون جسمیں وزن کا قصد کیا گیا ہو تفسیر کبیر میں ہے اَلشِّعْرُ هُوَ الْكَلَامُ الْمَوْزُوْنُ الَّذِيْ قُصِدَ إِلٰى وَزْنِهٖ یہ تو معنی عرفی ہیں دوسرے معنی منطقی، قدماء

حکماء کے نزدیک وزن وقافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر صرف مقدمات مخیلہ کا ایراد ہے تو جو قیاس کہ مقدمات مخیلہ سے مرکب ہو اس کو شعر کہتے ہیں۔ اور بعض علماء شعر منطقی اسکو کہتے ہیں جو مقدمات کاذبہ سے مرکب ہو۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث صلا۲۸ میں ہے:-

والشعر عند الحکماء القدماء لیس علی وزن وقافیۃ ولا الوزن والقافیۃ رکن فی الشعر عندھم بل الرکن فی الشعر ایراد المقدمات المخیلۃ فحسب وفیہ ایضا قال بعضھم الشعر اما منطقی وھو المؤلف من المقدمات الکاذبۃ

اب سمجھنا چاہئے کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعر وارد ہے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں کیونکہ قرآن پاک کا اسلوب شعروشاعری سے پاک اور علیحدہ ہونا ایسا بیّن وظاہر ہے کہ اسمیں کسی بے زبان عجمی کو بھی تردد نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ عرب کے بلغا اور فن شاعری کے ماہر اسکو اس معنی میں کہہ سکیں یہ کسی طرح معقول نہیں تو لامحالہ شعر سے اسکے معنی منطقی مراد ہوئے۔ اور کفار عناداً شاعر بمعنی کاذب کہتے تھے اسی کی قرآن پاک نے نفی فرمائی۔ تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں سکھایا نہ یہ انکی شان کے شایاں اور منصب کے لائق۔

اب تو مخالفین کو بہت حیرانی ہوگی۔ مگر بات یہ ہے کہ فہم قرآن اُن سے بہت دور ہے۔ آیت کے ظاہر الفاظ دیکھکر جو معنی خیال میں آئے اُن سے استدلال کرلیا۔ تفاسیر پر نظر ڈالنے کی تکلیف کون برداشت کرتا ہے۔ میں دکھاتا ہوں ملاحظہ فرمائیے تفسیر روح البیان جلد ۳ صلا۲۸ والمراد بالشعر الواقع فی القرآن الشعر المنطقی سواء کان مجردا عن الوزن ام لا والشعر المنطقی اکثر مایروج بالاصطلاح قال الراغب قال بعض الکفار للنبی علیہ السلام انہ شاعر فقیل لما وقع فی القرآن من الکلمات الموزونۃ والقوافی وقال بعض المحصلین ارادبہ انہ کاذب لان ظاھر القرآن لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذلک علی الاغتم من العجم فضلا عن بلغاء العرب فانما رموہ بالکذب لان اکثر مایاتی بہ الشاعر کذب ومن ثم سموا الادلۃ الکاذبۃ شعرا

Marfat.com

علاوہ بریں مفسرین نے اس آیت کے یہ معنی بھی بیان فرمائے کہ قرآن شریف شاعروں کے اقوال نہیں جو ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تعلیم کئے ہوں بلکہ یہ قرآن معجز بیان کلام الٰہی ہے کہ ایسا کلام بنانا مخلوق کی قدرت سے باہر ہے یا یہ کہ ہم نے آں سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن میں شعر تعلیم نہ فرمایا قرآن پاک تعلیم شعر نہیں ہے چنانچہ تفسیر مدارک التنزیل ص۱۴۷ میں ہے (وما علمناہ النبی علیہ السلام قول الشعراء او وما علمناہ بتعلیم القراٰن الشعر علی معنیٰ ان القراٰن لیس بشعر تفسیر روح البیان جلد ثالث ص۲۸۱ میں ہے والمعنی وما علمنا محمدا الشعر بتعلیم القراٰن علی معنی ان القراٰن لیس بشعر فان الشعر کلام متکلف موضوع ومقال مزخرف مصنوع منسوج علی منوال الوزن والقافیۃ مبنی علی خیالات واوھام داھیۃ فاین ذلک من التنزیل العظیم الخطر المنزہ عن مماثلتہ کلام البشر الخ ان عبارات سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ آیہ وما علمناہ الآیۃ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن پاک سچی آسمانی کتاب ہے شاعروں کی من گھڑت اور آفریدۂ وہم وخیال[1] نہیں جو قابلِ اعتبار نہ ہو۔ چونکہ شعراء علی الاغلب والاکثر لغو اور بے اصل باتیں جھوٹے قصے فرضی اور بے حقیقت واقعے نظم کیا کرتے ہیں اور ان کا کلام وہمیات[2] واکاذیب سے خالی نہیں ہوتا۔ چنانچہ عرب میں مشہور ہے احسن[3] الشعر اکذبہٗ اسلئے حق سبحانہٗ نے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعروں کی من گھڑت اور یاوہ گوئی نہیں بلکہ یہ آسمانی سچی کتاب ہے۔ اس سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قواعد شعر سے ناواقف ہونے پر استدلال کرنا جانب مخالف کی سادہ لوحی ونادانی ہے۔

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شعر اجمال اور معما پہلودار بات اور رمز واشارہ کا محل ہوتا ہے احتمال رہتا ہے کہ مخاطب اسکی مراد کو نہ سمجھے یا کچھ کا کچھ سمجھ جائے۔ اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے کہ ہم نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رمز ولغز نہ فرمایا جو فرمایا ان کے لئے واضح فرمایا۔ اس طرح ارشاد

---

[1] وہم وخیال کی پیداوار [2] بے بنیاد اور جھوٹی باتیں [3] بہترین شاعر وہ جو زیادہ جھوٹ بولے

Marfat.com

نہ کیا کہ (حضور) نہ سمجھیں یا کچھ کا کچھ سمجھ جائیں۔

تفسیر روح البیان جلد ثالث صـ۲۸۲ میں ہے قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی قولہ تعالیٰ وما علمناہ الشعر اعلم ان الشعر محل للاجمال واللغز والتوریۃ وما رمزنا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ولا الغزنا ولا خاطبناہ لشئ ونحن نرید شیئا ولا اجملنا لہ الخطاب حیث لم یفہم انتہی

اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک جس میں تمام علوم ہیں اور جو ہر چیز کا بیان واضح ہے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ اس کو اللہ سبحانہ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے لغز ومعا رمز واجمال نہ کیا کہ فہم میں نہ آتا ایسا واضح کیا کہ حضور پر اس کے علوم یقینی طور پر منکشف ہوئے۔ یعنی تعلیم قرآن شعر کے انداز پر نہیں ہے کہ جمیع اشیاء کے علوم کا بیان اس میں بر سبیل اجمال ومعما ہو اور دشمنان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگرچہ قرآن پاک جملہ علوم اور ہر چیز کا بیان ہے لیکن ہے تو رمز ومعما ممکن کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آئی ہو یا کچھ کی کچھ سمجھی گئی ہو۔ اس انکار کی گردن یہ فرما کر قطع کر دی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم معما اور اجمال کے پیرایہ میں شاعرانہ طریق پر نہ فرمائی۔ بلکہ علوم قرآنیہ کو حضور کے لئے واضح اور بے حجاب کر دیا کہ ہر شے پر آں سرور علیہ التحیۃ والسلام کو علم یقینی حاصل ہو گیا والحمد للہ علیٰ ذلک۔

شیخ اکبر تو اس آیت سے یہ سمجھے اور مخالفین یہ کہ حضور کو شعر کا علم نہ تھا

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا۔ حق ہے یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا

رہا جانب مخالف کا یہ وہم کہ علم سحر شانِ نبوت کے خلاف بلکہ نفس ایمان کی بھی ضد ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرگز اس کے عالم نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپکے اس انکار کا باعث یہ ہے کہ آپ کے نزدیک وہ علم نہایت درجہ کی خباثت رکھتا ہے اور اپنی خباثت کی وجہ سے ذاتِ پاک نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لائق نہیں اور یہی آپ کی تقریر سے ظاہر ہے۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ علم سحر جو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کے لائق نہیں تو باوجود اس خباثت کے

Marfat.com

ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے لائق بھی ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو بتاؤ کہ وہ ذات پاک ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے متصف ہوئی۔ کہ جو شان نبی کے بھی لائق نہ تھا بر تقدیر ثانی کیا علمِ الٰہی کا بھی ایسا ہی صاف انکار کیجئے گا کیا دُنیا سے انصاف مٹ ہی گیا۔ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار میں تو سحر کا عالم ہونا عیب قرار دیا جائے اور خدائے پاک کے لئے یہ عیب ثابت کرتے ہوئے شرم نہ آئی استغفراللہ العلی العظیم۔

دوم آپ کا یہ خیال کہ علم فی نفسہ مذموم ہے قطعًا غلط اسلئے کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں خواہ کسی طرح کا ہو۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۴۸ میں فرماتے ہیں۔ و در ینجا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چونکہ باشد۔ البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور نا قابلیت ہے۔ یہی شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں صفحہ ۴۸۱ پر فرماتے ہیں۔ دوم آنکہ آں علم اگرچہ فی نفسہ ضررے ندارد لیکن این کس بسبب قصور استعداد خود دقائق آں علم را نمی تواند دریافت و چوں بدقائق آں نرسید در جہل مرکب گرفتار شد۔ یہ خوب ظاہر اور مسلم ہے کہ قصور استعداد اور ناقابلیت اور جہل مرکب ہمارے حضرت کے لئے ناممکن تو حضرت کے لئے اس علم کا عالم ہونا شانِ نبوت کے خلاف نہ خلاف واقع جیسا کہ جانب مخالف کا مزعوم ہے۔

تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۴۲ میں ہے (المسئلة الخامسة) فی ان العلم بالسحر غیر قبیح ولا محظور اتفق المحققون علی ذلک لان العلم لذاته شریف وایضا لعموم قوله تعالٰی هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ولان السحر لو لم یکن یعلم لما امکن الفرق بینه وبین المعجز والعلم بکون المعجز معجزا واجب ومایتوقف الواجب علیه فهو واجب فهذا یقتضی ان یکون تحقیق العلم بالسحر واجبا وما یکون واجبا کیف یکون حراما وقبیحا۔ حاصل یہ کہ علم سحر نہ قبیح ہے نہ ممنوع۔ اسپر تمام محققین کا اتفاق ہے کیونکہ علم لذاتہ شریف ہے نیز آیۃ هل یستوی الذین۔ الآیۃ۔ کا عموم بھی اس کی

Marfat.com

دلیل ہے نیز یہ بھی ہے کہ اگر سحر معلوم ہی نہ ہو تو سحر و معجزہ میں فرق کرنا بھی ممکن نہ ہو اور معجزہ کے ہونے کا جاننا واجب ہے اور واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو یہ مقتضی ہے کہ علم سحر کی تحصیل بھی واجب ہو اور جو چیز واجب ہو وہ حرام و قبیح کس طرح ہو سکتی ہے۔

جانب مخالف علم سحر کو اپنی رائے سے قبیح اور اس کا جاننا منافی ایمان بتاتے تھے اُن کا مدعا ان عبارت نے باطل کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ نفس علم خواہ سحر کا ہو یا اور کسی چیز کا ہرگز قبیح و ممنوع نہیں ہے۔ انسان کی اس میں کوئی خوبی نہیں کہ علم تو نہ ہو مگر اُسپر تبرا بھیجتے اور بُرا کہتے پھریں۔ بلکہ خوبی یہ ہے کہ باوجود علم کے ناجائز امور سے بچیں۔ اس لئے کہ جسکو علم سحر حاصل ہی نہیں اسکو اس پر عمل کرنے کی قدرت بھی نہیں پھر اسکا عمل ناجائز سے بچنا کیا کمال ہے۔ ہاں کمال یہ ہے کہ عالم ہو عمل پر قدرت ہو پھر بچے تو معلوم ہوا کہ باوجود قدرت ہونے کے اس کام کو نہ کیا۔ اللہ جلشانہ کی رضا چاہی۔ نابینا آدمی کا نامحرم کو نہ دیکھنا کوئی کمال نہیں کہ وہ دیکھنے پر قادر ہی نہیں البتہ بینا کا نامحرم کے دیکھنے سے باز رہنا کمال ہے۔

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اسی تفسیر کے صـ۴۴۷ میں فرماتے ہیں ونیز چوں شخصے[۱] قواعد سحر را دانستہ از استعمال او در محل ناپسندیدہ احتراز نماید مستحق مزید ثواب گردد کہ باوجود قدرت از گناہ باز ماند۔ اب جانبِ مخالف کا انکار کرنا گویا نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ایک فضیلت کا انکار ہے۔ اس میں شک نہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس علم سے واقف ہیں مگر احکامِ شرعی کی طرح اس کی تعلیم نہیں فرماتے۔ پھر یہی شاہ صاحب رحمہ اللہ اسی تفسیر کے صـ۴۴۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔ علم سحر نیز از علوم الٰہیہ است بقائے آں علم در نوع انسان منظور نظر خداوندی بود و شان انبیاء نیست کہ ایں قسم علوم ضارہ را کہ بسبب آں علوم اعتقاد تاثیرات مخلوقات و غفلت از تاثیر خالق جاگزیں تبلیغ نمایند مانند علوم فلسفہ از ریاضیات و طبعیات کہ ضرر آنہا بیشتر از آنہا است نیز

[۱] جو شخص قواعد سحر جانتے ہوئے اس کے استعمال سے بُرا سمجھ کر بچے ثواب کا مستحق ہوگا کیونکہ وہ قدرت ہوتے ہوئے اس گناہ سے باز رہا۔

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام بیان نمی کنند واز آں دیدہ ودانستہ سکوت می فرمایند۔

خلاصہ یہ کہ علم سحر یعنے جادو بھی علوم الٰہیہ میں سے ہے اور نوع انسان میں اسکا باقی رکھنا اللہ جلشانہ کو منظور انبیاء کی شان نہیں کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائیں۔ اور لوگوں کو سکھائیں۔ اسلئے کہ کم ظرف اور کم استعداد والوں کے لئے یہ علوم ضارہ ہیں کہ ان کو انکی وجہ سے مخلوقات یعنی کواکب وغیرہا کی تاثیرات کا اعتقاد اور خالق جلشانہٗ کی تاثیر سے غفلت ہوگی۔ اس صورت میں مثل علوم فلسفہ ریاضی طبیعیات کے ان علوم کا ضرران کے نفع سے زیادہ ہوگا۔ اسی وجہ سے انبیاء علیہم السلام دیدہٗ و دانستہ باوجود جاننے اور عالم ہونے کے ان علوم سے سکوت فرماتے ہیں اور لوگوں کو نہیں سکھاتے ہیں

قولہ۔ زید نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے استغراق علم کا دعویٰ کیا جو صفتِ خاص جناب رب العالمین کی ہے کہ یہ توحید کے خلاف ہے۔

اقول۔ زید کے جو الفاظ آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں اور جانب مخالف نے خود بھی نقل کئے ہیں اُن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تبلیغ الٰہی بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے والوں کے داخل ہونے تک کا احوال بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہیں اور زید اس دعویٰ پر دلائل لاتا ہے جن کے جواب سے عاجز ہوکر جانب مخالف نے اپنے رسالہ کے صد۲۱ میں اسپر زور دیا ہے کہ قرآن شریف سے استدلال کرنا مجتہد کا کام ہے۔ توگویا مدعا یہ ہے کہ کلام اللہ سے استدلال کرنا غیر مجتہد کے لئے جائز نہیں اور یہ بالکل غلط اسواسطے کہ غیر مجتہد جو کلام اللہ کی تفسیر جانتا ہو وہ صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کرسکتا ہے اور کہیں اس کی ممانعت نہیں طحطاوی میں ہے

واما فہم الاحکام من نحو الظاہر والنص والمفسر فلیس مختصا بہ (ای بالمجتہد) بل یقدر علیہ العلماء الاعلم مسلم الثبوت میں ہے وایضا شاع وذاع احتجاجہم سلفا وخلفا بالعمومات من غیر نکیر رہا آپ کا فاسئلوا اھل الذکر نقل فرمانا وہ دیانت کے خلاف اسوجہ سے ہے کہ آپ نے

Marfat.com

اس کا ایک جزو جو آپ کے مدعا کے خلاف تھا چھوڑ دیا اور وہ ان کنتم لا تعلمون ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سوال نہ جاننے کی حالت میں ہوتا ہے، مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما شفاء العی السوال آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرجع آیتوں سے بھی استدلال نہ کرو۔ جیسا کہ آپ نے سمجھا اور حسب مضمون "دروغگو را حافظہ نباشد" (جھوٹے کو یاد نہیں رہتا) خود آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے۔ جسے زید کے لئے ناروا بتا رہے تھے چنانچہ آیہ شریفہ وماعلمناہ الخ سے استدلال کیا اور بے سمجھے جیسا کہ ظاہر ہو چکا۔

قولہ وعلمک مالم تکن تعلم کے معنی اس کے مدعا کے موافق تسلیم کرلئے جاویں تو لازم آتا ہے کہ دوسری آیت علم الانسان مالم یعلم سے تمام مرد و زن صغیر و کبیر برنا و پیر عالم ہو یا جاہل شہرستانی ہو یا دہقانی۔ ہر ایک علوم غیر متناہیہ کے ساتھ موصوف ہو جائے اور ہر کس و ناکس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے مساوی اور برابر ہو جائے۔

اقول۔ افسوس کہ آپ نے کچھ بھی غور نہ فرمایا اور یہ خیال نہ کیا الانسان علم الانسان میں معرف باللام ہے اس سے فرد کامل شخص معین مراد ہے۔ پس اس تقدیر پر حسب مقتضائے دیگر آیاتِ قرآنیہ اس لفظ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل میں آیۃ وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے وَقِیْلَ الْاِنْسَانُ هٰهُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَانُهٗ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ یعنی کہا گیا ہے کہ یہاں انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور اس کا بیان آیہ شریفہ وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ہے اور ایسے ہی آیہ شریفہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ میں بھی انسان سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ چنانچہ امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے قال بن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما یکون

تفسیر حسینی میں ہے۔ یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان انچہ بود و ہست و باشد

Marfat.com

اب ثابت ہوگیا کہ آیۂ کریمہ وعلم الانسان مالم یعلم میں انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہیں ہو سکتا اور نہ آیۂ شریفہ وعلمك مالم تکن تعلم سے معارضہ ہوتا ہے بلکہ یہ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون کی ہیں جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

ایک نئے مہربان کا نیا شبہ

شُبہ۔ قرآن شریف میں سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت وارد ہے ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ؕ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمکو تمام وہ چیزیں تعلیم فرماتے ہیں جن کو تم نہیں جانتے تھے۔ اس آیت میں بھی آیۂ وعلمك مالم تکن تعلم کی طرح کلمۂ ما عام ہے تو یہ ثابت ہوا کہ سب لوگ عالم الغیب ہیں۔

جواب۔ قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخاطب کون ہے یہ آیت ہمارے مدعا کو ہرگز مخل نہیں۔ نہ اس سے یہ ثابت ہو سکے کہ سب عالم الغیب ہیں البتہ اگر یہ منظور کرلیں کہ کہ ہمارے سرکار عالم جمیع اشیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حاضرین کو جو کچھ وہ نہ جانتے تھے بتایا اور قیامت تک کا احوال بتایا تو بھی کوئی حرج نہیں۔ بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر جو قیامت تک ہونے والا تھا سب بتایا۔ مگر جسکو یاد رہا یاد رہا، جو بھولگیا وہ تو بھول ہی چکا۔ یہ حدیث (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن) کی فصل اول صـ۴۶۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہے عن حذیفة قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ماترك شیئا یکون فی مقامه ذلك الی قیام الساعة الاحدث به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه۔ انتہی بقدر الحاجة

قوله۔ وانزل اللہ علیك الکتاب ای القرآن والحکمة ای ما فی القرآن من الاحکام وعرفك الحلال والحرام وعلمك ما یوحی من الغیب و خفیات الامور مالم تکن تعلم ذلك الی وقت التعلیم۔ اس تفسیر میں دو

Marfat.com

جگہ من ہے - پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبعیضیہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہیں اور بعضے غیب اور امور مخفیہ جو ابھی تک آپ کو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

اقول - وباللہ التوفیق روح البیان کی اس عبارت کے نقل کرنے سے جانبِ مخالف کا یہ مدعا ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتداء آفرینش سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جس کا زید دعوٰی کرتا ہے اور یہ بات تفسیر روح البیان سے ثابت نہیں بلکہ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہے - جانبِ مخالف کو کوئی مفر نہ ملا تو انہوں نے بقول شخصے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہے مِن کو پکڑلیا اور اس بیچارہ کو تبعیضیہ بتادیا۔ ذرا اس ذی ہوش سے کوئی پوچھے کہ پہلے مِن کے بیانیہ ہونے پر کونسا قرینہ قایم تھا جو یہاں نہیں - پھر وہاں بیانیہ مانکر تبعیضیہ کہدینا بالکل دانائی ہی دانائی ہے - اگر جانبِ مخالف کو زیادہ جوش آجائے تو وہ پہلے مِن کو بھی تبعیضیہ بناکر یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کا بھی علم نہ تھا (نعوذ باللہ) تو کون اُن کے قلم اور زبان کو پکڑے گا۔ مگر اب ہم اس روح البیان کے من کا تبعیضیہ یا بیانیہ ہونا روح البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہیں کہ وہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہیں ملاحظہ ہو روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۴۰ وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردہ بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علم ما کان وما سیکون۔ یعنی جنابِ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومات غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث اختصام الملئکہ میں آیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب ربُّ العزت نے اپنا کفِ دست فیض ورحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس فیض کی سردی اپنی چھاتیوں کے درمیان میں پائی - پس مجھے علم اولین و آخرین حاصل ہوگیا اور ایک روایت میں ہے کہ علم ما کان اور ما سیکون

Marfat.com

روشن اور ہویدا ہوگیا۔

اب خوب ظاہر ہوگیا کہ صاحب روح البیان سید انس وجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو تمام معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ کا علم بتعلیم الٰہی جانتے ہیں لہٰذا انکی عبارت میں ہرگز من تبعیضیہ نہیں جو کوتاہی علم عالم ماکان ویکون صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر دلالت کرے گا۔ یہ آپ کا فہم واجتہاد نہیں بلکہ وہم ہے جو آپ نے ایسا سمجھ لیا۔ آیۂ شریفہ کا مطلب تو یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اللہ جلشانہ نے آپ پر کتاب یعنی قرآن شریف اور حکمت یعنی جو احکام کہ قرآن شریف میں ہیں نازل فرمائے اور حلال و حرام کی معرفت کرادی اور مایوحی کی کہ وہ غیب اور ایسے مخفی امور ہیں جنکو آپ اب تک نہ جانتے تھے تعلیم فرمادی۔

اب فرمائیے کہ اس عبارت کو جانب مخالف کے مدعا سے کیا مناسبت ہے اور اس کے منشار کو اُس سے کیا لگاؤ؟ یہ تو مثبتین علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مؤید ہے نہ مخالف ذی ہوش کی جسکو ابھی تک یہ خبر نہیں کہ اس عبارت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے سوا انکار کا حرف تک نہیں۔ اگر جانب مخالف کی عاجزی پر رحم کرکے ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ من تبعیضیہ ہے تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہوگا۔ اور جانب مخالف کو بشرط حیاداری ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اسلئے کہ من تبعیضیہ ہونے کی حالت میں اس عبارت سے موجبہ جزئیہ[1] نکلے گا اور وہی ہمارا مطلوب[2] ہے جیسا کہ ابتدائے رسالہ میں ظاہر ہوچکا کہ علم جناب باری کے سامنے جمیع مخلوقات کے علم کو وہ نسبت بھی نہیں جو سمندر کے سامنے قطرے کو ہے۔ مخالف پر یہ لازم ہے کہ سالبہ[3] کلیہ پیش کرے اسلئے کہ موجبہ جزئیہ کی نقیض سالبہ کلیہ ہوتا ہے نہ موجبہ جزئیہ۔ اور اگر جانب مخالف نے یہ سمجھا کہ اہلِ سنت وجماعت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیار کا علم ثابت کرتے ہیں کہ اس صورت میں ان کا دعویٰ موجبہ کلیہ[4] ہوا تو بھی موجبہ جزئیہ[5] پیش کرنا اس کو کیا مفید اور خصم کو کیا مضر۔ موجبہ جزئیہ کا صدق

---

[1] کہ ہم بعض معلومات اللہ تعالےٰ معلوم لنبینا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کہتے ہیں ۱۲

[3] لاشیٔ من معلومات اللہ تعالےٰ بمعلوم لنبینا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ۱۲

[4] یعنی کل شیٔ معلوم نبینا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ۱۲۔ [5] بعض الاشیار معلوم لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

موجبہ کلیہ کے صدق کا منافی نہیں ۔ بعض الانسان ناطق کا صدق کل انسان ناطق کے
کذب کو مستلزم نہیں ۔ بہر حال تہذیب پڑھنے والا بچہ بھی ایسی غلطی نہ کرتا جیسی جانب
مخالف کو ہنوز یہ خبر نہیں کہ ثبوتِ شے نفی ما عدا کو مستلزم نہیں ۔ ردالمحتار ص۵ میں ہے
وفی شرح التحایر عن شمس الائمۃ الکردری ان تخصیص الشئی بالذکر لا یدل
نفی الحکم عما عداہ اھ ۔

قولہ ۔ اور تفسیر کبیر میں اس آیت کو دو وجہوں کے لئے محتمل کہا ہے ایک یہ کہ مراد
اس سے دین کے امور ہیں یعنی کتاب اور حکمت اور ان کے اسرار و حقائق اور دوسرے
یہ کہ وعلمک مالم تکن تعلم سے اولین کے اخبار مراد ہیں اور منافقین کے مکر
اور حیلوں پر اطلاع ۔

اقول ۔ آپ کی یہ تقریر آپ کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی ۔ اسی تفسیر کبیر اور اسکے سوا
اور کتب کثیرہ میں عملاً اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ میں تصریحاً بتایا ہے کہ قرآن عظیم
ذی وجوہ ہے اور ہر وجہ پر محتج بہ ہے ۔ یہ دو وجہیں کہ قفال نے اپنے دل سے نکالیں یہ
محتمل ہیں اور اسی محالِ اطلاق میں داخل ہیں جیسے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ
فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظ
حسنۃ میں داخل ہیں نہ ایک دوسرے کی منافی نہ اسقدر زیادت کی نافی ۔ مگر لطف تو
ہے کہ آپ کا اس عبارت سے استدلال بے مصادرہ علی المطلوب کے پورا نہ ہوگا ۔ تعجب
تو کیجئے گا کہ کیونکر ۔ ہاں ہم سے سنئے یہ اس لئے کہ آپ لفظ علم امور دینیہ سے علم ما کان
وما یکون کی نفی چاہتے ہیں اور یہ جبھی صحیح ہوگی کہ ما کان وما یکون کا علم نبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم دیا گیا
یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت ہوئی اور حضور کے معجزات جمیلہ سے ایک
معجزہ ۔ اور حضور کے فضائل و معجزات قطعاً اعظم امور دینیہ سے ہیں ۔ اور ان کا علم بھی
امور دینیہ کا علم ہے اور امورِ دینیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو ضرور حضور اقدس صلے اللہ

۱؎ یعنی کل شئی معلوم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ ۲؎ بعض الاشیاء معلوم لنبینا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان وما یکون کا علم ہے ہاں اگر یہ ثابت ہوتا کہ معاذ اللہ حضور کو علم ماکان وما یکون نہیں تو البتہ اس کا علم امور دینیہ سے نہ ہوتا اس عبارت سے استناد صحیح ہونیکے لئے آپکو اپنے اصل دعویٰ سے استمداد کی حاجت ہوگی اور یہی مصادرہ علی المطلوب ہے اور فضول لغو کہ دعویٰ اگر خارج سے ثابت ہے تو اس عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو یہ عبارت بھی محض بیکار واجنبی تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ مراد اس سے دین کے امور ہیں اور پھر جابجا انکار کرتے جاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیار کا علم نہ تھا آپ نے جس طرح علم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کم سمجھ لیا ہے اسی طرح دین کے امور کو بھی چھوٹا سا فرض کر لیا ہے۔ ابھی آپ کو اتنی تمیز بھی نہیں کہ معجزہ دین کے امور میں سے ہے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کا علم عطا فرمانا بطریق معجزہ کے دین ہی کے امور میں سے ہے۔ چنانچہ اس سے قبل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد پنجم سے نقل ہو چکا۔ اَنَّهٗ اَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنَ الْمَبْدَاءِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَتَيْسِيْرُ اِيْرَادِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ فِيْ مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ اَمْرٌ عَظِيْمٌ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مبدار اور معاد یعنی دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عادت میں سے ایک امر عظیم ہے۔

بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوٰۃ شریف ص۱۸۵ میں بروایت ابوہریرہ مروی ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایکمرتبہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو صدقہ فطر کی نگہبانی پر مامور فرمایا۔ میں اس طعام صدقہ کی نگہبانی کرتا تھا کہ ایک شخص آکر اس کھانے میں سے لپ بھر کرلے جانے لگا میں نے اسکو پکڑ لیا۔ تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں محتاج اور عیالدار سخت حاجتمند ہوں۔ میں نے اسکو چھوڑ دیا اور صبح کو خدمت اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور اس نے شدت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت کی مجھے رحم آیا میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

Marfat.com

حضور سراپا نور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ لیا کہ بیشک پھر آئے گا اس لئے کہ حضور نے فرما دیا ہے۔ قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہیں فِيهِ إِخْبَارُ النَّبِيِّ بِالْغَيْبِ مُعْجِزَةٌ لَّهٗ اب ثابت ہوا کہ علم بالغیب نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے۔ اب جانبِ مخالف اپنے دل میں انصاف کریں کہ معجزہ امور دین میں سے ہے اور امور دین کا علم جانبِ مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ رہا آپ کا یہ فقرہ یعنی کتاب اور حکمت اور انکے اسرار وحقا اس میں بھی تمام علوم آگئے۔ اس لئے کہ جناب حق سبحانہٗ تعالیٰ کلام اللہ کی شان میں ارشا فرماتا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کا بیان واضح ہے پس جبکہ آپ کے نزدیک بھی سید عالم اعلم المخلوقات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کتاب اور حکمت اور اُن کے اسرار وحقائق تعلیم فرمائے گئے تو احاطۂ علم نبوی سے کونسی شے باہر رہ گئی۔ نہ معلوم کہ آپ نے تفسیر کبیر کی عبارت کیوں نقل فرمائی۔

قولہٗ۔ اور اس تفسیر کے ضمن میں اور دو فائدے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت درجہ کی فضیلت دوسرے یہ کہ حق تعالیٰ نے کسی مخلوق کو سوائے قدر قلیل علم کے نہیں عطا فرمایا۔

اقول۔ تسلیم کہ کسی مخلوق کو حق تعالیٰ نے قدر قلیل علم کے سوا نہیں عنایت فرمایا جیسا کہ آیۂ کریمہ وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اسپر دال ہے اور سب کا جناب باری تعالیٰ کے علم کے سامنے قلیل ہے۔ جیسا کہ ابتدائے رسالہ ہذا میں مذکور ہو چکا لیکن علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اگرچہ بمقابلہ علم الٰہی کے قلیل ہے مگر بجائے خود ایسا وسیع ہے کہ کوئی شے اسکے احاطہ سے خارج نہیں۔ چنانچہ اسی تفسیر کبیر کی عبارت میں جو آپ نے نقل کی ہے اسطرف اشارہ ہے وَسَمّٰى جَمِيعَ الدُّنْيَا قَلِيلًا

Marfat.com

حَیْثُ قَالَ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ط اس سے ظاہر کہ نعیم آخرۃ کے سامنے تمام دنیا کی متاع بھی قلیل ہے۔ اسی طرح جناب حق سبحانہ کے علم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم قلیل ہے۔ لیکن جسطرح کہ ہم اپنے نزدیک تمام دنیا کو قلیل نہیں پاتے۔ اسی طرح تمام مخلوقات کا علم بھی ہمارے نزدیک قلیل نہیں۔ اگر ہم اس کو فی نفسہٖ قلیل جانیں تو بڑی حماقت ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہو کر ہزار گاؤں عطا کئے تو بادشاہ کی سلطنت اور دولت کے سامنے تو کچھ نہیں یہ سب گاؤں نہایت ہی قلیل ہیں۔ مگر مفلس تہیدست سے پوچھئے جس نے پیسوں کے سوا کبھی روپیہ دیکھا ہی نہیں۔ وہ تو ہزار گاؤں کو متاع سلطنت سمجھے گا اور تعجب سے کہے گا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہزار گاؤں نہ دئے ہونگے ورنہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم رہا۔ اب اسے ہر چند سمجھائیے کہ بادشاہ کے سامنے ہزار گاؤں کیا چیز ہیں اور وزیر کو ہزار گاؤں ملنے سے بادشاہ کی ہمسری نہیں آخر اُسی نے تو دیئے ہیں وہی تو معطی ہے۔ یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کے علوم تعلیم فرمائے تو باقی کیا رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اللہ جلشانہ برابر ہو گئے۔ معاذ اللہ جملہ اشیاء کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے ناقل ہیں اَنَّ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا نِہَایَۃَ لَہَا وَغَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا یُبْدُوْنَہٗ وَمَا یَکْتُمُوْنَہٗ قَطْرَۃٌ مِّنْہَا۔ یعنی اللہ جل شانہ کے معلومات کی کوئی نہایت نہیں۔ اور آسمانوں اور زمینوں کے غیب اور جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں۔ یہ سب تو علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں۔ ہمارے مخالفین یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اتنا اللہ تعالیٰ نے کسی کو تعلیم فرما دیا تو اللہ تعالیٰ کی برابر ہو گیا۔ برابر کیا معنی یہ تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الٰہی کی وسعت بھی معلوم نہ تھی۔ اب ذرا آنکھیں کھلیں گی۔ پھر اُن عقلمندوں سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں

Marfat.com

اور زمینوں کے غیوب تعلیم فرمادے تو یہ اس کے علم کا ایک قطرہ ہے اسکے علم کے سامنے قلیل ہے یا نہیں۔ لیکن بجائے خود ہرگز قلیل نہیں۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ہے :-

اَنَّ حُیَیَّ بْنِ اَخْطَبَ قَالَ فِیْ کِتَابِکُمْ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ؕ ثُمَّ تَقْرَءُوْنَ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ط فَنَزَلَتْ قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ الْاٰیَۃَ یَعْنِیْ اَنَّ ذَالِکَ خَیْرٌ کَثِیْرٌ وَّلٰکِنَّہٗ قَطْرَۃٌ مِّنْ بَحْرِ کَلِمَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی الخ حیی ابن اخطب نے کہا کہ تمہاری کتاب یعنی قرآن پاک میں ہے کہ جسکو حکمت دی گئی خیر کثیر دی گئی۔ پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تمہیں علم نہ دیا گیا مگر تھوڑا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی قل لوکان البحر مدادالکلمٰت ربی لنفد البحر الآیۃ خلاصہ یہ کہ یہ خیر کثیر تو بے شک ہے لیکن اللہ جلشانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ یہ علم بیشک کثیر اور اللہ جل شانہ نے خود کثیر فرما دیا۔ لیکن اللہ جلشانہ کے علم کا ایک قطرہ ہے اور اس کے سامنے قلیل۔

تفسیر روح البیان ص۳۷۵ میں ہے قال شیخنا العلامۃ ابقاہ اللہ بالسلامۃ فی الرسالۃ الرحمانیۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ ابحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھذہ المنزلۃ وعلم نبینا من علم الحق سبحانہ بھذہ المنزلۃ انتھٰی۔ ہمارے شیخ علام نے رسالہ رحمانیہ میں فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔

الغرض تمام مخلوقات کے علوم کا بمقابلہ باری تعالیٰ قلیل ہونا مسلم اور فریق مخالف کو اس سے کچھ فائدہ نہیں اسلئے کہ وہ قلیل بھی کثیر ہو کر اس کے مدعائے باطل کا خون کرنے میں دریغ نہیں کرتا۔ پس اگرچہ علم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم الٰہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تقابل کے وہ علم عظیم ہے اور تمام ماکان و ما یکون

Marfat.com

الیٰ یوم القیٰمۃ کو حاوی - جانبِ مخالف نے تفسیر کبیر کے بعض الفاظ کا خلاصہ نہ لکھا جو اُن کو مضر تھا دیانت سے بعید ہے - اب اس آیت کی تفسیریں نقل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے کہ معترض کسقدر خلافِ صواب ہیں :-

تفسیر بیضاوی مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ اَوْمِنْ اُمُوْرِ الدُّنْیَا وَالشَّرَائِعِ -
تفسیر مدارک (وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ) مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ وَالشَّرَائِعِ وَمِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ - تفسیر خازن (وعلمک مالم تکن تعلم) یَعْنِیْ مِنْ اَحْکَامِ الشَّرَائِعِ وَاُمُوْرِ الدِّیْنِ وَقِیْلَ عَلَّمَکَ مِنْ عِلْمِ الْغَیْبِ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَقِیْلَ مَعْنَاہُ وَعَلَّمَکَ مِنْ خَفِیَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَکَ عَلٰی ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَکَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِیْنَ وَکَیْدِ ھِمْ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا یَعْنِیْ وَلَمْ یَزَلْ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ عَظِیْمًا ط

اِن عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکامِ شرع اور امورِ دین اور علوم غیب اور خفیاتِ امور اور ضمائر قلوب وغیرہا جنکو ابتک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے اور یہ اس کا فضل ہے اور تمہارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اس کا فضل ہمیشہ رہے گا -

تفسیر حسینی میں ہے وعلمک مالم تکن تعلم آنچہ نبودی کہ خود بدانی از خفیات امور و مکنونات ضمائر وجمہور گفتہ اند کہ آں علم است بربوبیت حق سبحانہ وجلال او و شناختن عبودیت نفس وقدرِ حال او و در بحر الحقائق میفرماید کہ آں علم ماکان وما سیکون است کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ در شب اسریٰ بداں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمودہ چنانچہ در احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من ریختند فعلمت ماکان وما سیکون پس دانستم آنچہ بود وآنچہ خواہد بود -

حاصل یہ کہ خفیات اور مکنونات ضمائر جو تم نہ جانتے تھے ہم نے تعلیم فرمائے اور جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ وہ ربوبیت وجلالِ حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت

Marfat.com

اور اس کی قدر حال کا پہچاننا ہے۔ اور بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ علم ما کان اور ما یکون کا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے شبِ معراج میں آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ احادیثِ معراجیہ میں آیا ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اسکے وفور فیضان سے ما کان اور ما یکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب امور کا عالم ہو گیا۔

اس کے بعد جانبِ مخالف نے آیہ کریمہ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کہ جس سے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قیامت میں دوسری اُمتوں پر گواہ ہونا ثابت ہے۔ اور مفسرین نے وسعتِ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے تحت میں بیان کی ہے اسکی نسبت یہ لکھا ہے۔

قولہٗ۔ اگر اس آیہ کریمہ کا وہی مطلب ہے جو زید کا اجتہاد ہے تو لازم آتا ہے کہ زید کہ جس نے آیت کے ترجمہ میں ایک زمانہ خامہ فرسائی کی مگر نصیب نے یاوری نہ کی علام الغیوب ہو جائے۔

اقول:۔ جانبِ مخالف کا یہ منشا ہے کہ اگر شہید کا لفظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علمی پر دال ہو تو یہی لفظ لتکونوا شہداء میں تمام امتیان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہٖ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ وہاں بھی اگر تمام اُمتیوں کے وسعتِ علم پر دال ہو تو لازم آئے گا کہ سب عالم ما کان وما یکون ہوں جناب مخالف کے اس شبہ کا **جواب یہ ہے** کہ یہ سب جانبِ مخالف کا قیاس ہے اور قیاس اس زمانے والوں کا خود جانبِ مخالف کے نزدیک نا قابل اعتبار۔ نہ آیت کا یہ مطلب نہ مفسر کا قول۔ سب سے پہلے تفسیر قرآن ہاتھ میں لیجئے اور اس سے دریافت کر لیجئے کہ اس آیۃ میں وسعتِ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دلالت ہے یا نہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل کہ اس میں محی السنۃ امام بغوی رحمۃ اللہ نے اس آیت کے تحت میں یہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَمَا تَرَكَ شَيْئًا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ فِي مَقَامِ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُؤُسِ النَّخْلِ وَأَطْرَافِ الْحِيْطَانِ قَالَ أَمَا أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا مَضٰى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا الْحَدِيْث۔

خلاصہ یہ ہے کہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ایکروز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہوکر قیامت تک ہونیوالی چیزیں سب ہی بیان کردیں اور کوئی چیز چھوڑ نہ دی، یہاں تک کہ جب دھوپ کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں پر پہونچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اسقدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہ گیا ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کا اس حدیث شریف کو اس آیہ شریفہ کے تحت میں لانا صاف بتارہا ہے کہ آیہ شریفہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعتِ علمی مذکور ہے۔ جب تفسیر سے یہ ثابت ہوا کہ یہ آیت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دال ہے تو ایکے ایسے شخص کے قیاس پر کیا توجہ کی جائے جو آیت کی تفسیر سے غافل ہے۔ غرضکہ جب ہمارا مدعا آیۃ سے اور تفسیر وحدیث سے ثابت پھر کسی منکر کا اعتراض قابلِ سماعت نہیں۔ لیکن پھر بھی ہم اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ صحت شہادت کیلئے شاہد کو مشہود علیہ پر علم یقینی ہونا چاہیئے اور یہ بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے امت کو حاصل اور اس جناب کی بدولت ان کا یقینِ کامل۔ یہی جواب جو جانب مخالف پر پیش کیا گیا انشاء اللہ العزیز روزِ شہادت ان امتوں پر پیش کیا جاوے گا جو تبلیغ انبیاء کا انکار کرینگی۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی میں تحریر فرمایا ہے ولہٰذا۔ چوں امم دیگر در مقام ردِ شہادت ایشاں خواہند گفت کہ شما از چہ رد شہادت میدہید حال آنکہ در وقت ما نبودید و حاضر نشدید ایشاں جواب خواہند گفت کہ مارا خبر خدا بوساطت پیغمبر خود رسید و نزد ما در افادہ یقین بہتر از دیدن و حاضر شدن گردید و در شہادت علم یقینی بہ مشہود علیہ می باید بہر طورکہ حاصل شود۔ تعجب ہے کہ جانبِ مخالف نے آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہ وسلم کو جملہ اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر سمجھ لیا اور کچھ فرق نہ کیا۔ شہادت کا لفظ جب اُمت کی طرف منسوب دیکھا اور پھر اُسی کو صاحبِ اُمت کی صفت پایا فوراً مرتبہ برابر سمجھ لیا اور یہ کچھ خیال نہ کیا کہ امت کا علم تعلیم نبی کریم سے ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تعلیم الٰہی سے پھر منصبِ رسالت کے لائق کہ جس سے تمام عالم کا نظام متعلق اور یہ رتبہ عبدیت کے موافق جو فقط اپنی اصلاح کے لئے ہے اس شہادت پر پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت ضروری جیسا کہ ارشاد ہوا ویکون الرسول علیکم شھیدا یہ شہادت خود ہی کافی جو اور کسی شہادت کی محتاج نہیں۔ ان سب سے قطع نظر کیجئے اور یہ غور فرمائیے کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہی ہونے ضروری نہیں بلکہ کبھی ایک لفظ کے معنی ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہیں اور دوسرے کی نسبت سے کچھ اور۔ چنانچہ صلوٰۃ اور ہدایت وغیرہا الفاظ مختلف موقعوں پر مختلف معانی میں مستعمل ہوتے ہیں۔ آیہ کریمہ ومکروا ومکراللہ میں ایک ہی لفظ مکر ہے جو ایک جگہ کفار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور ایک جگہ معنی کچھ ہیں اور دوسری جگہ کچھ اور۔ حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت کلام اللہ میں لفظ ظلم وارد ہے فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وقولہ تعالیٰ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ان دونوں مقاموں میں ظلم بمعنی ترک اولیٰ ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ مذاق جمہور اہل التفسیر آنست کہ ظلمی کہ ایں ہر دو بزرگ بخود نسبت فرمودہ اند ظلم حقیقی نہ بود بلکہ ترک اولیٰ دوسری آیت لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ میں ظلم کے معنی حقیقی جو فسق ہیں مراد ہیں چنانچہ یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ اسی تفسیر میں آیۃ لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ کی نسبت فرماتے ہیں در آیت مراد ظلم حقیقی است کہ فسق است۔ غرضکہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور۔ اسی لفظِ شہادت کو نہ دیکھ لیجئے کہ یہاں امت کے لئے بمعنی گواہی مستعمل ہوا اور وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ میں بمعنی

Marfat.com

کے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب لفظ شہید بمعنی علیم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ جلشانہٗ کا علیم ہونا بھی ثابت نہ ہو سکے گا معاذ اللہ العلیم پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ جائز ہے کہ امت کی نسبت جو لفظ شہادت مستعمل ہوا وہ اور معنی میں ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو مستعمل ہوا وہ علم کے معنی میں ہو۔ جیساکہ مفسرین نے فرمایا ہے۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جنکو جانب مخالف معتبر اور بزرگ سمجھتے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ بلکہ میتواں گفت کہ شہادت درینجا بمعنی گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع ونگہبانی است تا از جادۂ حق بیرون نروید چنانچہ واللہ علیٰ کل شئ شہید و در مقولۂ حضرت عیسٰی کہ کُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْہِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ وچوں ایں نگہبانی واطلاع بطریق تحمل شہادت است وتحمل شہادت برائے ادائے شہادت میباشد و در احادیث ایں شہادت را بگواہی روز قیامت تفسیر فرمودہ اند بیانا لحاصل المعنی لا تفسیر اللفظ پس اب بخوبی ظاہر ہوگیا کہ لفظ شہادت جو امتِ مرحومہ کیلئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہے جیساکہ اوپر اسی تفسیر سے نقل کیا گیا ہے۔ اور اس موقع پر کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہوا ہے اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ واللہ علیٰ کل شئ شہید اور کنت علیہم شہیدا میں کلام اللہ میں بھی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریقِ تحمل شہادت کو روز قیامت کی گواہی سے تعبیر فرمایا ہے یہ حاصل معنی کا بیان ہے اور نہ الفاظ کی تفسیر ہے۔ زید کا مدعا بخوبی ثابت ہوگیا اور جانبِ مخالف کو کوئی محل اعتراض نہ رہا۔

ثانیاً۔ جانب مخالف کو یہ بھی معلوم نہیں کہ مفسرین نے آیۂ شریفہ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا سے کیا مراد لی ہے اسلئے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ شہید دونوں جگہ ایک ہی معنی میں ہے اور جہاں امت کیلئے ارشاد ہوا ہے اس سے تمام امت مراد ہے

Marfat.com

پس اگر ہم اس موقع پر جانبِ مخالف کے فرمانے کے بموجب فرض بھی کرلیں کہ لفظ شہید دونوں جگہ ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی ان کا مقصود ثابت نہ ہوسکے گا اسلئے کہ تمام اُمت اول سے آخر تک سب کا گواہ ہونا مراد نہیں ہے جو جانب مخالف یہ اعتراض کرسکے کہ سب کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا۔ بلکہ یہاں اُمت سے مہاجرین اولین اور انصار سابقین یا علمار مجتہدین مراد ہیں کہ جن کا اجماع خطا پر ممکن نہیں وہ حضور رب العالمین میں شہادت کے لئے منظور فرمائے گئے ہیں اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَھُمْ وَاحْشُرْنَا مَعَھُمْ چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہیں :۔ درانیجا تفسیرے است بغایت دلچسپ کہ از بعضے قدمائے مفسرین منقول شدہ واز اکثر اشکالات مذکور نجات میدہد حاصلش آنکہ در وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا مخاطب کسانے اند کہ نماز بسوئے قبلتین گزاردہ اند یعنی مہاجرین اولین و انصار سابقین کہ علو درجۂ آنہا در ایمان معروف و مشہور است ۔ اور اس سے کچھ آگے چلکر تحریر فرماتے ہیں۔ لیکن اگر در اینجا تمام اُمت را از اول تا آخر اعتبار کنیم فائدۂ تکلیف برہم میگردد ۔ زیراکہ بعد از انقضائے تمام اُمت ہیچکس باقی نخواہد ماند کہ قول ایشاں بروئے حجت تواند شد پس معلوم شد کہ مراد اہلِ ہر زمانہ اند وچوں اہل ہر زمانہ مخلوط میباشند عالم وجاہل وصالح وفاسق ہمہ در آنہا موجود میشوند۔ بقرائن عقلیہ معلوم شد کہ اعتبار بہ گفتہ علمائے مجتہدان متدین است نہ غیر ایشاں ۔ بہرحال اجماع ایشاں برخطا ممکن نیست والا ایں اُمت خیار وعدول نباشد و درمیانِ ایشاں و امم دیگر فرقے نماند و ایں ثمرئہ است عظیم کہ ایں اُمت را بہ ہیئت اجتماعیہ حکم پیغمبر دادہ اند چنانچہ حکم پیغمبر معصوم از خطا واجب القبول است ہمچناں حکم ایں امت باجتماع معصوم از خطا واجب القبول ۔

اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ تمام امت اول سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے اُمت مراد ہیں پس ہمکو تسلیم کہ کبرائے اُمت کو بھی امور غیب پر اطلاع فرمائی جاتی ہے اور یہی عقیدہ اہلِ سنت کا ہے ۔ البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی ولی کو علم حاصل نہیں ۔

Marfat.com

زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۷ صفحہ ۲۲۸ میں ہے قَالَ فِی لَطَائِفِ الْمِنَنِ اِطِّلَاعُ الْعَبْدِ عَلٰی غَیْبٍ مِنْ غُیُوْبِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِنُوْرٍ مِّنْہُ بِدَلِیْلِ خَبَرِ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ لَا یَسْتَغْرِبُ وَھُوَ مَعْنٰی کُنْتُ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ فَمَنْ کَانَ الْحَقُّ بَصَرَہٗ فَاِطِّلَاعُہٗ عَلٰی غَیْبِ اللّٰہِ لَا یَسْتَغْرِبُ۔

واقعی امر یہ ہے کہ حسب مضمون حدیث شریف پروردگار جس کی بینائی ہو اسکا غیب پر مطلع ہونا کیا بعید ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی کا ارشاد نقل فرماتے ہیں قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَا اَبْطَالُ یَا اَطْفَالُ ھَلُمُّوْا وَخُذُوْا عَنِ الْبَحْرِ الَّذِیْ لَا سَاحِلَ لَہٗ وَعِزَّۃِ رَبِّیْ اَنَّ السُّعَدَاءَ وَالْاَشْقِیَاءَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَاِنَّ بُؤْبُؤَۃَ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَاَنَا غَائِصٌ فِیْ بِحَارِ عِلْمِ اللّٰہِ۔ اب بمنہ تعالیٰ وکرمہ اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ سعدار اور اشقیار اولیار پر پیش کئے جاتے ہیں اور اُن کی آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں رہتی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں۔ مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست وما میگوئیم چوں روئے ناخنے است، ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست یعنی حضرت عزیزان رحمۃ اللہ تعالےٰ نے یہ فرماتے ہیں کہ زمین اولیار کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند فرماتے ہیں کہ۔ ہم کہتے ہیں کہ روئے ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

امام انام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ اکبر میں۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں حارث بن مالک اور حارثہ بن نعمان انصاری سے طبری اور ابونعیم نے حارث ابن مالک انصاری سے روایت کی ہے قَالَ مَرَرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَا حَارِثُ قَالَ اَصْبَحْتُ

Marfat.com

مُؤمِنًا حقًّا فقال انظُر ما تقولُ فانّ لِکلِّ شيْ حقیقۃً وما حقیقۃُ ایمانِكَ قُلتُ قد عرفتُ نفسِي عنِ الدُّنیا و اسهرتُ لذٰلِكَ لیلِي و اظمأتُ نهارِي وکانّي انظُرُ الیٰ عرشِ ربّي بارِزًا وکانّي انظُرُ الیٰ اَهلِ الجنّۃِ یتزاورون فیها وکانّي انظُرُ الیٰ اهلِ النّارِ یتضاغون وفي روایۃٍ یتعاودون فیها فقال یا حارثُ عرفتَ فالزم قالها ثلٰثًا وفي روایۃِ ابنِ عساکِرِ قال علیہِ السّلامُ وانتَ امرءٌ نوّرَ اللّٰهُ قلبَهٗ عرفتَ فالزم اور اسی قصہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ نے مثنوی معنوی میں نظم فرمایا ہے جو بطریق اختصار اس مختصر میں نقل کیا جاتا ہے۔

گفت پیغمبر صباحے زید را ۔۔۔ کیف اصبحت اے رفیق باصفا
گفت عبداً مومنا بازوش گفت ۔۔۔ کو نشاں از باغ ایماں گر شگفت
گفت تشنہ بودہ ام من روزہا ۔۔۔ شب نخفتم من ز عشق وسوزہا
تا ز روز و شب جدا گشتم چناں ۔۔۔ کز اسپر بگذرد نوک سناں
کہ ازاں سو جملہ ملت یکی ست ۔۔۔ صد ہزاراں سال ویکساعت یکست
ہست ازل را و ابد را اتحاد ۔۔۔ عقل را رہ نیست الا انتقاد
ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ۔۔۔ ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
یک بیک وا می شناسم خلق را ۔۔۔ ہمچو گندم من ز جو در آسیا
کہ بہشتی کہ و بیگانہ کے ست ۔۔۔ پیش من پیدا چو مور و ماہی است
من بگویم یا فرو بندم نفس ۔۔۔ لب گزیدش مصطفےٰ یعنی کہ بس

اب ثابت ہوا کہ اطلاع غیب سوائے انبیاء کے اکابر اُمت کو بھی عنایت الٰہی سے میسر ہوتی ہے۔ چنانچہ جب سید کائنات سرور موجودات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے زید تم نے کس حال میں صبح کی۔ عرض کیا کہ اس حال میں کہ عبد مومن تھا فرمایا حقیقۃ ایمان کا کیا نشان رکھتے ہو۔ عرض کیا کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا راتوں عشق میں جاگا دنوں بھوکا پیاسا رہا اب گویا کہ میں اپنے رب کے عرش کو دیکھتا ہوں اور اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتا ہوں اور یہی مولانا نے رومی آ...

Marfat.com

میں فرماتے ہیں ؎

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیا — از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اور امام شعرانی کبریتِ احمر میں فرماتے ہیں۔ وَاَمَّا شَیْخُنَا السَّیِّدُ عَلِیُّ الْخَوَّاصُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ لَا یَکْمُلُ الرَّجُلُ عِنْدَنَا حَتّٰی یَعْلَمَ حَرَکَاتِ مُرِیْدِہٖ فِیْ اِنْتِقَالِہٖ فِی الْاَصْلَابِ وَھُوَ نُطْفَۃٌ مِّنْ یَوْمِ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ اِلٰی اِسْتِقْرَارِہٖ فِی الْجَنَّۃِ اَوْ فِی النَّارِ۔ ہمارے شیخ سید علی خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو آدمی جب تک کامل نہیں ہوتا جبتک اس کو اپنے مرید کی حرکتیں اس کے آبار کی پیٹھ میں نہ معلوم ہوں یعنی جبتک یہ نہ معلوم کرے کہ یوم الست سے کس کس کی پیٹھ میں ٹھہرا اور اس نے کس وقت حرکت کی یہانتک کہ اسکے جنت یا دوزخ میں قرار پکڑنے تک کے حالات جانے۔ قصیدہ غوثیہ میں حضرت پیرانِ پیر دستگیر حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

نظرت الی بلاد اللہ جمیعا — کخردلۃٍ علی حکمِ اتصالٖ

جب اولیاء اللہ کو تمام بلاد اللہ مثل رائی کے دانے کے معلوم ہوں تو اگر جانبِ مخالف کا قول[1] تھوڑی دیر کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے اور لفظ شہادت کو دونوں جگہ ایک ہی معنی میں لیا جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ جب کبرائے امت گواہ ٹھہرے اور ان کو یہ اطلاع غیب بعطائے عالم حقیقی میسر۔ تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کیلئے بھی مثبت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہے۔ اب جانبِ مخالف کو ذرا چون وچرا کا موقع نہیں تسلیم کریں یا خاموش رہیں۔

اس کے بعد جانبِ مخالف نے آیہ کریمہ وما ھو علی الغیب بضنین کی طرف توجہ فرمائی ہے اور اسمیں اختلاف قرار اور اختلاف مرجع ضمیر ھو کو محض بے فائدہ نقل کیا ہے یہ ہم کو قطعاً مضر نہیں۔ نہ اس سے ان کا مدعا ثابت نہ ہمارے مدعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے مؤید ہے اسلئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظنین ظا

---

[1] یعنی یہ قول کہ اگر لفظ شہادت سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو ثابت کرتا ہے تو امت کے علم کو بھی ثابت کریگا ۱۲

Marfat.com

سے مان لیں تو جانب مخالف کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر متہم نہیں کہ بغیر علم کہدیں کہ مجھ کو یہ علم ہے۔ یہ تہمت کسی کی اُن پر نہیں لگ سکتی پس جانب مخالف کی اس تقریر سے یہ ہرگز نہیں ثابت ہوسکتا کہ آنحضرت کو امور غیب کا علم اللہ نے مرحمت نہ فرمایا تھا۔ بلکہ اس سے یہی ظاہر ہے کہ آپکو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم کہدینے کی تہمت نہیں لگ سکتی اور جانب مخالف کی رائے کے موافق ھُوَ کا مرجع قرآن ہو تو بھی کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہے۔ اسلئے کہ کلام اللہ میں جمیع اشیاء کا علم ہے چنانچہ ارشاد فرمایا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ یعنی اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر چیز کا بیان واضح ہے اور یہ مُسلّم کہ حضرت اسکے عالم تو بیشک جمیع اشیاء کے عالم ہوئے۔ نہ معلوم کہ اس آیۃ کے متعلق جانب مخالف نے کیوں بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف نہ ثابت کرسکے البتہ اپنے خلاف مدعا کی تائید کی ہم اُن کی اس عنایت کے ممنون ہیں۔ ایسے ہی جانب مخالف نے آیۂ شریفہ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء کے متعلق بھی وہ بے فائدہ تقریر کی ہے جس سے اُن کے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلافِ مدعا ثابت ہوتا ہے۔ کسی مفسر کا یہ کہدینا کہ فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات نقصِ علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہرگز دال نہیں اسلئے کہ جائز ہے کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا ہو اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہوگئی چنانچہ تبیانا لکل شیٔ تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض کی۔ پس جائز ہے کہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا ہو۔ اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء کا علم نہ ہوا ایک دوسرے یہ کہ تفسیر میں نفی کا کونسا لفظ ہے یا جانب مخالف ثبوتِ شی کو نفی ما عدا جانتے ہیں۔ اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس عبارت سے حضور کے عدمِ علم یا نقصِ علم پر استدلال ممکن نہیں مگر جانب مخالف تو بحکم اَلْغَرِيْقُ يَتَشَبَّثُ بِالْحَشِيْشِ تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں اور عبارات اثبات کو

Marfat.com

نفی کی برہان سمجھتے ہیں ؎

کچھ ایسی سمائی ہے آنکھوں میں انکی ‏ جدھر دیکھتے ہیں نفی ہی نفی ہے

ع آنچہ پیدا می شود از دور پندار و نفی است ۔

علاوہ بریں جمیع اشیاء بے شبہ غیوب کا بعض ہیں تو جسکو حق تعالیٰ جمیع اشیاء کا علم مرحمت فرمائے کہہ سکتے ہیں کہ اس کو بعض غیوب کا علم ہے سلیقہ بھی تو درکار ہے تاکہ یہ سمجھ میں آسکے کہ بعض غیوب جمیع اشیاء کے منافی نہیں ؎

ہنوز طفلی واز نوش و نیش بیخبری ‏ ز علم غیر چہ از جہل خویشتن بیخبری

ہنوز جناب کو یہ خبر نہیں کہ بعض غیوب جمیع اشیاء سے وسیع ہو سکتے ہیں کیوں جمیع اشیاء متناہی اور غیوب غیر متناہی اور نیز ہم خوب اچھی طرح ثابت کر آئے ہیں کہ مفسرین کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت بعض غیب یا اس کی مثل اور کوئی لفظ لکھنا اس عظمت کے منافی نہیں اسلئے کہ وہ بہ نسبت علم الٰہی کے لکھتے ہیں اور بیشک تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب جناب باری تعالیٰ کے علم کا ایک قطرہ ہیں اور تمام مخلوق کا علم اس کے مقابلہ میں قلیل چنانچہ ارشاد ہوا وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا چونکہ ابتداء رسالہ ہذا میں اس مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں۔ اسلئے یہاں چھوڑتا ہوں ۔

یہی صاحب روح البیان جن سے آپ نے بعض کا لفظ نقل کر کے اپنے مدعا کو جو اس سے کوسوں دُور ہے ثابت کرنا چاہا ہے ۔ اسی تفسیر روح البیان کی جلد سادس صفحہ ۱۴۲ میں فرماتے ہیں وکذا صار علمہ محیطا بجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء فی حدیث اختصام الملئکۃ اس عبارت سے مصرح ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمیع معلوماتِ غیبیہ ملکوتیہ پر محیط ہے ۔ پھر کیا انہی صاحب روح البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے ۔ نہیں نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ آپ سے اس عبارت کے سمجھنے میں خطا ہوئی ۔

اب یہ بھی ملحوظ رہے کہ اسی آیۃ ما کان اللہ کے شانِ نزول میں محی السنۃ امام بغوی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر

Marfat.com

میری اُمت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور مجھے معلوم ہوگیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کریگا۔ جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ کون انپر ایمان لائے گا اور کون کفر کریگا ان لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آیندہ پیدا کئے جائینگے یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مؤمن اور کون کافر ہے۔ یہ خبر سنکر آنحضرت صلی تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد و ثنا کرکے فرمانے لگے کہ اُن قوموں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا آج سے قیامت تک کی کوئی شے ایسی نہیں جسکو مجھ سے تم دریافت کرو اور میں تمہیں نہ بتاسکوں۔ اب قیامت تک کی جس چیز کی چاہو مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اسکی خبر دوں گا۔ پس حضرت عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا حذافہ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا یارسول ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام ہونے، آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے پس ہماری تقصیر معاف فرمائیے۔ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے۔ وَقَالَ السُّدِّیُّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ فِیْ صُوَرِھَا فِی الطِّیْنِ کَمَا عُرِضَتْ عَلٰی آدَمَ اُعْلِمْتُ مَنْ یُّؤْمِنُ وَمَنْ یَّکْفُرُ فَبَلَغَ ذٰلِکَ الْمُنَافِقِیْنَ قَالُوْا اسْتِہْزَاءً زَعَمَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ یَعْلَمُ مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرُ مِمَّنْ یُّخْلَقُ بَعْدُ وَنَحْنُ مَعَہٗ وَمَا یَعْرِفُنَا فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ السَّاعَۃِ اِلَّا اَنْبَأْتُکُمْ بِہٖ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ حُذَافَۃَ السَّہْمِیُّ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ حُذَافَۃُ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِکَ نَبِیًّا فَاعْفُ عَنَّا عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَہَلْ اَنْتُمْ مُنْتَہُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ۔

لہ یہ حدیث تفسیر خازن جلد اول ص ۳۳۶ میں بھی موجود ہے ۱۲

Marfat.com

جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صہ ۲۸ پر آیۂ شریفہ قُلْ لَا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ نقل کرکے آنحضرت سراپا برکت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے علم غیب کی نفی کرنا چاہی ہے اور یہ محض اُن کا خیال ہے۔ آیت سے اس مدعا پر استدلال محال ہے یہاں جو نفی ہے وہ غیبِ ذاتی کی ہے یا تواضعاً نفی کی گئی۔ تفسیر خازن میں ہے اِنَّمَا نَفٰی عَنْ نَفْسِہِ الشَّرِیْفَۃِ ھٰذِہِ الْاَشْیَاءَ تَوَاضُعًا لِلّٰہِ تَعَالٰی وَاِعْتِرَافًا لَہٗ بِالْعُبُوْدِیَّۃِ تفسیر عرائس البیان میں ہے (ولا اعلم الغیب) وَتَوَاضَعَ حِیْنَ اَقَامَ نَفْسَہٗ مَقَامَ الْاِنْسَانِیَّۃِ بَعْدَ اَنْ کَانَ اَشْرَفُ عَنْ خَلْقِ اللّٰہِ مِنَ الْعَرْشِ اِلَی الثَّرٰی وَاَطْھَرُ مِنَ الْکَرُوْبِیِّیْنَ وَالرُّوْحَانِیِّیْنَ خُضُوْعًا لِجَبَرُوْتِہٖ وَخُشُوْعًا فِیْ اَبْوَابِ مَلَکُوْتِہٖ

ان عبارتوں سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی بطریق تواضع ہے اسلئے استدلال کرنا اور اس کو حجت وسند بناکر پیش کرنا نہایت عجیب وغریب ہے۔ تمام علماء کا دستور ہے کہ وہ اپنے لئے ہیچمیرز اور ہیچمداں اور اسی قسم کے انکسار کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے ہیں ان الفاظ سے استدلال کرکے جو شخص ان کے علم کا انکار کرے لایعقل نہیں تو کون ہے۔ تفاسیر میں صاف فرمایا کہ حضور نے تواضعاً نفی فرمائی اسکو حضور کے عدم علم کی دلیل بنانا کیسی دون ہمتی اور فرومایگی ہے۔ علاوہ بریں آیۃ میں علم غیب کی نفی کب ہے نفی ہے تو قول و دعویٰ کی۔ یہی تو فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمادیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا اور دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور میں غیب کا علم ہوں۔ تفسیر علامہ ابوالسعود میں ہے ولا اعلم الغیب عطف علی محل عندی خزائن اللہ ای ولا ادعی ایضًا انی اعلم الغیب الخ (کذا فی روح البیان)

ان تفاسیر سے صاف معلوم ہوگیا کہ حضور نے دعویٰ کی نفی فرمائی۔ دعویٰ کی نفی علم کی نفی کو کب مستلزم ہے۔ میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں غیب کا عالم ہوں اس کے یہ معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہی نہیں۔ بلکہ مطلقاً دعویٰ کی بھی نفی نہیں ہے جس کی طرف لکم مشیر ہے۔ خطاب کفار ومشرکین سے ہے تفسیر خازن میں ہے

Marfat.com

قل یا محمد لہولاء المشرکین لا اقول لکم تو مطلب آیت کا یہ ہوا کہ فرمادیجئے اے حبیب مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کفار و مشرکین سے کہ میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور فی الواقع نااہل کب اس قابل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعوے کئے جائیں (کیا وہابیہ بھی اپنے آپ کو ان ہی نااہلوں میں سے سمجھتے ہیں ؟) علامہ نیشاپوری تفسیر رغائب القرآن میں فرماتے ہیں ،

(قل لا اقول لکم لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وماھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب مکرم آپ کفار و مشرکین سے فرمادیجئے کہ اے کفار نابکار میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا) تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں ۔ لیکن حضور لوگوں سے بقدر ان کے عقل و فہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت و ماہیت کا علم ہے ۔ اس کے بعد ارشاد ہوا ولا اعلم الغیب یعنی میں تم سے یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے باوجودیکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا اور ہونے والا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا ۔

اب ان تفاسیر کی عبارات پر غور فرما کر انصاف فرمائیے کہ جانب مخالف نے ان آیات سے حضور کے علم کے انکار پر استدلال کرنے میں کیسا ظلم صریح کیا ہے تواضع کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دعویٰ سے عدم علم پر استدلال کرنا کس درجہ کی انتہائی جہالت ہے ۔

قولہ ۔ علمت ما کان وما سیکون میں جو لفظ کان ماضی کا صیغہ ہے یہ باعتبار اپنے حدوثی معنی کے زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اس سے گذشتہ

Marfat.com

زمانہ میں زمانی چیزوں کا تحقق ثابت ہوتا ہے۔ اگر علم انہی چیزوں کے ساتھ متعلق ہوا ہے جیساکہ علمت ما کان وما سیکون سے واضح ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ نہ خود زمانہ ہے نہ زمانیات کا ظرف الخ۔

اقول۔ اس موقع پر جناب مخالف کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم سے جو زمانہ سے متعلق ہے یعنی بدأ الخلق سے قیامت تک جس کا زید کو دعویٰ ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت کے انکار ہوسکتا ہے مگر اسی رسالہ میں انہی حضرت کی تقاریر سے انکار بھی ملیگا یہ حیرتناک قصہ ہے۔ رہا اس موقع پر جناب کا کان کے معنی میں جدتِ طبع کو صرف فرمانا اسکو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ عجب سے خالی نہ ہوگا۔ چونکہ اس موقع پر عربیت سے بحث کرنے میں طول ہوتا ہے اس لئے اس سے درگذر کرکے یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر جناب مخالف کے فرمانے کے بموجب تسلیم کرلیا جائے کہ لفظ کان زمانہ گزشتہ پر ہی دلالت کرتا ہے اور اس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں کا ثبوت ہوتا ہے تو آیہ شریفہ ویخافون یوماً کان شرہ مستطیراً میں کیونکر لفظ کان زمانہ گزشتہ پر دلالت کرے گا کہ یہاں تو استقبال پر دال ہے۔ اور آیہ کریمہ کیف نکلم من کان فی المھد صبیا میں اگر جانبِ مخالف کے فرمانے کے بموجب کان سے زمانہ گزشتہ مراد لیا جائے تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کا معجزہ نہ ثابت ہوسکے اسلئے حضرت مریم نے حضرت عیسٰی (علیہ السلام) کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ان سے دریافت کرلو۔ تو یہودیوں نے کہا کہ ہم کیونکر ایسے شخص سے دریافت کریں جو اپنے ہنڈولے میں بچہ ہے۔ یہاں وہی لفظ کان ہے ذرا جانبِ مخالف صاحب اب ماضی کا صیغہ فرماکر مطلب تو کہیں اور آیہ شریفہ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً میں بھی اگر حسب رائے جانبِ مخالف کے کان زمانہ ماضی میں زمانی چیزوں کے ثبوت کے لئے ہو تو نعوذ باللہ خدائے کریم کے اوصاف علم وغیرہ بھی زمانی ہوجائیں گے بلکہ بعض مواضع میں کان کو اس معنی پر محمول کرنے سے وجود الٰہی کو بھی ایسا ہی کہنا پڑے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهٗ شَيْءٌ

Marfat.com

اب اس فقیر کا التماس یہ ہے کہ مؤلف رسالہ اعلاء کلمۃ الحق توبہ کریں کہ انہوں نے اعتراض کرنیکے شوق میں ایک ایسی نازیبا تقریر کی جس سے ازلیت صفات الٰہی کا اور معجزہ نبی کا بلکہ خود وجود الٰہی کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسی دقتیں جب ہی پیش آتی ہیں جبکہ آدمی باوجود علم نہ ہونے کے محض طباعی سے مسائل دینیہ میں دخل دے اور اسی لئے سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ثانیا یہ کہ محدثین کے نزدیک یہی مقرر و مشہور ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے کہ لفظ کان دوام و استمرار کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالےٰ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف جلد اول صـ۱۲۷ میں فرماتے ہیں۔ در لفظ کان محدثان را سخن است مقرر و مشہور درمیان جمہور آنست کہ افادۂ دوام و استمرار میکند۔ پس جناب نے کس طرح سے علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر کان کا زمانی ہونا ضروری سمجھ لیا ہے۔ حضرت محض ایجاد سے کام نہ لیجئے کہ دین کے مسائل میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ فقیر اس موقع پر اس بحث کو اختصار کے لئے چھوڑتا ہے کہ مقربان بارگاہ زمانہ میں فرق نہیں کرتے جیسا کہ احادیث سے ثابت اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت سے مصرح ہے۔ رہا جانب مخالف کا سیکون کو سین کی وجہ سے استقبال قریب کے لئے بتانا تو یہ خود ظاہر ہے کہ جب یکون کو زمانہ سے تعلق کامل ضرور نہیں تو سین اسپر داخل ہوکر اپنا پورا اثر کرے یہ بھی کچھ ضرور نہیں پھر نہ معلوم کہ جانب مخالف کے نزدیک سین کیا معنی دیتا ہے اور کس موقع پر کس طرح اپنے معنی بتاتا ہے۔ بہ تقدیر استقبال قریب مراد ہونے کے اس کے قرب کی کیا حد ہے۔ آیا ایک دن یا دو دن یا چھ مہینے تک اور اس سے زیادہ زمانہ بعید ہے یا کیا پہلے قرب اور بعد کی مقدار سمجھانی ضرور ہے تاکہ دریافت ہو جائے کہ اس سے بہ تقدیر لحاظ معنی قرب کے کتنا زمانہ مفہوم ہوتا ہے شاید آپ نے کبھی سُنا ہو کہ رب العزت تبارک وتعالےٰ نے فرمایا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قریب آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ اور فرمایا یرونہ بعیدا ونراہ قریبا کفار قیامت کو دُور سمجھ رہے ہیں اور ہم قریب جان رہے ہیں بلکہ فرمایا اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ

Marfat.com

حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ قریب آیا اُن کے لئے اُن کا حساب اور وہ غفلت میں روگردان پڑے ہیں دیکھئے کہ رب العزت ساعۃ وحساب کو قریب بتا رہا ہے۔ اور زید کا دعویٰ اسی قدر تھا کہ بدء الخلق سے یوم آخر تک کا کام تمام ما کان و ما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوا ہے۔ پھر اس کے قرب سے اسکے دعویٰ میں کیا بعد پیدا کیا۔ شاید جانبِ مخالف کہ نہایت ذہین ہیں کمال ذہانت سے یہ وہم تراش لیں کہ لفظِ قرب جو خاص نزدیکی کے معنیٰ کیلئے وضع کیا گیا ہے اتنی وسعت رکھتا ہے کہ قیامت وحساب تک کیلئے اطلاق کیا جائے مگر سین اسپر دلالت کرتا ہے کہ ہرگز قیامت تک کی وسعت نہیں بلکہ وہ زمانہ جسپر فعل مدخول سین دلالت کرتا ہے ایک دو روز سے زیادہ نہیں۔ اسلئے میں دو ایک مثالیں اسکی بھی پیش کروں کہ جس فعل پر سین داخل ہوا۔ اس میں بھی قیام قیامت تک تو داخل ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ چنانچہ پروردگار عالم نے اُن لوگوں کے بارے میں جو کہ ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا یعنی بے شبہ جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں جز ین نیست کہ وہ کھاتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور قریب ہے کہ وہ داخل ہونگے آگ میں۔

دوسری آیت سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا یعنی اب چڑھاؤں گا اُسے بُری چڑھائی اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صعود آگ کا ایک پہاڑ ہے اسپر ستر برس چڑھایا جاتا ہے پھر گرایا جاتا ہے۔

تیسری آیت ساصلیہ سقر یعنی قریب ہے کہ داخل کروں گا میں اس کو سقر میں اور سقر جہنم کا نام ہے۔ اِن تینوں آیتوں میں جو وعید فرمائی ہے انمیں مضارع کے صیغہ پر سین داخل ہے جو جانبِ مخالف کے نزدیک قرب کے معنیٰ کے لئے آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قرب میں بھی اتنا بُعد ہے کہ اُسکا تحقق بعد قیامِ قیامت کے ہوگا۔ غرضکہ جب سین کے داخل ہونے کے بعد بھی اس میں اتنا قرب نہ پیدا ہُوا کہ جس سے علم الی یوم القیٰمہ کی نفی ہوسکتی تو زید کے قول کا کیا رد ہوا۔ اسکے علاوہ اور بہت سی

Marfat.com

تحقیقات اس مسئلہ سین کے متعلق تھیں جو بنظر اختصار چھوڑدی گئیں۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون کے یہ معنی ہوئے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جان لیا میں نے جو زمانہ گذشتہ میں ہو گیا اور جو عنقریب زمانۂ آئندہ میں ہوگا۔ وہ حدیث ہے اور یہ معنی ہیں۔

اقول۔ ذرا تو انصاف فرمایئے جب زید کا بھی یہی مدعا ہے کہ آنحضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے دُنیا میں جو کچھ ہوا اس کا یا جو کچھ آئندہ ہوگا حتیٰ کہ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا ہونے کے وقت سے لیکر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک تمام احوال اور اُمت کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا اور آپ بھی اسوقت یہی تسلیم فرما رہے ہیں۔ پھر کیا ضرورت رسالہ تحریر کرنے کی ہوئی کہ بیفائدہ کاغذ سیاہ کئے۔ چند مسئلے غلط لکھکر اُن کا بار گردن پر لیا۔ علماء کی جناب میں گستاخیاں کیں خیر اب تسلیم فرماتے ہو۔ اب ہی اپنی تمام گذشتہ حرکتوں سے توبہ کرو۔

وھم جانب مخالف۔ جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴ پر جو وہم کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آیہ شریفہ وعلمک مالم تکن تعلم کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی۔ تو اگر اس آیہ شریفہ ہی سے جمیع اشیاء کا علم آنحضرت سراپا برکت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ شریفہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا اور اس کا کیا فائدہ ہے؟

اللہ اللہ کیا عجب تقریر ہے بھلا ان حضرات کو ابھی تک خبر نہیں کہ کلام اللہ میں احکام مکرر نازل ہوئے ہیں آیتیں مکرر آئیں۔ کئی سورتوں کا نزول علماء نے مکرر بتایا ہے پھر کیا شبہ اور جو شبہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے وہی شبہ ان آیتوں میں کر کے ان کے کلام اللہ ہونے کا انکار کرنا ممکن ہے۔ خدا محفوظ رکھے ایسے تعصب سے کہ جو حق اور ناحق میں تمیز نہ ہونے دے ایسی خرافات تو کب اس قابل تھی جس کی طرف توجہ کی جاتی۔ مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں ایک عبارت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہے

Marfat.com

اور کیوں اور کس لئے مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج کے جملہ فاعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ الخمس واعطی خواتیم سورۃ البقرۃ کی شرح میں علامہ علی قاری رحمۃ الباری اپنی کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں یشکل هکذا یکون سورۃ البقرۃ مدنیۃ وقصۃ المعراج بالاتفاق مکیۃ یعنی معراج میں خواتیم سورۂ بقر دیے جانے پر یہ اشکال آتا ہے کہ سورۂ بقر مدنی ہے مدینہ میں نازل ہوئی اور قصۂ معراج بالاتفاق مکی ہے کہ معراج مکہ سے ہوئی توجب خواتیم سورۂ بقر معراج میں عطا ہو چکی تھی تو پھر مدینہ میں ان کا نزول کیوں ہوا اور اس سے کیا فائدہ ۔ یہ اعتراض بعینہ جانب مخالف کا سا اعتراض ہے اسکے جواب میں مُلا علی قاری یہی فرماتے ہیں کہ حاصلہ انہ ماوقع تکرار الوحی فیہ تعظیما لہ واھتماما لشانہ فاوحی اللہ الیہ تلک اللیلۃ بلا واسطۃ جبریل وھذا یتم ان جمیع القرآن نزل بواسطۃ جبریل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبریل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی۔ پس صاحب عقل دریافت کرسکتا ہے کہ ایسے اعتراض بر بنار تعصب وعناد ہیں ۔

تفسیر مدارک التنزیل مطبوعہ مصر کے صفہ میں (وفاتحۃ الکتاب) مکیۃ وقیل مدنیۃ والاصح انہا مکیۃ ومدنیۃ نزلت بمکۃ حین فرضت الصلوۃ ثم نزلت بالمدنیۃ حین حولت القبلۃ الی الکعبۃ - اب جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورۂ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی تو اس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں فما ھو جوابکم فھو جوابنا معہذا قرآن عظیم وحی دائم مستمر اور الی یوم القیمۃ اس کا ایک ایک لفظ اُمتِ مرحومہ کے لئے قراءۃً وسماعۃً وکتابۃً وحفظاً ونظراً وفکراً بیشمار برکات کا مثمر اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا استنباط احکام میں پہلا مرجع ومفزع اور جسقدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین واولیاء وعلماء کو بھی اسیقدر کافی ہونا اور اپنی استعداد کے لائق قرآن عظیم سے قدر علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑنا محض باطل وممنوع - علاوہ بریں یہ اس تقدیر

Marfat.com

پر ہے کہ علّمَ تمامی تعلیم کو زمانۂ نزول آیہ سے پہلے منقضی ہو جانے پر دلالت کرے حالانکہ یہ ممنوع ہے خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا۔ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ۔ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ جسوقت یہ آیت اُتری تمام کتاب نازل ہو چکی تھی اسکے بعد کچھ نہ اُترا ولکن النجدیۃ قوم یجھلون ۔

جانب مخالف نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ میں بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا۔ یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد ہوتا ہے چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلاء کلمۃ الحق کے ص۳۶ میں تفسیر خازن سے یہ عبارت نقل کرکے فرماتے ہیں وعلمك مالم تكن تعلم (یعنی من احکام الشرع و امور الدین) تو ما سے شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہوئے۔ انتہی بلفظہ۔

اب فرمائیے کہ جب آپ کے نزدیک بھی اس آیۂ شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے عود کا جائز ہونا ایک شرعی حکم ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے ص۳۸ میں فرماتے ہیں علمك مالم تكن تعلم ہیں ما سے وہی امور حقہ اور کلمات حکمیہ اور احکام شرعیہ اور علوم کمالیہ جو شانِ مصطفوی کے شایان اور ختم رسالت کے سزاوار ہیں مراد ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آیۂ شریفہ وعلمك مالم تكن تعلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام احکامِ شرعیہ کی تعلیم ہوئی اسلئے کوئی حکم شرعی ایسا نہیں ہے جو شانِ مصطفوی کے شایانؒ نہ ہو۔ پس لامحالہ تمام احکام شرعی کا علم آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہونا جانبِ مخالف کو بھی مسلم اور ان کے نزدیک اس آیۂ شریفہ سے ثابت لیکن تعجب ہے کہ پھر کہدیا کہ بعض احکامِ شرعیہ کا علم آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اس آیہ کے نزول تک نہ تھا۔ اب صاحبانِ عقل انصاف فرمائیں کہ ایک جگہ اُس آیت سے تمام احکامِ شرعیہ کا علمِ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ

ؒ ہمارے معترض کی فہم سے کچھ بعید نہیں جو یہ کہہ بیٹھے کہ بعض احکام شرعیہ شان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان نہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے لئے تسلیم کرلینا اور پھر اسی کا انکار کرجانا کسی ذی ہوش کا کام ہے۔ اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا کہ کوئی عام ایسا نہیں ہے جو خاص نہ کرلیا گیا ہو۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض استدلال میں پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ مستدل صاحب کو کتب حنفیہ کے دیکھنے کا کبھی اتفاق نہیں ہوا اور اگر ہوا بھی تو تعصب نے سمجھنے سے محروم رکھا اسلئے کہ کتب اصول فقہ میں جہاں یہ قاعدہ مذکور ہے وہیں اس کا رد بھی ہے اور یہ مصرح ہے کہ حنفیوں کے نزدیک یہ قاعدہ معتبر نہیں اور نہ شافعیوں کے نزدیک اس کی کلیۃ صحیح۔ اسلئے کہ اگر ہر عام خاص ہوجائے تو وضع کیا معتبر اور لغت کیا قابل اعتبار رہے جس صیغہ کو واضع نے عموم کے لئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو واضع کی وضع کس کام آئے۔ تمام صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عمومات قرآن سے استدلال کرتے ہیں

ذرا نور الانوار صفحہ ۹۶ ملاحظہ ہو وقولہ قطعاً رد علی الشافعی حیث ذھب الی ان العام ظنی لانہ ما من عام الا وقد خص منہ البعض فیحتمل ان یکون مخصوصاً منہ البعض وان لم نقف علیہ فیوجب العمل لا العلم کخبر الواحد والقیاس ونقول ھذا احتمال ناش بلا دلیل وھو لا یعتبر واذا خص عنہ البعض کان احتمالا ناشیا عن دلیل فیکون معتبرا فعندنا العام قطعی فیکون مساویا للخاص۔ اور قمر الاقمار میں مسطور ہے (قولہ وھذا احتمال الخ) توضیحہ ان دلالۃ صیغ العموم علی العموم بحسب الوضع فانہ قد تواتر ان الصحابۃ رضوان اللہ علیہم یستدلون بالعمومات ولا یحتاجون الی القرائن فلو لم یکن تلک الالفاظ موضوعۃ للعموم لاحتیج فی فہم العموم الی القراین ودلالۃ اللفظ علی المعنی بدون ظہور القرینۃ الصارفۃ قطعی وما ھذا ای احتمال الانصراف عن المعنی الموضوع لہ فہو ناش بلا دلیل فلا یعتبر والا یلزم ان لا یقطع بمطلوب فی جمیع العقود والفسخ وان یرتفع الامان عن اللغۃ والجس فیقال لا یجوز اکل ما فی بیتک لاحتمال ان یکون غیر ملکک ولا یحکم علی شیٔ بشیٔ لاحتمال ان یکون ھو غیرہ

Marfat.com

وما ابصرناه یحتمل ان یکون غیر مبصرنا وهذا کلیه سفه فاحتمال التخصیص فی کل خاص ثم اذا لم یضرهذا فی قطعیة الخاص کما مر یضر ذلک فی قطعیة العام ایضا اور توضیح مطبوعہ مطبع نولکشور کے ص۱۰ میں مسطور ہے وعند نا هو قطعی مساوٍ للخاص وسیجئ معنی القطع فلا یجوز تخصیصه بواحد منهما مالم یخص بقطعی لان اللفظ متی وضع لمعنی کان ذلک المعنی لازما له الا ان تدل القرینة علی خلافه لوجاز ارادة البعض بلا قرینة لارتفع الامان عن اللغة والشرع بالکلیة لان خطابات الشرع عامة والاحتمال الغیر الناشی عن دلیل لایعتبر فاحتمال الخصوص ههنا کاحتمال المجاز فی الخاص فالتاکید یجعله محکما۔ اور اس کے تحت تلویح میں مسطور ہے هذا جواب عما قال الواقفیة انه یؤکد بکل واجمع وایضا عما قال الشافعی انه یحتمل تخصیص نتقول نحن لاندعی ان العام لا احتمال فیه اصلا فاحتمال التخصیص فیه کاحتمال المجاز فی الخاص فاذا اکد یصیر محکما ای لایبقی فیه احتمال اصلا لاناش عن دلیل ولا غیر ناش فان قیل احتمال المجاز الذی فی الخاص ثابت فی العام مع احتمال اٰخر وهو احتمال التخصیص فیکون الخاص کالنص والعام کالظاهر قلنا لما کان العام موضوعا للکل کان ارادة البعض دون البعض بطریق المجاز وکثرة احتمالات المجاز لا اعتبار بها الخ اور تلویح کے ص۴۲ میں موجود ہے قوله لکن عند الشافعی قد سبق ان القائلین بان العام یوجب الحکم فیما یتناوله منهم من ذهب الی ان موجبه ظنی ومنهم من ذهب الی انه قطعی بمعنی انه لایحتمل الخصوص احتمالا ناشیا عن الدلیل تمسک الفریق الاول بان کل عام یحتمل التخصیص والتخصیص شائع فیه کثیرا بمعنی ان العام لایخ عنه الا قلیلا بمعونة القرائن کقوله تعالیٰ ان الله بکل شئ علیم و لله ما فی السموٰت والارض حتی صار بمنزلة المثل انه ما من عام الا وقد خص منه البعض وکفی بهذا دلیلا علی الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه لیس بشائع فی الخاص شیوع التخصیص

Marfat.com

والتخصيص شائع فيه كثيرا بمعنى ان العام لايخ عنه الا قليلا بمعونة القرائن كقوله تعالى ان الله بكل شئ عليم والله ما فى السموٰت والارض حتى صار بمنزلة المثل انه ما من عام الا وقد خص منه البعض وكفى بهذا دليلا على الاحتمال وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فانه ليس بشائع فى الخاص شيوع التخصيص فى العام حتى ينشاء عنه احتمال المجاز فى كل خاص فان قيل بل لا معنى لاحتمال المجاز عند عدم القرينة لا وجود القرينة المانعة عن ارادة الموضوع له ماخوذ فى تعريف المجاز قلنا احتمال القرينة كان فى احتمال المجاز وهو قائم اذ لا سبيل للقطع بعدم القرينة الا نادرا ولما كان المختار عند المص ان موجب العام قطعى استدلالا على اثباته اولا وعلى بطلان مذهب المخالف ثانيا واجاب عن تمسكه ثالثا اما الاول فتقريره ان اللفظ اذا وضع لمعنى كان ذلك المعنى لازما ثابتا بذلك اللفظ عند اطلاقه حتى يقوم له دليل الخصوص كالخاص يثبت مسماه قطعا حتى يقوم دليل المجاز واما الثانى فتقريره انه لوجاز ارادة بعض مسميات العام من غير قرينة لارتفع الامان عن اللغة لان كل ما وقع فى كلام العرب من الالفاظ العامة يحتمل الخصوص فلا يستقيم ما يفهم السامعون من العموم وعن الشرع لان عامة خطابات الشرع عامة فلوجوزنا ارادة البعض من غير قرينة لما صح فهم الاحكام بصيغة العموم الخ اور تلویح کے حاشیہ صہ۲ میں مسطور ہے ؎ قوله ما من عام الا وقد خص منه البعض قيل هذا المثال لايخ اما ان يكون مخصصا اولا فعلى الاول لايكون حجة وعلى الثانى يكون متناقضا واجيب عنه باختيار الشق الاول لانه مخصص بعدم التخصيص مع انه مخصص من بين العموم وهو مردود بان هذا المثال ايضا مخصص بالمعنى فخرج مثل قوله تعالى ان الله بكل شئ عليم وقوله تعالى ولله ما فى السموٰت والارض عن عمومه والحق فى الجواب ان يقال انه محمول على المبالغة والحاق القليل بالعدم فيصح

Marfat.com

موئد الدلیل وان لم یصلح للاستدلال بالاستدلال ۔ اور مسلم الثبوت میں ہے قد اشتهر مامن عام الا وقد خص منه البعض وقد خص بنحو والله بكل شئ عليم اور اسی مسلم الثبوت میں قطعیت عام کی بحث میں مسطور ہے۔ لنا انه موضوع للعموم قطعا فهو مدلوله وثابت به قطعا كالخاص الا بدليل واستدل ولو جاز ارادة البعض بلا دليل لارتفع الامان عن اللغة والشرع الخ اور شرح مسلم الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہیں قد اشتهر مامن عام الا وقد خص منه البعض وقد خص هذا العام بنحو قوله تعالى والله بكل شئ عليم حتى صار مثلا فالعموم مغلوب والخصوص غالب فى المغلوب هو المجاز فالعموم مجاز وقوله وقد خص دفع لما يتوهم التشكيك بان هذه القضية مبطلة لنفسها فانها ايض مشتملة على العموم ووجه الدفع ان هذا العام مخصوص فلا يبطل اور یہی علامہ عبد العلی بحر العلوم عبارت دوم کی شرح میں فرماتے ہیں لنا انه موضوع للعموم قطعا للدلائل القطعية التى مرت فهو اى العموم مدلول له وثابت به قطعا لان اللفظ لا يحتمل غير الموضوع له كالخاص الا بدليل صارف عنه وح لانزاع فى الخصوص اعتراض عليه ان ثبوت المدلول للفظ قطعا مطلقا مم وانما يثبت لو لم يحتمل الانصراف عنه بدليل وههنا قد دل كثرة التخصيص حتى صار مامن عام الا وقد خص منه البعض مثلا على ان احتمال التخصيص قائم فى كل عام عام ان اريد ان الدلالة على العموم لازمة قطعا فلا كلام فيه انما الكلام فى الارادة وليست لازمة قطعا للكثرة المذكورة والجواب عنه ان من ضروريات العربية اللفظ المجرد عن القرينة الصارفة الظاهرة يتبادر منه الموضوع له ولا يحتمل غيره فى العرف والمحاورة ومن اراد منه غير الموضوع له ينسب الى المكرة واما كثرة وقوع التخصيص بالانواع المختلفة حسب اقتضاء القرائن الصارفة لا يورث الاحتمال فى العام المجرد اصلا والكلام

Marfat.com

ههنا فی العام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال کالخاص فان قلت کثرة وقوع التخصیص قرینة علی احتماله قلنا انما یصح الکثرة لو کانت بحیث یکون تیر الاستعمال فی بعض معین بحیث یفهم مع عدم الصارف کما اذا صارت حقیقة مهجورة او المجاز متعارفا ولیس الامر ههنا کذلک فان کثرة التخصیص فی العام لیست الا بان یراد فی استعمال بعض بالقرینة وفی بعض اخر بقرینة اخری فلا یکون هذه الغلبة قرینة وهل هذا الا ما یکون للفظ خاص معان مجازیة یستعمل فی کل منها مع قرینة ولا یصلح هذه الکثرة قرینة وایضا نقول لو کان الکثرة قرینة للتخصیص لما صح ارادة العموم اصلا فی عام ما وهذا خلاف رائکم ایضا فاحفظ هذا فانه بالحفظ حقیق اور بعد ایک طویل تقریر کے لکھتے ہیں وثالثا ان غایته مالزم منه ان بقاء العموم مغلوب من المخصص والمغلوب انما یحتمل علی الاغلب اذا کان مشکوکا ولیس العام الواقع فی الاستعمال المجرد عن القرینة الصارفة مشکوکا فی عمومه کیف وقد دلت الادلة القاطعة علی انه موضوع للعموم والضرورة العربیة شهدت بان اللفظ المجرد عن القرینة یتبادر منه الموضوع له ولا یخطر بالبال معناه المجازی البتة فتامل فانه دقیق لا یتجاوز الحق عنه ۔ اور غایة التحقیق شرح حسامی کے حاشیہ میں مسطور ہے ثم صیغة العموم موضوعة له وحقیقة فیه فکان معنی العموم ثابتا بها قطعا حتی یقوم الدلیل علی خلافه ۔ یہ تو حنفیوں کی تقریریں تھیں جن سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ عام اپنے عموم پر رہے گا جب تک کہ دلیل اسکے خلاف پر قائم نہ ہو۔

اب شافعیوں سے سنیئے کہ وہ بھی اس امر کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر عام میں یں تخصیص کا احتمال ہے بلکہ انہوں نے اس بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ قاعدہ حکام فرعیہ کے بارے میں ہے اور احکام فرعیہ کے سوا ہر جگہ یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا بنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان کے صفحہ ۲۴۳ میں فرمایا العام علی ثلثة اقسام

Marfat.com

الاول الباقی علی عمومہ قال القاضی جلال الدین البلقینی ومثالہ عزیز اذ ما من عام الا ویتخیل فیہ التخصیص فقولہ یا ایھا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المکلف وحرمت علیکم المیتۃ خص منہ حالۃ الاضطرار و میتۃ السمک والجراد وحرم الربا خص منہ العرایا وذکر الزرکشی فی البرہان انہ کثیر فی القرآن واورد منہ واللہ بکل شئ علیم وان اللہ لا یظلم الناس شیئا و لا یظلم ربک احدا واللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اللہ الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا قلت ھذہ الآیات کلہا فی غیر الاحکام الفرعیۃ فالظاہر ان مراد البلقینی انہ عزیز فی الاحکام الفرعیۃ وقد استخرجت من القرآن بعد تفکر آیۃ فیہا وھی قولہ حرمت علیکم امھاتکم الآیۃ فانہ لا خصوص فیہا۔

اب روشن ہو گیا کہ قاعدہ وما من عام الا وقد خص منہ البعض جس سے جانب مخالف نے آیہ کریمہ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کے ما کے عام مخصوص البعض ہونے پر تمسک کیا ہے نہ علماء حنفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک حتیٰ کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ میں بھی کلیہ نہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے پس اس موقع پر یہ آیہ شریفہ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثبت ہے اور اس آیۃ سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہے جو احکام فرعیہ کا غیر ہے۔ تو یہاں اسمیں شافعیوں کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیہ شریفہ سے آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا۔ اب ضرور ہوا کہ جانب مخالف اس آیۃ کا ناسخ لائے مگر نہ لا سکے گا اور ہرگز نہ لا سکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ وما من عام الخ پر

Marfat.com

کہاں تک جماتا ہے جس سے آیت کو خاص کرکے تنقیص علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتا تھا۔ ہاں ذرا کوئی بنے تو مرد میدان۔ قرآن شریف میں ہے لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے کیا جانب مخالف کو جرأت ہے کہ یہاں بھی ما کو اپنے قاعدہ ما من الخ سے خاص کرکے کہدے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہیں بعض نہیں (نعوذ باللہ من ذلک) کیا ہمت ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کرکے لکھ ڈالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزوں کا علم نہیں (معاذ اللہ) پس جب قرآن شریف میں وہی ما کا کلمہ اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جا سکتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہے کہ اُن کا علم گھٹانے کو وہی کلمہ ما اسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جس کی کلیت کسی طرح ٹھیک نہیں جو خود باطل ہے جسکو قرآن شریف ہی میں جاری نہیں کیا جاتا۔ رہا آیۃ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ الآیہ کو قرینۂ تخصیص بنانا یہ صحیح نہیں اسلئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ اب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب بھی گذر چکا اور جانبِ مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر لکھا ہے۔

قولہ۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود زبانِ فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ دُنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔

اقول۔ یہ کسی حدیث میں نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے ایجاد کر دیا۔ غالباً حدیث تلقیح کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اب میں وضاحت کے لئے اس حدیث کو مع شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہوں۔ شرح شفا قاضی عیاض کے صفحہ ۲۰ جلد اول میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے واسطے معارف جزئیہ اور علوم کلیہ اور مدرکاتِ ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنہ اور انوار ظاہرہ جمع کئے۔ اور آپ

Marfat.com

کو دُنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا اسپر یہ اشکال وارد ہوسکتا ہے۔ ایکمرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تلقیح نخل کر رہے تھے یعنی خرما کے نر کی کلی کو مادہ کی کلی میں رکھتے تھے تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید بہتر ہوتا۔ لوگوں نے چھوڑ دیا۔ پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گمان فرمالیا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نازل نہ ہوئی تھی۔ شیخ سنوسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو خرق و خلاف عوائد پر برانگیختہ کرنے اور باب توکل کی طرف پہونچانے کا ارادہ کیا تھا انہوں نے اطاعت نہ کی اور جلدی کی۔ تو حضرت نے فرمادیا کہ تم اپنے دُنیا کے کام کو خود ہی جانو۔ اگر وہ سال دو سال اطاعت کرتے اور تلقیح نہ کرتے اور امر نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا امتثال کرتے تو انھیں تلقیح کی محنت نہ اُٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہے

(ومن معجزاته الباهرة ای اياته الظاهرة (ما جمعه الله له من العوارف) ای الجزئية (والعموم) ای الكلية والمدركات الظنية واليقينية والاسرار الباطنة والانوار الظاهرة (وخصه) من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين) ای مايتم به اصلاح الامور الدنيوية والاخروية واستشكل بانه صلى الله تعالےٰ عليه وسلم وجد الانصار يلحقون النخل فقال لو تركتموه لم تركوه فلم يخرج شيئا اوخرج شيصا فقال انتم اعلم بامر دنياكم واجيب بانه كان ظنا منه لا وحيا وقال الشيخ سيدی محمد السنوسی اراد ان يحملهم على خرق العوائد فی ذلك الى باب التوكل واما هناك فلم يمتثلوا فقال انتم اعرف بدنياكم ولوامتثلوا وتحملوا فی سنة اوسنتين لكفوا امر هذه المحنة، اب

علامہ سنوسی کی تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسا

Marfat.com

فرمایا تھا وہ حق اور بجا تھا اگر اسکے موافق عمل کیا جاتا تو بیشک تمام تکلیفیں رفع ہو جاتیں جو تلقیح میں اٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اسی شرح شفا کی جلد ثانی میں صفحہ ۳۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں وعندی انه علیه السلام اصاب فی ذلك الظن ولو ثبتوا علی کلامه لفاقوا فی الفن ولارتفع عنهم کلفة المعالجة فانما وقع التغیر بحسب جریان العادة الاتری ان من تعود با کل شئ اوشربه یتفقده فی وقته واذا لم یجده یتغیر عن حاله فلو صبروا علی نقصان سنة او سنتین لرجع النخیل الی حاله الاول وربما کان یزید علی قدره المعول وفی القصة اشارة الی التوکل وعدم المبالغة فی الاسباب وغفل عنه ارباب المعالجة من الاصحاب والله اعلم بالصواب۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہ فرما کر کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو اسطرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ۔ والا دے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا تراست از ہمہ در ہمہ کارہائے دنیا و آخرت۔

فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرماویں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو۔ وہ عبارت فصل الخطاب کی یہ ہے۔

لا یَعْزُبُ عَنْ عِلْمِهٖ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ مِنْ حَیْثِ مَرْتَبَتِهٖ وَاِنْ کَانَ یَقُوْلُ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ پھر کسی سادہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو بالکل ناانصافی ہے۔ بھلا (مجھ سے) کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ جانب مخالف نے اس کو قرینۂ تخصیص بنایا ہے۔ کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے۔ اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جس کے لئے جانبِ مخالف نے اس کو نقل کیا۔

Marfat.com

ایں گل دیگر شگفت۔ جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جوش آیا کہ آیہ کریمہ
وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا
مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ میں بھی ما کو خاص کر ڈالا اور یہ کہدیا۔
قولہ۔ اگر اس عام کو ظاہر سے نہ پھیریں اور خاص کسب سرقہ مراد نہ لیں تو لازم آتا ہے
کہ جس سارق نے سرقہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور شراب خمر وغیرہ مختلف منہیات شرعیہ کا
مرتکب ہوا سب کی جزا میں فقط قطع ید کافی ہو جائے۔ انتہی ملخصاً۔
اقول۔ کسی اسلامیہ مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول الشاشی شروع کر چکا ہو فوراً
ہی کہدے گا کہ اس آیہ میں ما کو اصولیوں نے عام کہا اور اسکے عموم سے استدلال کر کے
مسائلِ دینیہ نکالے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقلمند ہیں جنہوں نے
ایسی لچریات لکھی۔ سنو صاحب سارق کے معنی شاید آپکو معلوم نہیں ہیں وہ اسم فاعل
ہے اور اسم فاعل اُس اسم مشتق کا نام ہے کہ جو من قام بہ الفعل کے لئے وضع کیا گیا ہو تو
سارق کا مدلول مطابقی من قام بہ السرقہ ہے اور اسکو سارق صرف سرقہ کے اسکے ساتھ
قائم ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں۔ پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اسکے
متعلق کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ زنا زانی کا فعل ہے نہ سارق من حیث ہو سارق کا
وعلی ہذا القیاس۔ پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق
سرقہ ہے اسپر بیشک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب باری تعالیٰ نے الرجل
والمرأة فاقطعوا ایدیہما بعد سرقتهما جزاء بما کسبا نہ فرمایا کہ ما کو خاص
کرنا پڑتا۔ اصول فقہ میں مصرح ہے ان القطع جزاء جمیع ما اکتسبہ السارق
اس سے بھی ظاہر ہے کہ سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات
کے کچھ بھی نہیں۔ اگر اسکا سمجھنا دشوار ہے تو کسی جاہل سے ہی دریافت کر لو کہ چور کا کیا
کام ہے وہ فوراً کہدے گا کہ چوری۔ اب تو جانبِ مخالف کو بے قرینہ ہی عام کے خاص
کر ڈالنے میں بڑی مشق ہوگئی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
کے ما کے عموم پر ہاتھ نہ صاف کریں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔ اسکے

Marfat.com

بعد جانب مخالف نے اور کچھ کاغذ بے فائدہ سیاہ کر کے یہ لکھا ہے۔

قولہ۔ قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ط وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ یعنی کہولے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

اقول۔ اس آیۂ شریفہ میں بھی نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے۔ یہ مطلب نہیں کہ بتانے سے بھی نہیں جان سکتے۔ جیسا کہ عجیب الفہم جانب مخالف نے سمجھا ہے۔ چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَمَّا قَوْلُہٗ لَا یَعْلَمُ فَمُفَسَّرٌ بِاَنَّہٗ لَا یَعْلَمُھَا اَحَدٌ بِذَاتِہٖ وَمِنْ ذَاتِہٖ اِلَّا ھُوَ امام نووی کے فتاویٰ میں ہے مَسْئَلَۃٌ مَا مَعْنٰی قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْبَاہُ ذٰلِکَ مع انہ قد علم علم ما فی غد من معجزات النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام و فی کرامات الاولیاء رضی اللہ عنہم الجواب معناہ لا یعلم ذلک استقلالا واما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالا اور امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ کے فتاویٰ حدیثیہ میں ہے معناھا لا یعلم ذلک استقلالا لاعلم احاطۃ بکل المعلومات الا اللہ تعالیٰ واما المعجزات والکرامات فباعلام اللہ تعالیٰ لھم حصلت وکذا ما علم باجراء العادۃ۔ شرح شفا خفاجی میں ہے ھذا لاینافی الایات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ تعالیٰ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر محقق بقولہ فلا یظھر علے غیبہ احدا۔

ان عبارات سے خوب واضح ہوگیا کہ آیۂ شریفہ مسطورہ بالا میں علم بذاتہ ومن ذاتہ کی نفی کی ہے اور جو تعلیم الٰہی سے ہو اس کی نفی نہیں۔ بلکہ ایسا علم انبیاء و اولیاءً کو حاصل ہے۔ اور پچھلی عبارت نے تو فیصلہ کر دیا کہ جتنی آیتوں میں غیب کی نفی ہے

Marfat.com

اُن کا یہی مطلب ہے کہ غیب بے واسطہ سوائے خداوند کریم کے اور کسی کے لئے نہیں لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی بیشک انبیاء اور اولیاء کے لئے ثابت ہے چنانچہ آیۂ کریمہ فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضٰی من رسول سے ظاہر ہے۔ حق تو بحمد اللہ تعالیٰ واضح ہے مگر منکر متعصب کی چشم بصیرت وا نہیں۔

قولہ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ بیشک اللہ جو ہے اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے لڑکا لڑکی پورا ناقص اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کیا کمائی کرے گا کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی سب جانتا ہے۔ خبردار

اقول۔ یہ آیۂ شریفہ منکرین کی بڑی دستاویز ہے کہ اس کو ہمیشہ بے سمجھے پڑھ دیا کرتے ہیں۔ اُن کے خیال میں یہ ہے کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم جمیع اشیاء نہ ہونے پر نص ہے۔ فقیر جیسا کہ بارہا کہہ چکا ہے کہ قرآن شریف میں اور نیز احادیث میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں اُن سے نفی اس علم کی مقصود ہے کہ جس پر دلیل نہیں۔ اور جو حق سبحانہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمائے ہیں ان کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کا یہ مطلب ہے کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم خداوند عالم جلشانہٗ کے بتانے پر بھی نہیں، نعوذ باللہ یہ کوئی ہرگز نہیں کہہ سکتا۔ بیشک اس نے جسکو تعلیم فرمایا اس کے سامنے جمیع اشیاء ظاہر ہیں۔ ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الٰہی کسی کو نہیں تو مسلم۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بے دینی ہے اور اگر یہ منشاء ہے کہ اللہ جلشانہٗ نے کسی کو اِن اشیاء کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وقتِ قیامِ قیامت دریافت

Marfat.com

کیا تو آنحضرت سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فرما کر یہی آیۂ شریفہ جو جناب مخالف نے نقل کی تلاوت فرمائی۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ تحریر فرمایا مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ہیچکس اینہارا نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔ اب ایک فارسی داں بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس کو جناب حق سبحانہٗ تعالیٰ نے یہ علم تعلیم فرما دیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اسی شخص سے ہے جو اٹکل سے ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔

علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدۂ بُردہ صلا میں فرماتے ہیں وَلَمْ يَخْرُجْ صَلَّى اللّٰهُ (تَعَالٰى) عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ اَعْلَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْخَمْسَةِ۔ کتاب ابریز ص۱۵۸ میں ہے قُلْتُ لِلشَّيْخِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاِنَّ عُلَمَاءَ الظَّاهِرِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَغَيْرِهِمْ اِخْتَلَفُوْا فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الْمَذْكُوْرَاتِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الْاٰيَةِ فَقَالَ كَيْفَ يَخْفٰى اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ یعنی میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ وارد ہوئی تو شیخ رحمۃ اللہ نے جواب دیا کہ اِن پانچوں کا علم حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ اک صاحب تصرف اُمتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں۔ اس عبارت نے واضح کر دیا کہ حضور اور حضور کے خُدّام ان پانچوں کے عالم ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لیجانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا۔ چونکہ اب اختصار پر نظر ہے اس لئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کرکے مزید اطمینان کے لئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے۔ ان

Marfat.com

پانچوں میں سے ہر ایک کا علم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو اکثر حضرت نے سُنائی ہیں۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ کے ص۳۸۹ پر آیۂ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ ایان مرسٰها کے تحت میں ہے قد ذهب بعض المشائخ الی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم کان یعرف وقت الساعة باعلام اللہ تعالیٰ وهو لا ینافی الحصر فی الایة کما لا یخفی۔ فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے ص۱ میں ہے فان قیل قوله صلی اللہ علیه وسلم بعثت انا والساعة کهاتین یدل علی ان عنده منها علما والایات تقتضی ان اللہ تعالیٰ متفرد بعلمها فالجواب کما قال الحلیمی ان معناه انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر وانما تلینی القیامة والحق کما قال جمع ان اللہ سبحانه وتعالیٰ لم یقبض نبینا علیه الصلوٰة والسلام حتی اطلعه علی کل ما ابهمه عنه الا انه امره بکتم بعض والاعلام ببعض۔

ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت بتعلیم الٰہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم دیکر اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا۔ اور بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور مینہ کے بارے میں بھی آیت کے یہ معنی نہیں کہ بتعلیم الٰہی بھی کوئی مینہ برسنے کا وقت نہیں جان سکتا۔

مشکوٰۃ شریف ص۴۷۳ میں ایک طویل حدیث ترمذی کی نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی الساعۃ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منه بیت مدر ولا وبر۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا۔ الخ

اور اسی مشکوٰۃ شریف کے ص۴۸۱ باب لا تقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الناس میں

Marfat.com

عبداللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس - اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مرجائیں گے تو اللہ تبارک وتعالیٰ مینہ کو بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اُگیں گے۔ اب خوب ثابت ہوگیا کہ سرور اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سُنائی۔ اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال پہلے۔ اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آپکی بدولت یہ دولت آپکے خادموں کو بھی میسر ہے - چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیتِ شریفہ کے تحت میں فرمایا ہے ولکن کثیرا ماسمعت من الاولیاء یقول یمطر السماء غدا اولیلا فیمطر کما قال کما سمعنا ان یحیٰی بن معاذ کان علی راس قبر ولی وقت دفنہ وقال لعامۃ من حضروا ان ھذا الرجل من اولیاء اللہ الٰھی انکنت صادقا فانزل علینا المطر قال الراوی فنظرت الی السماء ومارایت فیھا راحۃ سحاب فانشاء اللہ سبحانہ سحابۃ مثل ترس فمطرت فرجعنا مبتلین۔

خلاصہ یہ کہ میں نے اولیاء سے یہ بہت سُنا ہے کہ کل کو مینہ برسے یا رات کو پس برستا ہے یعنی اُسی روز کہ جس روز کی انہوں نے خبر دی ہے۔ اور ہم نے سُنا ہے کہ یحییٰ بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا یہ شخص یعنی جو دفن کئے گئے ہیں ولی ہیں اور یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسادے راوی نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کا پتہ نہ تھا۔ پس اللہ نے بادل پیدا کرکے مینہ برسایا کہ ہم لوٹ کر بھیگے ہوئے آئے۔

(۳) اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہ واصحبہ وسلم نے ما فی الارحام کی بھی خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے کے بتادیا کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی - چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر جو آنحضرت نے سُنائی ہے اور صحیح حدیثوں میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر ہے صاف بتارہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اسوقت سے ہے کہ جب نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔ ایسے ہی حضور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین علی جدہ وعلیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبر دی - چنانچہ مشکوٰۃ شریف

Marfat.com

کے صفحہ ۵۷۲ باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل وارد ہے کہ ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا۔ عرض کیا کہ وہ بہت سخت ہے۔ فرمایا کیا ہے عرض کیا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ٹکڑا حضور کے جسم کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں تلد فَاطِمَةُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حَجْرِكِ۔

ذرا تفسیر عرائس البیان میں وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ کے تحت صفحہ ۱۴۵ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں وسمعت ایضا من بعض اولیاء اللہ انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر وانثی ورائیت بعینی ما اخبر۔ حاصل یہ کہ میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے ما فی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا

ذرا بستان المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی ملاحظہ ہو کہ وہ صفحہ ۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔ نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزندنمی زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندی می خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پرکند۔ یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی۔ ایک روز رنجیدہ ہوکر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے۔ شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا کہ جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی۔ چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔

اب ذرا انصاف فرمائیے کہ ایک ولی کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا اور اس کا عالم ہونا بھی معلوم۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے صاحبو للہ انصاف اور اسی طرح کل کی بات کا جاننا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان صفحہ ۱۴۹ جلد ۲ میں یوں مسطور ہے بِمَا سَمِعْتُ وَاقِعَةً عَنْ مِنْهُمْ قَبْلَ النَّبِيِّ یعنی میں نے اولیاء سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اس دن کے سنا ہے اور رسول اکرم

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبریں دیدیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۳ باب معجزات میں بروایت عمرو بن اخطب انصاری مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام ہوکر نماز فجر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر ظہر تک خطبہ کیا پھر اُتر کر نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھکر عصر تک خطبہ کیا۔ پھر اُتر کر نماز پڑھی۔ پھر منبر پر چڑھکر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہے اسکی خبر دیدی۔ پس ہم میں وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ الفاظ حدیث کے یہ ہیں صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتّٰی حضرت الظهر فنزل فصلّٰی ثم صعد المنبر فخطبنا حتّٰی حضرت العصر ثم نزل فصلّٰی ثم صعد المنبر حتّٰی غربت الشمس فاخبرنا بما هو كائن الی یوم القیمة قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم۔

دو چار باتیں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے فلاں کی خبر دی جب انہوں نے قیامت تک کے احوال بتادئے تو کہاں تک گنے جاویں۔ لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک اور حدیث جس میں صاف لفظ غد موجود ہے نقل کیجاتی ہے تاکہ پھر کسی طور پر انکار کی مجال نہ ہو۔ وہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم خیبر میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کریگا[۱] اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔ چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ بروایت سہل ابن سعد سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۶۳ باب مناقب علی بن ابی طالب میں موجود ہیں یہ ہیں قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة غدا رجلا یفتح الله علی یدیه یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله۔ اور یہیں مخالفین کے اس شبہ کا بھی جواب سن لینا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے آباء مقتولین یوم بغاث کا مرثیہ گانے میں وفینا نبیٌّ یعلم ما فی غد

[۱] چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث میں موجود ہے ۱۲

Marfat.com

کہدیا تھا یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاؤ۔ یہ بھی وہابیوں کا ایک بڑا اعتراض ہے اسکو اُن کے مرشد نے تقویۃ الایمان میں بھی لکھا ہے۔ اور مولوی غلام محمد راندھیری نے غیبی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا ہے۔ ہرچند کہ اوپر کی منقولہ عبارات سے منصف مزاج آدمی دریافت کرسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مافی غد بتادیا اور آپ کو اس کا علم تھا۔ پھر یہ اعتراض قابل جواب نہیں۔ مگر وثوق کیلئے مرقاۃ المفاتیح سے اس کی شرح بھی نقل کی جاتی ہے۔ وانما منع القائلۃ بقولہا وفینا نبی الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لایعلم الغیب الا اللہ و انما یعلم الرسول من الغیب ما اعلمہ اولکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ القتلی لعلو منصبہ عن ذالک اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اسواسطے منع کردیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کردی تھی درآں حالیکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بہ تعلیم الٰہی جانتے ہیں یا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کو مکروہ جانا کہ دف بجاتے ہیں آپ کا ذکر کیا جائے یا مقتولین کا مرثیہ گاتے ہیں آپ کی ثنا کی جائے۔ اسلئے کہ یہ آپ کے علوئے منصب کے خلاف ہے رہی یہ بات کہ کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مرے گا۔ اسکے متعلق بھی تفسیر عرائس البیان میں ملاحظہ کیجئے۔ وربما قالوا انی اموت بموضع کذا ومنہم ابوغریب الاصفہانی قدس اللہ روحہ مرض فی شیراز فی زمان الشیخ ابی عبداللہ بن حنیف قدس روحہ وقال اذامت فی شیراز فلا تدفنونی الا فی مقابر الیہود فانی سالت اللہ ان اموت فی طرطوس فبرأ ومضی الی طرطوس ومات بہا رحمۃ اللہ علیہ۔ حاصل یہ کہ اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مرونگا اور انہی میں سے ابوغریب اصفہانی رحمہ اللہ بھی ہیں کہ وہ بھی شیراز میں ابوعبداللہ بن حنیف رحمہ اللہ کے زمانہ میں مریض ہوکر کہنے لگے کہ اگر میں شیراز میں مروں تو مجھ کو مقابر یہود میں دفن کر

ف یعنی انھیں یقین تھا کہ ہمیں طرطوس جاکر موت آئے گی جبھی تو دعوے سے فرمادیا کہ اگر میں شیراز میں مرجاؤں تو مجھے یہودیوں کے گورستان میں دفن کرنا یعنی مجھے شیراز میں ہرگز موت نہ آئے گی ۱۲ منہ

Marfat.com

میں نے اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں۔ پس وہ اچھے ہو گئے اور طرطوس جاکر وفات پائی۔ کیا اب بھی کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بعطائے الٰہی حاصل نہ تھا۔ اب تو آپ کے امتیوں کے لئے بھی ثابت ہو گیا۔ خود ہمارے حضرت نے اپنی وفات کی جگہ بتا دی۔ چنانچہ معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود ان کے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لائے۔ اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔ یہ کلمۂ جانگزا سنکر معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فراق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے بے قرار ہو کر رونے لگے مشکوٰۃ شریف میں ہے وعن معاذ بن جبل قال لما بعثه رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الی الیمن خرج معه رسولُ الله صلى الله عليه وسلم یوصیه ومعاذٌ راکبٌ و رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم یمشی تحت راحلته فلما فرغ قال یا معاذُ اِنّکَ عسیٰ ان لا تلقانی بعد عامی هٰذا ولعلك ان تمر بمسجدی هٰذا و قبری فبکی معاذٌ جشعًا لفراق رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ان مضامین کو ثابت کرتی ہیں جن کے نقل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ اولیاء کے احوال بھی بکثرت ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو یہ علوم عطا فرمائے ہیں۔ شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال ص۲۲ میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں لکھتے ہیں قَالَ الْمُزَنِي دَخَلْتُ عَلَى الشَّافِعِيِ فِي عِلَّتِهِ الَّتِي مَاتَ فِيْهَا فَقُلْتُ كَيْفَ اَصْبَحْتَ قَالَ اَصْبَحْتُ مِنَ الدُّنْيَا رَاحِلًا وَلِاِخْوَانِي مُفَارِقًا وَلِكَاْسِ الْمَنِيَّةِ شَارِبًا وَبِسُوْءِ اَعْمَالِي مُلَاقِيًا وَعَلَى اللّٰهِ وَارِدًا الخ

یعنی مزنی نے کہا کہ جس مرض میں امام شافعی رحمہ اللہ نے وفات پائی اسمیں میں انکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ نے کس حال میں صبح کی۔ فرمایا اس حال میں کہ میں دنیا سے سفر

Marfat.com

کرنے والا ہوں۔ اپنے بھائیوں سے جدا ہونیوالا ہوں۔ موت کا جام پینے والا ہوں۔ اپنے برے اعمال سے ملنے والا ہوں۔ اللہ پر وارد ہونے والا ہوں۔

کہئے صاحب یہاں تو امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی خبر دی۔ اور آپ کو ابھی سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم میں بھی شبہ ہے۔ اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس آیت سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے۔ اور اسی مضمون کے قریب قریب ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا جاتا ہے یہ ہے وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی۔ اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت میں مسطور ہے قال الجریری لا یعلمها الا ھو ومن یطلعه علیها من صفی وخلیل وحبیب وولی یعنی جریری نے کہا کہ مفاتح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہو یا خلیل یا حبیب یا ولی۔ اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقوله لا یعلمها الا ھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظهاره تعالیٰ ذلك لهم یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔

اب خیال فرمائیے کہ کیا اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ اللہ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اظہار کے بعد اسکے اولیاء واصفیاء تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔

الباب الثانی

ہر چند کہ گذشتہ تحریر علم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وسعت ثابت کرنے میں کافی ہے اور غور کرنے والے کو اس میں محل انکار نہیں۔ لیکن وہابیہ کی عادت ہے کہ وہ

Marfat.com

لوگوں کو جھوٹے جھوٹے نئے نئے شبہے بتلاتے رہتے ہیں۔ اسلئے اس باب میں اُن کے شبہات کے مختصر جوابات لکھے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو آگاہی ہو اور وہابیہ کے اعتقادات سے بچیں۔

شبہ اول:۔ قرآن شریف کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب نہ تھا۔ چنانچہ قُلْ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ (کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔۱۲)

دوسری آیۃ لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر (اگر میں غیب جانتا ہوتا تو خیر زیادہ جمع کرلیتا۔۱۲) اسپر وال ہے۔

جواب۔ ان آیتوں سے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم نہ ہونے پر دلیل لانا خود قرآن سے جاہل ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں تواضع ہے۔ جمل حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ میں تفسیر خازن سے نقل کیا ہے فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذلك وهو من اعظم معجزاته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکیف الجمع بینه وبین قوله ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قاله علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیه ویقدره لی ویحتمل ان یکون قال ذلك قبل أن یطلعه اللہ عزوجل علی علم الغیب۔

اس عبارت کا حاصل مضمون یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے پھر آیۃ ولوکنت اعلم الغیب الخ کے کیا معنی ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی

Marfat.com

اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے اور اسکے مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لوکنت الآیۃ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرضیکہ یہ آیات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ وسلم کے غیب نہ جاننے پر دلیل نہیں یا آیاتِ مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اور بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں۔ ہمارے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو بتعلیم الٰہی ہے۔ چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں ہے ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ بالاستقلال کوئی غیب کا عالم نہیں سوائے خدا تعالیٰ کے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں وقولہ لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی آیہ لوکنت الخ میں اُس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو۔ لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظھر۔ یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ آیہ شریفہ میں لفظ لوکنت اعلم اور لاستکثرت اور ما مسنی سب صیغے ماضی کے ہیں جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتے ہیں۔ آیت شریفہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گذشتہ میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھ کو بُرائی نہ پہنچتی۔ اگر جملہ عبارات مسطورۂ بالا سے قطع نظر کر کے حسب مدعائے مخالف یہ فرض کر لیا جائے کہ اس آیہ شریفہ سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو بھی ہمیں کچھ مضر نہیں اسلئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گذشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے اور اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور برائی مجھے نہ پہنچتی۔ اس آیت میں اس امر پہ دلالت نہیں کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے اس کا علم نہ ہوگا۔ پس اگر آیت میں بیان ہے تو اسوقت کا بیان ہے کہ جسوقت

Marfat.com

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب پر اطلاع نہ دی گئی تھی نہ اس کے بعد کا جیسا کہ اوپر حاشیہ جمل کی عبارت سے واضح ہو چکا۔

شُبہ دوم۔ قرآن شریف میں ہے وَمِنْہُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَیْکَ وَمِنْہُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْکَ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعضے انبیار کا قصہ بیان نہیں کیا پھر وہ تمام چیزوں کے عالم کیونکر ہوئے؟

جوابؔ۔ آیہ شریفہ کی مُراد ہے کہ ہم نے بواسطۂ وحی جلی کے قصہ بیان نہیں کیا یہ علم نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ اسلئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بواسطہ وحی خفی کے اس پر مطلع فرمایا ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۸۵ میں فرماتے ہیں هٰذا الاينافی قوله تعالیٰ (ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك) لان المنفی هو التفصيل والثابت هو الاجمال او النفی مقيد بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی۔ ہمارے حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلےٰ آلہ واصحبہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں۔ پس ہمارے حضرت کا انبیار کی تعداد بتانا آیت کے منافی نہیں اس لئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے۔ یا آیت کی نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت وحی خفی سے متعلق ہے۔

شُبہ سوم۔ کلام اللہ میں ہے لَا تَعْلَمُہُمْ نَحْنُ نَعْلَمُہُمْ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو منافقین کے حال کی خبر نہیں۔

جوابؔ۔ اوّل تو اس آیت سے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو بتعلیم الٰہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے۔

Marfat.com

چنانچہ بیضاوی میں ہے خَفِیَ عَلَیْکَ حَالُھُمْ مَعَ کَمَالِ فِطْنَتِکَ وَصِدْقِ فِرَاسَتِکَ مگر حضرت بتعلیم الٰہی ضرور جانتے ہیں۔ چنانچہ جمل جلد ۴ صفحہ ۱۷۰ میں ہے مَعْنَی الْاٰیَۃِ وَاِنَّکَ یَا مُحَمَّدُ لَتَعْرِفَنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِیْمَا یَعْرِضُوْنَ بِہٖ مِنَ الْقَوْلِ مِنْ تَھْجِیْنِ اَمْرِکَ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَتَقْبِیْحِہٖ وَالْاِسْتِھْزَاءِ بِہٖ فَکَانَ بَعْدَ ھٰذَا لَا یَتَکَلَّمُ مُنَافِقٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا عَرَفَہٗ بِقَوْلِہٖ وَیَسْتَدِلُّ بِفَحْوٰی کَلَامِہٖ عَلٰی فَسَادِ بَاطِنِہٖ وَنِفَاقِہٖ۔ دوم یہ کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی اسکے بعد علم عطا فرمایا چنانچہ اسی جمل میں تحت آیۃ لاتعلمھم کے مسطور ہے فَاِنْ قُلْتَ کَیْفَ نَفٰی عَنْہُ عِلْمَہٗ بِحَالِ الْمُنَافِقِیْنَ وَاَثْبَتَہٗ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَتَعْرِفَنَّھُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ فَالْجَوَابُ اَنَّ اٰیَۃَ النَّفْیِ نَزَلَتْ قَبْلَ اٰیَۃِ الْاِثْبَاتِ فَلَا تَنَافِیْ کَرْخِی۔ پس اب ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منافقین کے حال کے بھی عالم ہیں۔

شبہ چہارم۔ ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ مخالفین کی خوش فہمیوں نے انھیں اس امر پر آمادہ کردیا کہ وہ کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔

جوابؔ۔ سبحان اللہ جانب مخالف کس درجہ عقیل ہیں بھلا یہ آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سے رُوح کی نسبت سوال کرتے ہیں تم کہدو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے) اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو اس کا علم نہ تھا۔ اب محققین کا فیصلہ اس امر میں کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں وَلَا تَظُنَّ اَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ مَکْشُوْفًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مَنْ لَمْ یَعْرِفِ الرُّوْحَ فَکَاَنَّہٗ لَمْ یَعْرِفْ نَفْسَہٗ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْ نَفْسَہٗ فَکَیْفَ یَعْرِفُ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَلَا یَبْعُدُ اَنْ یَکُوْنَ ذٰلِکَ مَکْشُوْفًا لِبَعْضِ الْاَوْلِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ یعنی گمان نہ کر کہ رسولِ خدا

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا اسلئے کہ جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا اور جو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کو کیونکر پہچان سکتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں فرماتے ہیں چہ گونہ جرأت کند مومن عارف کہ نفی علم بحقیقت روح از سیدالمرسلین و امام العارفین صلے اللہ علیہ وسلم کند دادہ است اورا حق سبحانہ تعالیٰ علم ذات و صفاتِ خود و فتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین و آخرین روح انسانی چہ باشد کہ در جنب جامعیت دے قطرہ ایست از دریا و ذرہ ایست از بیدار۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ روح کا علم حضرت کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہے اور حق تعالیٰ نے حضرت کو مرحمت فرمایا۔

شبہ پنجم۔ کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی۔ حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا۔ جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی۔ اگر آگے سے معلوم ہوتا تو کیوں غم ہوتا (از نصیحۃ المسلمین خرم علی بلہوری)

جواب۔ سرمایۂ ناز مخالفین کا یہی شبہ ہے جو ہر چھوٹے بڑے کو یاد کرا دیا گیا ہے اور اس بے باکی سے زبان پر آتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ پھر اگر انصاف سے غور فرمائیے تو کھل جائے کہ بجز ابلہ فریبی کے اور کچھ نہیں۔ اللہ ہوش درست نصیب فرمائے تو سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں ہے کہ بدنامی ہر شخص کو غم کا باعث ہوتی ہے اور پھر جھوٹی بدنامی۔ اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً جانیں کہ جو ہمکو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے تو کیا حیاداروں کو رنج نہ ہوگا اور جو ہوگا تو وہ انکی بدگمانی کی دلیل ہو جائے گا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حضرت سراپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی، پھر غم کیوں تھا۔ صرف اسوجہ سے کہ کافروں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہوگئی تھی۔ یہ وجہ غم کی تھی نہ اصل

Marfat.com

واقعہ کی ناواقفیت جیسا کہ سفہار زمانہ کا خیال ہے۔

تفسیر کبیر جلد ۶ مطبوعہ مصر میں ہے فَاِنْ قِیْلَ کَیْفَ جَازَ اَنْ تَکُوْنَ اِمْرَأَۃُ النَّبِیِّ کَافِرَۃً کَامْرَأَۃِ نُوْحٍ وَلُوْطٍ وَلَمْ یَجُزْ اَنْ تَکُوْنَ فَاجِرَۃً وَاَیْضًا فَلَوْ لَمْ یَجُزْ ذٰلِکَ لَکَانَ الرَّسُوْلُ اَعْرَفَ النَّاسِ بِامْتِنَاعِہٖ وَلَوْ عَرَفَ ذٰلِکَ لَمَا ضَاقَ قَلْبُہٗ وَلَمَا سَاَلَ عَائِشَۃَ کَیْفِیَّۃَ الْوَاقِعَۃِ قُلْنَا اَلْجَوَابُ عَنِ الْاَوَّلِ اَنَّ الْکُفْرَ لَیْسَ مِنَ الْمُنَفِّرَاتِ اَمَّا کَوْنُہَا فَاجِرَۃً فَمِنَ الْمُنَفِّرَاتِ وَالْجَوَابُ عَنِ الثَّانِیْ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَثِیْرًا مَا کَانَ یَضِیْقُ قَلْبُہٗ مِنْ اَقْوَالِ الْکُفَّارِ مَعَ عِلْمِہٖ بِفَسَادِ تِلْکَ الْاَقْوَالِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ فَکَانَ ھٰذَا مِنْ ھٰذَا الْبَابِ۔

لہ پس اگر کہا جائے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ انبیاء (علیہم السلام) کی بیبیاں کافر تو ہوں جیسے کہ حضرت لوط اور نوح علیہم السلام کی مگر فاجر اور بدکار نہ ہوں اور اگر ممکن نہ ہوتا کہ انبیاء (علیہم السلام) کی بیبیاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیبیاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو حضور تنگدل نہ ہوتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے۔ تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت دینے والی چیز نہیں ہے مگر بی بی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانے والی چیز ہے۔ لہٰذا ممکن نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی بیبیاں فاجرہ (بدکار) ہوں۔ دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہوجایا کرتے تھے۔ باوجودیکہ حضور کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا لقد نعلم انك یضیق صدرك بما یقولون۔ یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ انکی بے ہودہ باتوں سے تنگ دل ہوتے ہیں۔ تو یہ واقعہ بھی ایسا ہے یعنی حضور کا تنگدل ہونا محض کفار کی بے ہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی بے ہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا ۱۲ منہ

جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ دل ہوتے تھے جسکو خود حق سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے ولقد نعلم انك یضیق الآیۃ اور ان مفسدوں کے

Marfat.com

اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔ صاحب تفسیر کبیر کی یہ تقریر نہایت ہی معقول ہے۔ ہر وہ شخص جسکو لوگ زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اسکے اقارب باوجود اسکی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم اور پریشان ہونگے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا۔ مگر مخالفِ عنید یا بدبخت پلید نہیں مانے گا جب تک دو الزام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا اور ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعًا ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقوے اور متعین کے منافق ہونیکی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی چاہیئے تو تھا گمانِ نیک اور کی بدگمانی معاذ اللہ۔

تفسیر کبیر[۱] جلد ۶ میں ہے۔ وَثَانِيهَا اَنَّ الْمَعْرُوْفَ مِنْ حَالِ عَائِشَةَ قَبْلَ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ اِنَّمَا هُوَ الصَّوْنُ وَالْبُعْدُ عَنْ مُقَدِّمَاتِ الْفُجُوْرِ وَمَنْ كَانَ كَذٰلِكَ كَانَ اللَّائِقُ اِحْسَانَ الظَّنِّ بِهٖ وَثَالِثُهَا اَنَّ الْقَاذِفِيْنَ كَانُوْا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَتْبَاعِهِمْ وَقَدْ عُرِفَ اَنَّ كَلَامَ الْعَدُوِّ الْمُفْتَرِيْ ضَرْبٌ مِّنَ الْهَذَيَانِ فَلِمَجْمُوْعِ هٰذِهِ الْقَرَائِنِ كَانَ ذٰلِكَ الْقَوْلُ مَعْلُوْمَ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْيِ۔

---

[۱] یعنی دوم یہ کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ مقربات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو ایسا ہو اسکے ساتھ نیک گمان کرنا چاہیئے سوم یہ کہ تہمت لگانے والے منافق اور ان کے اتباع تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری دشمن کی بات ایک ہذیان ہے۔ پس بنا بران جمیع قرائن کے یہ قول بدتر از بول جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا ۱۲ منہ

اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہے کہ اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بے حیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں۔ پھر حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کا خود فیصلہ نہیں کر لیتا۔ دوسرے وحی

Marfat.com

کا انتظار کہ فضیلت اور براۃ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قرآن پاک سے ثابت ہوتا کہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کالعدم ہو کر مسرت تازہ حاصل ہو۔

مگر اب ہم ایک ایسی مضبوط دلیل لائیں جس کے بعد مجالِ گفتگو نہ ہو۔

حدیث افک جو بخاری کی کتاب الشہادات تعدیل النساء بعضھن عن بعض میں ہے اسمیں ہے فقال رسول صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ یَعْذِرُنِی مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِیْ اَذَاهُ فِیْ اَهْلِیْ فَوَاللهِ مَاعَلِمْتُ عَلٰی اَهْلِیْ اِلَّا خَیْرًا وَقَدْ ذَکَرُوْا رَجُلًا مَاعَلِمْتُ عَلَیْهِ اِلَّا خَیْرًا ۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکی پر یقین تھا اور کفار کی تہمت سے شبہ تک نہیں ہوا۔ اسی واسطے آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اپنی اہل پر خیر کا یقین ہے۔ اب بھی اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدانِ حشر میں انشاء اللہ اُس بیباک کو ضرور اس بیباکی کی سزا ملے گی کہ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمادیا کہ میں خیر جانتا ہوں۔ یہ دشمن دین اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے معاذ اللہ۔ مؤمن کامل کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا اسلئے کہ آپ معصوم ہیں یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یا کسی پر بدگمانی کریں مگر اب تو معاند کے لئے بھی بحمد اللہ تعالیٰ حدیث و تفسیر سے ثابت ہوا کہ حضرت کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپکے پرتو فیض سے جو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینوں میں جلوے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے۔ اس مختصر میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں۔ اور حضرت سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا بھی انکی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہوسکتا بلکہ حالتِ غم کا منشا ہے اتفاقی ہے۔ اور اگر خدا حق بین آنکھ عطا فرمائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ

Marfat.com

بھید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لئے راحت بے نہایت ہوں۔ انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا وحی دیر میں آئی اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا اور امتحان بھی ہوگیا کہ کیسی صابرہ ہیں۔ ادھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا۔ واقعہ سامنے کر دیا۔ جملہ حالات حق سبحانہٗ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دئے۔ ادھر کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی۔ اب دیکھنا ہے کہ محبوب رب اپنی محبوبہ یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ جلشانہٗ تعالیٰ پر معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل کے ہے یا کفار کے طعن سے بیقرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں شاید تھوڑی دیر صبر ہونا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں اس واسطے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی۔ کہ اسمیں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں انکی تسکین فرماتے ہیں یا وحی کلام محبوبِ حقیقی میں دیر ہونے سے بیقرار ہوئے جاتے ہیں۔ اگر حضرت کے معاملہ ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر ناکافی ہیں۔ اسلئے اس مختصر میں اسی پر اکتفا کیا۔ سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو براءت صدیقہ کا یقین ہونا ثابت ہوا مگر ان حضرات کا مرتبہ دریافت کیجئے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو بدگمانیاں کیں ایک یہ کہ ان کو حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی۔ اور ایک یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم نہ تھا۔ عینی شرح بخاری جلد ۵ صفحہ ۳۸۴ میں ہے فِی التَّلْوِیْحِ ظَنَّ السُّوْءِ بِالْاَنْبِیَاءِ کُفْرٌ یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے تو جس نے دو بدگمانیاں کیں اس کا کیا حال ہوگا۔ چاہئے کہ وہ توبہ کرے۔

شبہ ششم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا کسی علم کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر اس آیت میں ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ تو وہ شخص بڑا جھوٹا ہے چنانچہ وہ حدیث یہ ہے عن مسروق قال قالت عائشۃ

Marfat.com

من اخبرك ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ او کتم شیئا مما امربہ او یعلم الخمس التی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث فقد اعظم الفریۃ رواہ الترمذی۔

جواب۔ اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین باتیں فرمائیں، ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا یہ بات ہرگز قابلِ قبول نہیں۔ یہ صرف رائے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جو اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نہیں مانی نہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی حدیث مرفوع ذکر کی بلکہ صحابۂ کرام نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مخالف وقوع رویت کا اثبات کیا اور ابتک جمہور علمائے اسلام اس کو مانتے چلے آتے ہیں۔ چونکہ مبحث سے خارج ہے اسلئے اسکی بحث نہیں کی جاتی۔

دوم یہ کہ آپ نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جن کی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا۔ اور جن کے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپائے۔ انوار التنزیل میں ہے۔ قولہ تعالیٰ بلغ ما انزل الیک المراد تبلیغ مایتعلق بمصالح العباد وقصد بانزالہ اطلاعھم علیہ فان من الاسرار الالٰھیۃ مایحرم افشاءہ روح البیان جلد۳ میں ہے وفی الحدیث سالنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علم الاولین والآخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عھدا علی کتمہ اذ ھو علم لایقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وھی الانس والجن والملک کما فی انسان العیون۔

خلاصہ یہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا میں جواب نہ دے سکا پس

Marfat.com

اس نے اپنا دستِ رحمت وقدرت بے تکیف وتحدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اسکی سردی پائی۔ پس مجھے علم اولین وآخرین کے دیئے اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے۔ ایک علم تو ایسا ہے جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور ایک ایسا علم جسکے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم جس کے سکھانے کا ہر خاص وعام اُمتی کی نسبت حکم فرمایا۔ اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں۔ ہکذا فی مدارج النبوۃ اب حدیث وتفسیر سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہُوا ہے اس کا افشار حرام ہے۔

سوم یہ کہ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بای ارض تموت میں جن پانچ چیزوں کا ذکر ہے انھیں حضرت نہیں جانتے۔ اس سے یہی مراد ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مگر بتعلیم الٰہی جانتے ہیں۔ چنانچہ اس کا بیان گذر چکا مگر یہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے وقولہ ولا یعلمھا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاٰخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذلک لھم ولم یعلم حقائق اقدارھا الا ھو لانہ تعالیٰ عرف قدرہ بالحقیقۃ لاغیر وایضا لایعرف طریق وجدانہا والوسیلۃ الیھا الا ھو بذاتہ تعالیٰ عرف طرقہا لاھلہا قال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول اس سے ظاہر ہے کہ مفاتیح غیب کو نہ جاننا قبل اظہار اللہ جل شانہٗ کے ہے پس روشن ہوگیا کہ نفی علم ذاتی کی ہے۔

علم قیامت شرح مقاصد صفحہ ۲۰۳ جلد ثانی ان الغیب ھھنا لیس علی العموم بل مطلق او معین ھو وقت وقوع القیامۃ بقرینۃ السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسول من الملئکۃ والبشر۔ اس سے ظاہر کہ علم قیامت

Marfat.com

کی اطلاع محال نہیں نہ آیت میں اسکی تعلیم کا انکار بلکہ علم ذاتی کا انکار ہے ھکذا فی التفسیر الکبیر للامام الرازی تحت قولہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔

رہا مینہ برسنے کا علم کہ کب برسے گا تو اس کا ذکر بالتفصیل ماسبق میں گذرا اور کتاب الابریز میں اس شبہ کے جواب میں لکھتے ہیں وکیف یخفی علیہ ذلک والاقطاب السبعۃ من امتہ الشریفۃ یعلمونہا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والاخرین الذی ھو سبب کل شئ ومنہ کل شئ انتھی۔ یعنی علم قیامت سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکر مخفی رہ سکتا ہے جبکہ آپ کی اُمت شریفہ کے ساتوں قطب اسکے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے پھر وہ کس طرح اسکے عالم نہ ہونگے۔ اور سید الاولین و آخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کے تو نیازمند بھی اس کے عالم ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔

علم ما فی الارحام۔ اگر یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کسی کو معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی جب تو کچھ کلام ہی نہیں۔ اور واقعی آیتِ شریفہ کا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مطلب ہے لیکن اگر حسبِ فہم منکرینِ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ مراد ہو کہ بتعلیم الٰہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جلشانہ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط۔ کثرت سے احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادۂ پیدائش اسکی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت کی شکل میں رہتا ہے پھر اللہ جل شانہ فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کرے گا اور اسکی کتنی عمر ہے اور شقی ہے یا سعید۔ چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

Marfat.com

صـ ۲۰ پر موجود ہیں یہ ہیں ثُمَّ يَبْعَثُ اللهُ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَاَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ اس سے ثابت کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور عمل کیا کریگا۔ کل تو درکنار تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے۔ طرفہ تر یہ کہ خود حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انھیں بتادیا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں اور میں ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں۔ چنانچہ تاریخ الخلفاء کے صلا میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں واخرج مالك عن عائشة ان ابا بكر نحلها جد عشرين وسقا من ماله بالغابة فلما حضرته الوفاة قال يا بنية والله ما من الناس احد احب إلى غنى منك ولا اعز عَلَيَّ فقرًا بعدى منك وانى كنت نحلتك جداد عشرين وسقا فلو كنت جددته واحترته كان لك وانما هو اليوم مال وارث وانما هو اخوك واختاك فاقسموه على كتاب الله فقالت يا ابت لو كان كذا وكذا لتركته انما هى اسماء فمن الاخرى قال ذو بطن ابنة خارجة اراها جارية واخرجه ابن سعد وقال فى آخره قال ذات بطن ابنة خارجة قد القى فى روعى انها جارية فاستوصى بها خيرا فولدت ام كلثوم۔

علامہ کمال الدین دمیری حیوٰۃ الحیوان میں بیان فرماتے ہیں۔ وعن ابى لهيعة عن ابى الاسود عن عروة قال لقى رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا من البادية وهو متوجه الى بدر لقيه بالروحاء فسئله القوم عن الناس فلم يجد واعنده خبرا فقالوا له سلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال افيكم رسول الله فقالوا نعم فجاء وسلم عليه ثم قال ان كنت رسول الله فاخبرنى عما فى بطن ناقتى هذه فقال له سلمة بن سلامة بن وقش وكان غلاما حدثا لا تسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم واقبل عَلَيَّ فانا اخبرك عن ذلك نزوت عليها ففى بطنها سخلة

Marfat.com

منك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انحشت الرجل ثم اعرض عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يكلم بكلمة واحدة حتى قفلو واستقبلهم المسلمون بالروحاء يهنونهم فقال سلمة يا رسول الله ما الذي يهنوك والله ان رائنا الا عجائز صلعا كالبدن المعتقلة فنحرنها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لكل قوم فراسة وانما يعرفها الاشراف رواه الحاكم فى المستدرك وقال هذا صحيح مرسل وحكاه ابن هشام فى سيرته

لہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے ان کو ایک درخت کھجور کا دے دیا تھا جس سے بیس وسق کھجوریں حاصل ہوتی تھیں۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار۔ اس درخت سے ابتک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے اور وارث تمہارے صرف دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ اس ترکہ کو موافق حکم شرع کے تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں آپ نے دوسری کونسی بتادی۔ فرمایا حضرت صدیق اکبر نے ایک تو اسماء ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ پس ام کلثوم پیدا ہوئیں ۱۲

ہ خلاصہ یہ کہ ایک اعرابی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے سلمہ نے کہا کہ ایسی بات رسول اللہ سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اسکے پیٹ میں تیری حرکت نالائق کا نتیجہ ہے رسول اللہ نے فرمایا خاموش اور وہ اعرابی حیرت میں رہ گیا ۱۲

اس سے ثابت ہوا کہ حضور کے صحابہ کرام میں سے نو عمر صحابی نے پیٹ کا حال بتادیا اب جو کوئی کہے کہ مافی الارحام کا علم کسی کو تعلیم الٰہی سے بھی نہیں تو وہ بیچارہ ان عبارات مذکورہ کا کیا جواب دے گا۔

علم ما فی غد۔ رسالۂ ہذا میں بہت سی ایسی عبارتیں گذر چکی ہیں جن سے واقعات ما فی غد یعنی کل ہونے والی باتیں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کو معلوم ہونا ثابت ہوتا ہے پھر ملاحظہ ہو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۲ میں ہے قال (عمر) انہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرینا مضارع اھل بدر بالامس یقول ھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ وھذا مصرع فلان غدا انشاء اللہ قال عمرو الذی بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث

خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک سے بتا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مرا پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہوگا۔ دوسرے یہ کہ حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مرے گا یعنی مَا فی غد اور بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم اللہ جل شانہٗ نے مرحمت فرمایا تھا۔ یہ شبہ کہ ان جواری کو جو دف بجا کر گاتے میں یہ کہتی تھیں کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرما دیا اور کہدیا کہ پہلے جو کہتی تھیں کہے جاؤ۔ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو ما فی غد کا علم نہ تھا یا حسب مزعوم مخالفِ عنید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم ما فی غد ثابت کرنا شرک ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن جواری سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے۔ پس جب حضرت نے تجدید اسلام نہ کرائی تو اس سے خود ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں۔ اور اس کا جواب ماسبق میں بوضاحت گذر چکا۔ زرقانی جلد ۶ صہ ۲۲۹ میں حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے ؎

نَبِیٌّ یَرٰی مَا لَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَہٗ ۔۔۔ وَیَتْلُوْ کِتَابَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْھَدٖ

فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَۃَ غَائِبٍ ۔۔۔ فَتَصْدِیْقُھَا فِیْ ضَحْوَۃِ الْیَوْمِ اَوْ غَدٖ

اس کو حضرت حسان سے سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرمانا صحتِ مضمون پر دال ہے۔ علم ما فی غد کا تو اسمیں بھی اثبات ہے جیسا کہ جواری کے کلام میں تھا کہ صاف فرما رہے ہیں فان قال فی یوم الخ یعنی وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اسکی تصدیق کل ہو جائے گی یعنی حضور آج اور کل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے منع نہ فرمایا۔ اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا یا حسبِ مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں سنتے اور منع نہ فرماتے۔ اسکا علم کہ کہاں مرے گا اور کب مرے گا۔

ماثبت بالسنۃ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساٹھویں سال قتل کئے جائیں گے۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل الحسین علی رأس ستین سنۃ من مھاجری رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب سنکر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد ڈھائی برس زندہ رہونگا واخرج ابن سعد عن ابن شہاب قال رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا فقصہا علی ابی بکر فقال رأیت کانی استبقت انا وانت درجۃ فسبقتک بمرقاتین ونصف قال یارسول اللہ یقبضک اللہ الی مغفرۃ ورحمۃ واعیش بعدک سنتین ونصفا۔ از تاریخ الخلفاء ص۷۶ حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریںگے زمین پر۔ پھر نکاح کرینگے اولاد ہوگی پینتالیس۴۵ برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے پس میں اور وہ ایک قبر سے اٹھیں گے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گر پڑے ہیں یہ خواب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہونگے جو تمام زمین والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اے عائشہ یہ تیرے سب چاندوں میں بہتر ہیں۔ یہ حدیث تاریخ الخلفاء

Marfat.com

ص۶ میں ہے اخرج سعید بن منصور عن سعید بن المسیب قال رأت عائشۃ رضی اللہ عنہا کانہ وقع فی بیتہا ثلاثۃ اقمار فقصہا علی ابی بکر وکان من اعبر الناس فقال ان صدقت رؤیاک لیدفنن فی بیتک خیر اهل الارض ثلاثا فلما قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا عائشۃ هذا خیر اقمارک۔

اب جو یہ بات یقینی اور بدیہی ہوگئی کہ امورِ خمسہ مذکورہ آیت ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کا علم بتعلیم الٰہی انبیاء اور صحابہ اور اولیاء کو حاصل ہے تو یہ کہنے والا کہ حضرت کو بتعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا۔ یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل، مخبوط الحواس، دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے کہ اپنی من گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بھول گیا۔ پس اس آیت سے یہ مراد لینے والا کہ امور خمسہ کا علم کسی کو حاصل نہ ذاتاً نہ بواسطہ تعلیم الٰہی آیت کی تفسیر کا بداہۃً خلاف کرتا ہے یہ ضلال ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر جلد۶ مطبوعہ مصریہ (میریہ) ص۳۸ پر ہے واذا کان کذلک مشاهدا محسوسا فالقول بان القرآن تدل علی خلافہ مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل۔

پس یہ کہدینا کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود نہ تعلیم الٰہی سے اور اس کو قرآن سے ثابت کہنا کفر ہے جیسا کہ امام فخر الدین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بننے کے یہ مراد لینا کور باطنی ہے مگر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بے دھڑک لکھدیا کہ علمِ غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں فقط والسلام مورخہ ۲۴ ذی الحجہ بروز جمعہ

رشید احمد ۱۳۰۱

ازفتاوی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۲۳

اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان ص۱۵ میں لکھا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدہ

Marfat.com

سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اور امت کا کوئی عالم نہیں بچتا اور تمام دنیائے اسلام اسمٰعیلی ورشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس شرک کے پڑے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی اور مرتضےٰ حسن چاند پوری بھی پھنس گئے۔ کیونکہ وہ علم غیب کو نبی کے لئے لازم بتاتے ہیں۔ چنانچہ توضیح البیان صلا میں ہے حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔ چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔ الخ

اب مولوی مرتضےٰ حسن اور مولوی اشرف علی تھانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتویٰ سے مشرک ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں۔ الحاصل اگر ان غیوب خمسہ کے باب میں بسط کیا جاوے تو غالبًا دس گیارہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مرتب ہو جائے اسی لئے تطویل سے اعراض کیا۔ اللہ جلشانہٗ اسی مختصر کو باعثِ ہدایتِ مخالفین فرماوے۔

شبہ ہفتم۔ سفر میں حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اُن کا ہار گم ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے۔؟

جواب۔ مخالفین کے دلائل کا دارومدار باطل و غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے کسی آیۃ و حدیث سے جب وہ اپنا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو بمجبوری و ناچاری اپنی غلط رایوں کو بجائے دلیل کے پیش کر دیتے ہیں۔ نہ معلوم انہوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کونسی دلیل قرار دے رکھا ہے۔ دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف زید و عمرو اور ہر ما و شما کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں۔ جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والسلام کا عالم جمیع اشیاء ہونا ثابت ہوا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں ہے۔ اپنے خیالات واہیہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں اُن کا رد کرنے کے لئے پیش کرنا مخالفین ہی کی جرأت ہے۔ اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اول تو اس میں کلام ہے مخالف کو اسپر دلیل لانا تھی۔ کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اسکی ضرورت ہی نہیں جو بات مُنہ میں آئی کہدی، حضور کی جس فضیلت کا چاہا محض بزور زبان انکار کردیا۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدھا امام نووی فرماتے ہیں یحتمل ان یکون فاعل وجدھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اس کے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر نہ بتایا کے کیا معنی۔ اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم۔ یہ کہاں کی منطق ہے۔ اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے۔ کہیں آپ علم الٰہی کا اس قیاس سے انکار نہ کر بیٹھیں کہ کفار نے وقتِ قیامت کا بہتیرا سوال کیا اور ایان یوم القیٰمۃ کہا کئے مگر اللہ سبحانہٗ نے نہ بتایا معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ۔ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اسکے لئے عدم علم ضروری ہو۔ اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ آپ کو تو کیا نظر آئیں گی آنکھ والوں سے پوچھئے۔ شیخ المشائخ قاضی القضاۃ اوحد الحفاظ والرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص۲۱۵ میں فرماتے ہیں واستدل بذلک علی جواز الاقامۃ فی المکان الذی لا ماء فیھا یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہو کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں ٹھہرنے کا جواز معلوم ہوا۔ اگر حضور فورًا ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے۔ معہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اسکو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہئے۔ فتح الباری میں ہے وفیہ اعتناء الامام لحفظ حقوق المسلمین وان قلت اس سے علماء نے کتنے مسائل نکالے کہ دفن میت کے لئے اور اسکے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہیئے۔ فتح الباری میں ہے ویلتحق بتحصیل الضائع

Marfat.com

الاقامة للحقوق المنقطعة ودفن الميت ونحو ذلك من مصالح الرعية
اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا کہ مال کو ضائع نہ کرنا چاہئے وفیہ اشارۃ الی ترک
لضاعۃ المال (فتح الباری) اور یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے پانی
نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے وضو کیا جائے گا کسطرح وضو کیا جائے گا
تو وہ بےچین ہوئے لامحالہ اُن کو سوال کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبر سے سوال کیا اور حضور اقدس
علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جراءت
نہ ہوئی اور کسی نے گوارا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنے
کا کسی کو حق نہیں انما شکوا الی ابی بکر لکون النبی صلے اللہ علیہ وسلم
وکان نائما وکانوا لا یوقظونہ (فتح الباری) حضرت صدیق اکبر نے اسی فکر
میں کہ نماز کسطرح پڑھینگے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوکھ میں (کمر میں) انگلیاں ماریں
یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے مگر حضور اُن کے زانو پر آرام
فرمارہے تھے اسوجہ سے انھیں جنبش نہ ہونے پائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا
ادب اس درجہ ہونا چاہئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز
میں فرق آنے کا اندیشہ ہو۔ فیہ استحباب الصبر لمن نالہ ما یوجب الحرکۃ
ویحصل بہ تشویش النائم (فتح الباری)

فضیلتِ حضرت صدیقہ کا اظہار وفیہ دلیل علےٰ فضل عائشۃ و
ابیھا وتکرار البرکۃ منھا حضرت صدیقہ کی کیسی فضیلت و برکت ظاہر
ہوئی۔ عمرو ابن حارث کی روایت میں وارد ہوا لقد بارك اللہ للناس فیکم۔
ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جناب سید عالم علیہ السلام نے فرمایا ما کان
اعظم برکۃ قلادتك کہ اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے۔ قیامت
تک کے مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالت میں تیمم سے
طہارت حاصل کرتے رہیں گے بخاری میں بروایت عروہ وارد ہے فواللہ ما نزل
بك من امر تکرھینہ الا جعل اللہ ذلک لك وللمسلمین فیہ خیرا

Marfat.com

اُسید ابن حُضیر نے فرمایا کہ اے صدیقہ بخدا آپ پر کوئی امر پیش آتا ہے اور آپ پر گراں گذرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں آپ کے اور مسلمانوں کے لئے بہتری فرماتا ہے۔ اور عبدالرحمٰن ابن قاسم والی روایت میں ہے مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ کہ اے آل ابی بکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے آیتِ تیمم نازل ہونے کے بعد تین مرتبہ فرمایا انك لمباركة اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو۔

اہلِ ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اور پانی نہ ملے تو اُن کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ تیمم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کردے لیکن جہاں آنکھیں بند ہوں اور بصیرت کا نور جا تا رہا ہو، وہاں سوائے اسکے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا ۔

چشم بداندیش کہ برکندہ باد   عیب نماید ہنرش درنظر

خلاصہ یہ کہ مخالفین کا یہ قیاس فاسد باطلِ محض اور سراپا لغو ہے اور انکے مدعائے باطل کو اس سے کوئی تائید نہیں پہونچ سکتی۔

شُبہ ھشتم۔ قاضیخان میں ہے۔ رجل تزوج امرأة بغير شهود فقال الرجل والمرأة خدائے را وپیغمبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب وهو ما كان يعلم الغيب حين كان في الاحياء فكيف بعد الموت۔ (ترجمہ) ایک مرد نے ایک عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا پس مرد اور عورت نے کہا کہ خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم نے گواہ کیا، کہتے ہیں کہ یہ کفر ہو گا۔ اسلئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے۔ پس بعد وفات کے کیونکر جان سکتے ہیں ؟

جوابؔ۔ معترض کا یہ منشاء ہے کہ معتقد علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت کرے مگر ابھی اسکو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضیخاں کی عبارت سے اگر کفر ثابت ہوتا ہے تو معتقد علم غیب نبی بھی (معاذ اللہ) کافر اور تمام

Marfat.com

مخالفین یعنی وہابی بھی، کیونکہ وہ قائل ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت کو بعض غیوب کا علم عطا فرمایا ہے پس بموجب عبارت قاضیخان کے ان کے کفر میں انکی فہم کے بموجب شبہ نہیں۔ آپ یہ کہینگے وہابیوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض غیوب کے علم کا بھی کب اقرار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اعلاء کلمۃ الحق صـ۱ "اور بہت چیزیں اور امور غیب سے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرمائے کہ انکی مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم" اور فیصلہ علم غیب صـ۱۳ میں مولوی ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری کے یہ لفظ مسطور ہیں " بھلا کوئی مسلمان کلمہ گو اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کہلا کر اس بات کے قائل ہونے پر خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور جنوں بلکہ تمام مخلوق کی لعنت ہو" اور منکرین کے اقرار ابتدائے رسالہ میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیوب کا اقرار کر رہے ہیں اور ہم بھی بعض غیوب ہی کا اثبات کر رہے ہیں[ف] (کیونکہ جمیع اشیاء بھی بعض مغیبات ہیں) تو اگر معاذاللہ قاضی خان کی عبارت سے ہم پر الزام آئے گا تو ہمارے مخالفین ضرور کافر ٹھہرینگے ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

اور اگر وہ کافر نہ ٹھہریں تو کیا ہم نے ہی خطا کی ہے۔ اب عبارتِ قاضی خاں پر غور فرمائیے کہ اسمیں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ اور قاضیخان وغیرہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لاتے ہیں جو خود انکے نزدیک غیر مستحسن ہو اور ائمہ سے مروی نہ ہو چنانچہ شامی جلد ۵ صـ۴۲۵ میں ہے لفظة قالوا تذکر فیما فیه خلاف کما صرحوا به۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے وکلام قاضیخان یشیر الی عدم اختیارہ له حیث قال واذا صلی علی النبی علیه الصلوٰۃ والسلام

ف فرق اتنا ہے کہ ہم ان بعض کو اتنا وسیع جانتے ہیں کہ جمیع اشیاء کے علوم ان میں شامل ہیں اور مخالفین گنتی کے دو ایک سمجھ کر یہ لکھ دیتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں معاذاللہ اور بعض گستاخ تو یہانتک بک اٹھتے ہیں کہ انہیں اپنے خاتمہ کا حال بھی معلوم نہیں استغفراللہ ۱۲

Marfat.com

فی القنوت قالوا لا یصلے علیہ فی القعدۃ الاخیرۃ ففی قولہ قالوا اشارۃ الی عدم استحسانہ لکلا والی انہ غیر مروی عن الائمۃ کما قلناہ فکان ذلك من المتعارف فی عباراتھم لمن استقراھا واللہ تعالیٰ اعلم۔ اب معلوم ہوگیا کہ قاضی خان کی عبارت خود قاضی خان کے نزدیک غیر مستحسن اور غیر مروی اور ضعیف و مرجوح ہے حتیٰ کہ اسکے ساتھ حکم کرنا سخت ممنوع اور جہل ہے۔

درالمختار میں ہے ان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جہل وخرق للاجماع درالمختار میں بھی یہی قاضی خان والا مسئلہ ہے وہاں بھی لفظ قیل ضعف کی دلیل موجود ہے۔ درالمختار کتاب النکاح میں ہے تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجز بل قیل یکفر۔ شامی میں ہے (قولہ یکفر) لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب قال فی التاتار خانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر بتایا ہے اسکے نزدیک اعتقاد علم غیب سبب ہے۔ تاتارخانیہ اور حجۃ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ روح پاک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ جل شانہ نے عالم الغیب فلا یظھر الخ

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق اور خزانۃ الروایات میں ہے وفی المضمرات والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب ویعرض علیھم الاشیاء فلا یکون کفرا۔ یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اسلئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کے عالم ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔ پس کفر نہ ہوگا۔ شامی باب المرتد میں مسئلہ بزازیہ ذکر کرکے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعوی الغیب معارضۃ لنص القرآن یکفر

Marfat.com

بها الا اذا اسند ذلك صريحا او دلالة الى سبب من الله کو حی والہام یعنی غیب کا دعویٰ نص قرآن کے معارض ہے پس اس کا مدعی کافر ہوجائے گا۔ لیکن اگر اس نے صریحًا یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کرلی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔

درالمختار میں ہے وفيها كل انسان غير الانبياء لا يعلم ما اراد الله تعالیٰ له وبه لان ارادته تعالیٰ غيب الا الفقهاء فانهم علموا ارادته تعالیٰ بهم لحديث الصادق المصدوق من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين غاية الاوطار میں اس عبارت کے تحت مسطور ہے، اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے اسکے ساتھ دارین میں اسواسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ جان گئے ہیں حق تعالیٰ کے ارادہ کو جو اُن کے ساتھ ہے رسول صادق مصدوق کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسکو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہوگیا کہ فقہ میں بھی جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بے تعلیم الٰہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کفر ہے اور تعلیم الٰہی سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت۔

شبہ نہم۔ جمیع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہوسکتا ہے۔

جواب۔ یہ اعتراض سخت جہالت سے ناشی ہے اسلئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی نہ کہے گا مگر دیہاتی، امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں تحت آیۃ واحاط بما لديهم واحصى كل شئ عددا کے فرماتے ہیں قلنا لا شك ان احصاء العدد انما يكون فى المتناهى فاما لفظة كل شئ فانها لا تدل على كونه غير متناه لان الشئ عندنا هو الموجودات والموجودات متناهية فى العدد۔ اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن۔ پھر خواہ مخواہ اپنی طرف سے بے وجہ

Marfat.com

علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے لئے موجودات کو غیر متناہی کہنا کونسی عقلمندی ہے۔ اب بعض شبہات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتاہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کی جائے۔

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا ردّ

قولہٗ۔ بعد الحمد والصلوٰۃ احقر الوریٰ اشرف علی عفی عنہ بتائید مضمون رسالہ اعلاء کلمۃ الحق عرض کرتا ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات واحادیث وارد ہیں وہ تین قسم کی ہیں ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں۔ دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔

اقول۔ سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں، کیسی جرأت ہے مثبتین کا دعویٰ کل شئ معلوم لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور یہ موجبہ کلیہ ہے اسکی نقیض سالبہ جزئیہ ہے (مثالہ بعض الاشیاء لیس بمعلوم لنبینا) جو شخص ایجاب کلی کا مدعی ہے اس کو کس طرح سلب جزئی میں کلام نہ ہوگا۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک مدعی کو اپنے دعویٰ کی نقیض مسلم ہوتی ہے اور اسمیں کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی خوش فہمی ہے۔ ایک دوسرے خصم خود کہتا ہے کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی سناؤ کہ جس کا مضمون ہو کہ فلاں چیز کا علم سرور اکرم کو دیا ہی نہیں گیا۔ چنانچہ زبدۃ المحققین امام المناظرین جناب الحاج حضرت مولانا مولوی احمد رضاخاں صاحب دام فیضہم نے انباء المصطفیٰ کے صفحہ ۴ پر فرمایا ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلویہ گنگوہی کو ہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاءکم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیاء مذکورہ ماکان ومایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین۔ اب یہ کہدینا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں

Marfat.com

کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے ۔

قولہ ۔ تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہے ۔

اقول ۔ مناسب تھا کہ ان اقسام کی مثالیں لکھی جاتیں نہ معلوم کس مصلحت سے لکھی نہ گئیں یہ حصر جو تھانوی صاحب نے تین قسموں میں کیا غلط ہے اس لئے کہ جو مفید ایجاب کلی ہے (مثالہ فتجلی لی کل شیٔ) الحدیث وہ ایک چوتھی قسم ہے تو ان آیات واحادیث کا حصر تین قسموں میں باطل ٹھہرا۔

قولہ ۔ اور اسی قسم میں کلام ہے ۔

اقول ۔ چہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ چوتھی قسم سے کیوں نہ استدلال کریگا ؟

قولہ ۔ جو لوگ جناب رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں ۔

اقول ۔ جی ہاں یہ ضرور بتایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں ۔ مثبتین علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت کے لئے ہرگز جمیع مغیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپ نے اپنی چپکائی وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شبہ نہم میں مذکور ہوا ۔

قولہ ۔ وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک ٹھہراتے ہیں ۔

اقول ۔ غلط ۔ انھیں ضرورت ہی کیا ہے کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک ٹھہرائیں جبکہ قسم رابع موجود ہو مؤید اور چیز ہے ۔

قولہ ۔ اور باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں ۔ وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں ۔

اقول ۔ بُرا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں اور جو باوجود تسلیم آپ کے اعلم الخلق ہونے کے ایسا کرتے ہیں تو بہت برا کرتے ہیں ۔

Marfat.com

قولہ ۔ اب بتوفیقہ تعالیٰ یہ احقر اولاً سائلانہ کہتا ہے کہ جب ایجاب کلی بوجہ احد المتحملین ہونے کے قطعی الدلالۃ نہیں ہے تو مقام اثباتِ عقائد میں[1] جو کہ دلیل قطعی الثبوت، قطعی الدلالۃ پر موقوف ہے اس سے کب استدلال صحیح ہوگا ۔

اقول ۔ کیا خوب ! بنار فاسد علی الفاسد۔ حضرت آپکی قسمِ ثالث سے مثبتین کو احتجاج کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جو ایجاب کلی احد المحتملین ٹھہرے مثبتین قسم رابع سے استدلال کرتے ہیں جسمیں مجال احتمال مخالف اصلا نہیں ۔ اب آپکی یہ سب تار و پود کنسج العنکبوت ٹوٹ گئی ۔ لہٰذا اس قسمِ ثالث کو تھانوی صاحب ایجاب کلی پر حمل کریں۔ یا ایجاب جزئی پر بحث سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں البتہ اگر بے قرینہ حمل کرینگے تو لیاقتِ علمی کی داد پائیں گے ۔

قولہ ۔ بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اسمیں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانۂ حکم ایجاب کلی کو اس سے تاخر ہو۔ مثلاً یہ حدیث صحاح کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوضِ کوثر کی طرف بُلاوینگے ملائکہ عرض کرینگے انک لاتدری ما احدثوا بعدک ۔ اس میں جملہ لاتدری الخ مفید ہو رہا ہے۔ سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی بھی نہیں کہ زمانۂ ورود روایات محتملۂ ایجاب کلی کو اس سلب جزئی سے تاخر ہو۔

اقول ۔ تقدم تاخر کیسا سلب جزئی ہی کہاں ہے ۔ جب فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوضِ کوثر کی طرف بُلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کرینگے انک الخ تو حضور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر واقعہ تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی ۔ لیکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں بغیر علم ہی کے اخبار ہوگیا ۔ اللہ عقلِ سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھنا کیا دشوار ہے کہ علم نہ ہوتا تو خبر دینا کیونکر ممکن تھا ۔ پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا نظر انور سے گذر جانا ۔ بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی بینا انا نائم فاذا

---

[1] یہ مقام عقائد ہے یا بحث فضائل ۔ تھانوی صاحب کو ابھی تک اتنا بھی معلوم نہیں جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں ۱۲

Marfat.com

زمرۃ حتی اذا عرفتھم خرج رجل من بینی و بینھم فقال ھلم فقلت این قال قال الی النار واللہ قلت وما شانھم قال انھم ارتدوا بعدک علی ادبارھم القھقری ۔ حضور فرماتے ہیں کہ اس اثنا میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گذری حتی کہ جب میں نے انکو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اُن کے درمیان سے نکل کر کہا آؤ ۔ میں نے کہا کہاں ۔ اُس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف ۔ میں نے کہا اُن کا کیا حال ہے ۔ اس نے عرض کیا کہ یہ حضور کے بعد اُلٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے ۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے ۔ مولوی اشرف علی صاحب کو اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن لوگوں کو دنیا میں پہچانتے اور اُن کا مآل جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جائز ہے کہ انک لاتدری میں ہمزۂ استفہام مقدر ہو جیسا کہ وتلک نعمۃ تمنھا الایۃ اور ھذا ربی میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے ، قرینۂ قویہ ہے فاقول یارب منی ومن امتی فیقال اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی پس میں کہوں گا اے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی پس فرمایا جائے گا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا ۔ اب تھانوی صاحب فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا ۔ کیا تھانوی صاحب اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ متعدد احادیث سے حضور پر اعمال اُمت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم و ابن ماجہ میں ہے عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِھَا حَسَنِھَا وَقَبِیْحِھَا یعنی مجھ پر میری اُمت مع اپنے نیک و بد اعمال کے پیش کی گئی ۔ دوسری حدیث ابو داؤد و ترمذی میں ہے عُرِضَتْ عَلَیَّ اُجُوْرُ اُمَّتِیْ حَتَّی الْقَذَاۃَ یُخْرِجُھَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃِ الْقُرْاٰنِ وَاٰیَۃٍ اُوْتِیَھَا الرَّجُلُ ثُمَّ نَسِیَھَا یعنی مجھ پر میری اُمت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہانتک کہ تنکا جسکو آدمی مسجد سے دور کرے اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش کئے گئے ۔ پس میں نے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اس کو بھول گیا ۔ جب حضور اقدس پر اُمت کے تمام نیک بد صغیر کبیر اعمال پیش کئے گئے اور پیش

Marfat.com

ہوتے ہیں پھر کسطرح حضور کو اُن لوگوں کے اعمال معلوم نہیں۔ تھانوی صاحب نے کسطرح سلب جزئی سمجھا کہیں اسکی رمق بھی ہے۔ ابھی ذرا توقف فرمایئے کس کس چیز سے آنکھیں بند کر کے انکار پر اڑے رہینگے۔

بخاری و مسلم کی حدیث شریف میں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت روز قیامت غر محجل یعنی اس شان سے بلائی جائے گی کہ اُن کا سر اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہونگے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے۔

مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جو اُمتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں انھیں حضور روز قیامت کیسے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑے سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہ پہچان لے گا۔ عرض کیا بیشک پہچان لے گا۔ فرمایا کہ میرے امتی اس شان سے محشر میں آئیں گے کہ اُن کے پانچوں اعضاء چمکتے جگمگاتے ہوں گے اور میں حوض پر اُن کا پیشوا ہونگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں قَالُوْا كَیْفَ تَعْلَمُ مَنْ لَّمْ یَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَرَاَیْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَیْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَیْنَ ظَهْرَیْ خَیْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا یَعْرِفُ خَیْلَهٗ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهُمْ یَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَی الْحَوْضِ۔

کیا مولوی اشرف علی صاحب کے خیال میں اُن مرتدین کے پنج اعضاء بھی چمکینگے جس سے حضور کو اُن کے مؤمن ہونے کا خیال ہو سکے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کس بنیاد پر تھانوی صاحب سلب ثابت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو پہلے سے علم نہ ہوتا تو بھی اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے چہ جائیکہ پہلے سے معلوم ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت سے معلوم ہو چکا مگر تھانوی صاحب

Marfat.com

نے سلب کا لفظ سیکھ لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انھیں کسی کی پرواہ نہیں ایک حدیث اور سُنتے چلیے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو سجدہ کی اجازت ملے گی اور پہلے سر اٹھانے کا بھی مجھی کو اذن دیا جائے گا پھر میں اپنے سامنے تمام اُمتوں کے درمیان اپنی اُمت کو پہچان لوں گا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے اور بائیں بھی۔ ایک شخص نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی اُمت سے حضور کی اُمت تک بہت اُمتیں ہونگی اُن سب میں سے حضور اپنی اُمت کو کس طرح پہچان لیں گے۔ فرمایا اُن کے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے اور روشن ہونگے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہ ہوگا (کیوں تھانوی صاحب پھر بھی آپ کے نزدیک حضور کو اُن مرتدین کا پہچاننا ناممکن ہی رہے گا۔ اب فرمائیے آپ کے سلب کا کیسا مزاج ہے؟) اور میں انھیں یوں پہچانونگا کہ اُن کے نامۂ اعمال اُن کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے؟ اور اُن کی ذریت اُن کے سامنے دوڑتی ہوگی۔ (کیوں تھانوی صاحب کیا مرتدین کے اعمال نامے بھی کیا ان کے داہنے ہی ہاتھوں میں ہوں گے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھائیے اسمیں کوئی رمق باقی تو نہیں رہی) حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں اَنَا

اَوَّلُ مَنْ یُّؤْذَنُ لَہٗ بِالسُّجُوْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّؤْذَنُ لَہٗ اَنْ یَّرْفَعَ رَاْسَہٗ فَاَنْظُرُ اِلٰی مَا بَیْنَ یَدَیَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِیْ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ وَعَنْ یَّمِیْنِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ وَعَنْ شِمَالِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَکَ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ فِیْمَا بَیْنَ نُوْحٍ اِلٰی اُمَّتِکَ قَالَ ھُمْ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَیْسَ اَحَدٌ کَذٰلِکَ غَیْرَھُمْ وَاَعْرِفُھُمْ اَنَّھُمْ یُؤْتَوْنَ کُتُبَھُمْ بِاَیْمَانِھِمْ وَاَعْرِفُھُمْ تَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ ذُرِّیَّتُھُمْ۔ (رواہ احمد)

اب فرمائیے استفہام مقدر مانیئے گا یا نہیں، اتنی حدیثیں آپکی تسکین کے لئے کافی ہیں یا ذہبی کہے جائیے گا۔ کاش ذہول ہی پر حمل کیا ہوتا مگر مجبوری تو یہ تھی کہ آپ کو شوق تھا سلب ثابت کرنے کا۔ بہرحال اب تو آپ کا سلب مسلوب ہوا۔ الحمد للہ فرمائیے

Marfat.com

تھانوی صاحب اب سالبہ جزئیہ کس کے گھر سے آئے گا۔؟

قولہ ۔ دوسرا محتمل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا

اقول ۔ یہ لیاقت علمی سے بیگانگی اور ذہانت کی بانگی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی ہے خدا جانے کیا سوچکر لکھا ہے جس کا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟

ایک عنایت فرما کا شبہ ۔ جب فقیر کو تحریر بالا سے فراغت ملی تو ایک عنایت فرما نے ایک شبہ اور پیش کرکے فرمایا کہ یہ شبہ اور اسکا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس رسالہ میں شامل کر۔ چنانچہ وہ شبہ مع جواب حوالۂ قلم ہوتا ہے۔

شبہ ۔ بعد معراج کے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال دریافت کیا تو حضور متردد ہوئے جب اللہ جل شانہٗ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اسکا حال بتایا۔ اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد نہ کرتے اور فوراً بتا دیتے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں۔

جواب ۔ مسلمان کو صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قرآن و حدیث سے ثابت ہے (جیسا کہ ابتدائے رسالۂ ہذا میں مفصل گزرا) تو پھر اپنی طرف سے شبہ نکالنا اور ہمیشہ اس فکر میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گھڑیں۔ گویا اس چیز کا انکار ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور یہ سخت مذموم و قبیح ہے۔ لہٰذا جب ہم رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جمیع اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض کا حق نہیں پہنچتا اور جو کوئی اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس سے میری یہ مراد ہے کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن شریف و حدیث سے جو چیز ثابت ہے اسپر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کرکے اسکی مخالفت نہ کرے بلکہ بچشم تسلیم کرے۔

Marfat.com

اب اصل شُبہ کے دفع کی طرف توجہ فرمائیے۔ ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا ہو تاہم اتنا ضرور جان سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ ضرور حضور کو معلوم تھیں اسلئے کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جسکے جاننے کا اقرار حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور متردد وغمگین نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہم نے اسکے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اس کو دریافت کرتے ہو مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متردد ہوئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے صراحۃً یا اشارۃً اُن باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور کا فرمان سراسر حق و بجا ہے۔ تو ضرور حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر ان کا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اسطرف التفات نہ ہونے سے ناشی دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے۔ حضور بیت المقدس تشریف لے گئے اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستہ میں بیت المقدس پر گذرے اسکو پورے طور پر دیکھا ہی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اُتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں دو رکعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا ایک دودھ کا لائے۔ حضور نے دودھ پسند فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرۃ کو اختیار فرمایا۔ الفاظ اس حدیث کے جو بروایت انس مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۲۸ میں مروی ہیں یہ ہیں عَنْ ثَابِت البنانی عَنْ اَنَس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَابَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَقَعُ حَافِرُہٗ عِنْدَ مُنْتَھٰی طَرَفِہٖ فَرَکِبْتُہٗ حَتّٰی اَتَیْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُہٗ بِالْحَلْقَۃِ الَّتِیْ تَرْبِطُ بِھَا الْاَنْبِیَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّیْتُ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِیْلُ اِخْتَرْتَ الْفِطْرَۃَ۔ انتھی بقدر الحاجۃ۔

Marfat.com

اب کہ حضرت کی سیر اور بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا، سواری سے اُترنا، سواری یعنی براق کو باندھ دینا۔ بیت المقدس میں داخل ہوکر دو رکعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑنا۔ دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی۔ پھر اگر حضور متردد ہوئے ہوں تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اسوقت اسطرف التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اسپر دلالت کرتے ہیں کہ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لقد رایتنی فی الحجر و قریش تسئلنی عن مسرائی فسالتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکربت کربا الحدیث ازمشکوٰۃ اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے لم اثبتھا ای لم اضبطھا ولم احفظھا ازلمعات بلکہ ایک روایت میں تو یہ وارد ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کئے اور حضرت نے سب بتا دئے۔ اس حدیث میں تردد و فکر کا نام تک نہیں۔ چنانچہ مدارج النبوۃ جلد اول میں ہے پس آمد ابوبکر رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وگفت یا رسول اللہ وصف کن آنرا بمن کہ من رفتہ ام آنجا و دیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت ابوبکر اشھد انک رسول اللہ الخ

شبہ۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ مَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔ یعنی خدا کی قسم میں نہیں جانتا دراں حالیکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ اور یہ مضمون آیت میں بھی ہے قُلْ مَا کُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔

جواب۔ آیت و حدیث دونوں میں اَدْرِیْ ہے جو درایت سے مشتق ہے اور درایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کو جان لینے کو کہتے ہیں۔ ردالمختار صـ۹ میں ہے

Marfat.com

(والراجح الدرایۃ) بالرفع عطفا عن الاشبہ ای الراجح من جھۃ الدرایۃ
لمے ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ" تو صاف یہ معنی ہوئے کہ میں اپنی عقل سے
نہیں جانتا۔ اور بتعلیم الٰہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت و حدیث کے نہیں نکلتا۔ مگر
تعجب ہے کہ معترض نے شبہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل شانہٗ
حضرت کے ساتھ کیا کرے گا اور اس سادہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ جل شانہٗ خود فرماتا
ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى۔ جب حضرت
محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل شانہٗ کی رضامندی
دنیا میں ہی معلوم ہونا آیتِ قرآنی سے ثابت ہے اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا
اس پر یقین فرماکر یہ فرمانا لما نزلت هٰذه الآية قال اِذًا لا ارضی و واحد من امتی فی النار
تفسیر کبیر جلد ۶ ص۵۶۷ کہ میری اُمت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہونگا
صاف بتارہا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ آپ کے ساتھ کیا
معاملہ کیا جائے گا۔

الغرض معترض کا شبہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بے چارہ
کو ابتک یہ خبر نہیں کہ یہ آیت جس سے وہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم نہ ہونا
اس معاملہ کی نسبت جو آپ کے اور آپ کی اُمت کے ساتھ کیا جائے گا ثابت کرتا ہے
وہ آیت منسوخ ہے۔ ملا عبدالرحمٰن بن محمد دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ رسالہ ناسخ و منسوخ میں
لکھتے ہیں قوله تعالیٰ مَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ الآية نسخ بقوله تعالیٰ اِنَّا
فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ الآية۔ اور
اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چلکر لکھتے ہیں۔ سورۃ الفتح وفیها ناسخ ولیس فیها منسوخ
فالناسخ قوله تعالیٰ لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر والمنسوخ
قوله تعالیٰ وما ادری ما یفعل بی ولا بكم ان دونوں عبارتوں سے ثابت
ہوگیا کہ آیہ کریمہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ اور اس کا ناسخ انا فتحنا لك
فتحا مبینا الآیۃ۔ ہے جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا

Marfat.com

اور یہ بتایا گیا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا رب جل وعلا دنیا و آخرت میں کیا کرے گا۔

اب مولوی عبدالعزیز کا یہ قول بالکل باطل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر یہ معنی لئے جاویں کہ اپنے خاتمہ اور عاقبت کی آپ کو خبر نہ تھی تو یہ منسوخ ہے اور معاذ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں۔ اور دوسرے معنی کہ یعنی آپ اُن واقعات اور معاملات سے جو دنیا میں آپ کو پیش آنے والے تھے بے خبر تھے۔ کسی کے نزدیک منسوخ نہیں۔ (غیبی رسالہ صتہ)

ثانیاً۔ دوسرے معنی جو معترض نے نکالے بہت ضعیف ہیں صحیح معنی وہی ہیں جن پر وہ خود آیت کو منسوخ مانتا ہے۔ بخاری میں ہے عن خارجة بن زيد بن هشام ان ام العلاء امراة من الانصار وكانت بايعت النبي صلى الله عليه وسلم اخبرته انه اقتسم المهاجرون قرعة قالت فطار لنا عثمان بن مظعون فانزلناه فى ابياتنا فوجع وجعه الذى توفى فيه فلما توفى و غسل وكفن فى اثوابه دخل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت رحمة الله عليك ابا السائب فشهادتى عليك لقد اكرمك الله فقال النبى صلى الله عليه وسلم وما يدريك ان الله اكرمه فقلت بابى انت يارسول الله فمن يكرمه الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما هو فقد جاءه اليقين والله انى لارجوله الخير والله ما ادرى وانا رسول الله ما يفعل بى قالت فوالله ما ازكى بعده احدا يارسول الله

اور کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبع فاروقی صلا میں اسی آیۂ کریمہ وما ادری الاية کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی الصحیح فی معنی الاية قول الحسن وعن ابن عباس وانس وعكرمة وقتادة معناه لا ادرى حالى ولا حالكم فى الاخرة ثم نزل بعده ليغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر فقالوا هناك قد علمناه ما يفعل الله تعالى بك ثم نزل ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنات۔ اب تو معلوم ہو گیا کہ ابن جوزی (غیر مقلدوں کے مسلم محدث)

Marfat.com

کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنی صحیح نکلے جن کے مراد ہونے پر مولوی عبدالعزیز صاحب نے بھی آیت کے منسوخ ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں اب کیا مجالِ گفتگو رہی۔

ثالثاً۔ اگر مولوی عبدالعزیز صاحب کے وہ ثانی معنے فرض بھی کر لئے جاویں تو اُن کا یہ کہنا سراسر باطل ہے کہ کسی کے نزدیک بھی منسوخ نہیں۔ کیونکہ اول تو اس آیت کو جہاں منسوخ لکھا ہے یہ نہیں لکھا کہ اس معنی کے لئے تو منسوخ ہے مگر دوسرے معنی کے لئے منسوخ نہیں۔ دوسرے جو آیت اس کی ناسخ ہے وہ خود بتا رہی ہے کہ دوسرے معنی میں بھی آیت منسوخ ہے اس لئے کہ اس میں اس کی بھی صاف بشارت ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جاوے گا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا۔

تفسیر لباب التاویل (خازن) جلد رابع ص۱۲۳ ملاحظہ کیجئے اس میں ہے وقیل لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم فی الدنیا اما انا فلا ادری اخرج کما اخرجت الانبیاء من قبلی ام اقتل کما قتل بعض الانبیاء من قبلی و اما انتم ایها المکذبون اترمون بالحجارة من السماء ام یخسف بکم ام ای شیٔ یفعل بکم مم فعل بالامم المکذبة ثم اخبرہ اللہ عزوجل انه یظهر دینه علی الادیان کلها فقال تعالی هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهرہ علی الدین کله وقال فی امته وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون فاعله مایصنع به وبامته قیل معناہ لا ادری الی ماذا یصیر امری وامرکم ومن الغالب والمغلوب ثم اخبرہ انه یظهر دینه علی الادیان وامته علی سائر الامم۔ کیوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اسکی بھی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپ کے اور آپ کی اُمت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاویگا۔ اور اس معنی میں بھی یہ آیت منسوخ ہی ہے۔ ع

جو اپر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بُت کو خدا سمجھے

Marfat.com

رابعاً۔ نہایت شرم کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے مخالفین باوجود دعوئے اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں وہی آیت ہمکو پیش کرنی ہوتی ہے جو اُن کفار نابکار کے جواب میں نازل ہوئی۔ ہائے اسلام کا دعویٰ اور یہ حرکتیں لما نزلت هذه الآية فرح المشركون وقالوا واللات والعزى ما امرنا وامر محمد عند الله الا واحد وماله علينا من مزية وفضل ولولا انه ابتدع ما يقوله من ذات نفسه لا اخبره الذى بعثه بما يفعل به فانزل الله عزوجل ليغفر لك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر فقالت الصحابة هنيئاً لك يانبي الله قد علمت ما يفعل بك فماذا يفعل بنا فانزل الله عزوجل ليدخل المؤمنين والمؤمنات جنّاتٍ تجری من تحتها الانهر الاية وانزل وبشر المؤمنين بان لهم من الله فضلا كبيرا فبين الله ما يفعل به وبهم (خازن ص۱۲۳ مطبوعہ مصر)

شُبہ۔ قرآن پاک میں وارد ہے یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَا اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَاعِلْمَ لَنَا۔ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ط یعنی جس دن جمع کریگا اللہ رسولوں کو پھر فرمائے گا کہ تم کیا جواب دیئے گئے یعنی تمہاری اُمتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا۔ وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں تو ہی علامُ الغیوب ہے۔ تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہدیتے ؟

جواب۔ ایسے شبہات مخالفین کی کوتہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں۔ کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی نسبت وہ لاعلم لنا فرماویں گے۔ کیونکہ سوال یہ ہے کہ تمہاری اُمتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا۔ تو انبیاء علیہم السلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہئے جو اُن کو ان کی اُمت نے دیا تھا بجائے اس کے یہ کہدینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود عالم الغیب ہے صاف دلیل اس کی ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق سبحانہٗ تعالےٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضائے ادب بھی ہے اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا

Marfat.com

علم خالق جلشانہ کے علم کے سامنے مثل لاشے کے ہے۔

تفسیر خازن صفحہ۵۰۱ جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیھم السلام لما علموا ان اللہ تعالٰی عالم لا یجھل وحلیم لا یسفہ وعادل لا یظلم علموا ان قولھم لا یفید خیرا ولا یدفع شرا فرأوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالٰی وعدلہ فقالوا لا علم لنا۔

جمہور مفسرین اس کے تو مقر ہیں کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کو یہ علم تو ضرور ہے کہ اُن کی اُمتوں نے انھیں کیا جواب دیا ہے پس اس سے مخالفین کے شبہ کا تو قلع قمع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی۔ مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا ہے وہ یہ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ ان کا مقتضائے ادب ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالٰی کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ نہیں شمار کرتے۔ جیسے لائق شاگرد اپنے جلیل القدر اُستادوں کے سامنے۔ تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم و حیا سے تعلق ہو تو آئندہ ایسی عبارات سے ہرگز استدلال نہ کیا کریں کہ ایسے انکار سوءِ ادب پر محمول ہوتے ہیں۔

شُبہ۔ ابو داؤد شریف میں ہے کہ سیّد عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاپوش مبارک قدم سے اُتار دی یہ دیکھکر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالٰی علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اُتار دیں۔ سرور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوش کو اُتار دیا۔ عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک سے پاپوش مُبارک اُتار دی ہے لہٰذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے۔ تو اگر رسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) غیب داں ہوتے تو کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟

جواب۔ معترض کا یہ کہدینا کہ نجاست والے جوتے سے نماز پڑھی، خلافِ ادب

Marfat.com

اور اس کی نافہمی پر دال۔ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی۔ ورنہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاپوش مُبارک اُتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سرِ نو پڑھتے۔ مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرئیل علیہ السّلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت و رفعتِ شان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہ کمال تنظیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے۔ اس سے عدمِ علمِ آنسرور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام خیال ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں[۱]۔ وقذر بفتح قاف ذال معجمہ دراصل آنچہ مکروہ پندار د طبع وظاہر آنجا ستے نبود کہ نماز باآں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا ناخوش دارد والا نماز از سر میگرفت کہ بعضے نماز باآں گزاردہ بود و خبر دادن جبرئیل بر آوردن از پا جہت کمال تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔

شُبہ۔ واقعۂ بیر معونہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ میرے ساتھ کر دیں جو میری قوم کو دین کی تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہو جاؤں گا۔ آپ نے ستر صحابہ جلیل القدر قاری قرآن اس کے ہمراہ کر دیئے۔ راستہ میں وہ سب کے سب غدر اور بیوفائی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے۔ جسپر آپ کو کمال حزن و ملال ہوا۔ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں کیوں روانہ فرماتے۔

جواب۔ اس تمام قصہ کے نقل کرنے سے معترض صاحب کا جو مدعا ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ شہید کر ڈالے جائیں گے تو آپ انھیں

---

[۱] اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہنکر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحابہ کے لئے اسوجہ سے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اسوقت تک مسجدوں میں فرش نہ بنا تھا مگر اب عام طور سے جوتے پہنکر مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں مسجد کی تلویث ہے اللہ تعالےٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے (کذا فی ردالمحتار ۱۲)

Marfat.com

کیوں روانہ فرماتے ، ہائے افسوس ارے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انھیں روانہ نہ فرماتے ۔ آخر روانہ نہ فرمانے کا باعث کیا ۔ صرف صحابہ کی حفاظتِ جان یا اور کچھ بھی ۔ اب ذرا ہوش سے سُنئے ۔ حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور ہمتیں معاذ اللہ آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری مقصود ہوتی ۔ جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جانِ عزیز نذرِ اشاعتِ اسلام ہوتی ہے درگذر کر جاتے ع

جاں برائے دوست میداریم دوست

ہر چند کہ سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر صحابہ کے پیش آنے والے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگزر نہیں کہ ایک شخص اشاعتِ اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور اپنے نیازمندوں کو اس کی قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجدیں اور آپ اُسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام اور ہدایتِ خلق سے جان زیادہ محبوب ہے ۔ وہاں جو جائیں گے وہ مارے جائیں گے اسلئے بخوف جان اس موقع پر اعلاء کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب خرافات ہیں وہاں بمقابلہ اعلاء کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی ۔ ادہر خود صحابہ کرام کو شوقِ شہادت گُدگُدا رہا تھا اور جوش میں بھرے ہوئے تھے ۔ شہادت ایک بڑا رتبہ ہے ۔ چنانچہ اسی واقعہ بیر معونہ میں مقاتلہ کرنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین جب شہید ہو گئے اور انمیں سے حضرت منذر بن عمرو رہ گئے تو کفار نے ان سے کہا آپ چاہیں تو ہم آپ کو امن دیں مگر آپ کے آرزومند شہادت دل نے ہرگز نہ مانا اور آپ نے بمقابلہ شہادت کے امن کو قبول نہ فرمایا (کذا فی مدارج النبوۃ جلد ۲ صـ۱۵۱) ۔

یہ تو عرض کیا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دین پر جان تصدّق کرنے ہی کے لئے روانہ فرمایا تھا ۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم تھا کہ یہ سب شہید ہو جاویں گے ۔ مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے لئے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ تسلیم کر لینے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قتل عمد کی نسبت کرنا پڑیگی ۔

Marfat.com

توکیا وہ منذر ابن عمرو صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر خودکشی کا الزام لگائے گا کہ انہوں نے باوجود امن پانے کے شہادت ہی کو اختیار فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت عمرو بن امیہ ضمری اور حارث پر بھی کہ یہ حضرات اونٹوں کو چراگاہ میں لے گئے تھے جب واپس آئے اور لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پرندوں کو گرد لشکر کے دیکھا اور گرد و غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافروں کے سواروں کو بلندی پر کھڑا اور اصحاب رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو شہید دیکھا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب مصلحت کیا ہے۔ عمرو بن امیہ ضمری کی رائے ہوئی کہ سید کائنات کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا جائے۔ حارث نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ اب بہم پہونچی ہوئی شہادت بہت غنیمت ہے۔ چنانچہ انہوں نے کفار سے مقاتلہ کیا اور اُن میں سے چار آدمیوں کو قتل کر کے حارث خود بھی شہید ہو گئے کذا فی صحیح المسلم و مدارج النبوۃ اب یہاں سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن و عافیت کو چھوڑ کر شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے۔ اب جسطرح کوئی مُسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابۂ کرام نے قصداً دیدہ و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خودکشی کی۔ اِس طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہے کہ فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدہ و دانستہ صحابہ کو روانہ فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کی جانیں راہِ خدا میں نذر کیں اور اُن جانوں کیلئے اس سے عمدہ طور پر کام آنے کا کوئی موقع نہ تھا۔ جان کی بڑی قیمت یہی تھی کہ راہِ خدا میں نثار ہو گئی۔ یہ کہناکہ اس حادثہ کا اگر حضرت کو علم ہوتا تو صحابہ کو نہ بھیجتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے صریح فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر الزام لگانا ہے کہ جب جان تصدق کرنیکا موقع آتا اور یہ سمجھتے کہ جان جاتی ہے تو درگذر کر جاتے اور ہم لوگوں کی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم توبہ کیجئے صحابہ اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے میں دریغ کر جائیں۔ جان جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تک نہ آئیں۔ بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر کرنے کا موقع ہے تو بڑی خوشی اور شوق سے جان نذر کر دیں۔ جیساکہ میں اوپر صحابہ کے واقعات سے ثابت کر چکا ہوں ؎

میں پہلے ہی سر شوق سے مقتل میں جھکا دوں ✽ لے جان اگر خنجرِ فولاد تمہارا

Marfat.com

تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا معاملہ ۔ واقف ہونا کسطرح مانع روانگی صحابہ ہوتا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ معترض کا اعتراض بالکل باطل ہوگیا ہے حضور کا صحابہ کرام کو باوجود پیش آنے والے واقعات پر مطلع ہونے کے روانہ فرمادینا قابل اعتراض نہ رہا۔ پھر حضور کا یہ روانہ فرمادینا اگرچہ کسی طرح قابلِ اعتراض نہیں مگر اللہ عقل وایمان نصیب فرمادے تو معلوم ہو کہ حضور کی اس میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصانِ خدا ہی کو ہے۔ اور جسقدر علم ہمیں عنایت ہوا بقدر اس کے لکھدینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہے۔ لہٰذا کچھ لبطور نمونہ پیش کیا جاوے۔

اسی واقعۂ بیر معونہ میں صحابہ کا دلیری اور جوانمردی کے ساتھ پیغمبر صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں پروانہ وار جان نثار کرنا اور جان دینے میں خوش ہونا عجیب قابلِ یادگار اور دل پر اثر کرنے والی بات ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوتِ ایمانی اور محبتِ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پُراثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیر معونہ پر پہنچے اور انہوں نے حضور سراپا نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب بارغوب حرام بن ملحان کو دیا کہ عامر بن طفیل کے پاس لے جائیں۔ حرام دو شخصوں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ جب اس قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم یہیں رہو میں جاتا ہوں۔ اگر ان لوگوں نے مجھ کو امن دی تو تم بھی چلے آنا۔ اور اگر مجھے مار ڈالا تو تم اصحاب کے ساتھ جا ملنا۔ پھر حرام ابن ملحان نے ان لوگوں سے کہا امن دو تو میں تمہیں خدا کے رسول محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں۔ حرام ابن ملحان گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک شخص نے جو انکے پیچھے تھا انکی لوگوں کے اشارہ سے اُن پر حملہ کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے بدن کے دوسری طرف نکل آیا۔ اس حالت میں حرام ابن ملحان کی زبان سے جو کلمے نکلے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئے گا۔ حالت تو یہ کہ نیزہ سینے سے پار ہوگیا۔ اب خون چہرہ اور تمام

Marfat.com

بدن کو رنگین کر رہا ہے اور زبان پر کیا مبارک کلمہ ہے اللہ اکبر فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ رب کعبہ کی قسم میری آرزو پوری ہو گئی اور مطلب حاصل ہو گیا مراد مل گئی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل پورے طور پر ہوئی رتبۂ شہادت ملا۔ سبحان اللہ ایک تو یہ دل تھے جو یوں دلیرانہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں جان نذر کرتے تھے۔ اور ایک یہ زمانہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی تنقیص اور حضورِ اقدس کی صفت کمال کے انکار میں رات دن سرگرم ہیں فلما نزلوها قال بعضهم لبعض ايكم يبلغ رسالة رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل هذا الماء فقال حرام بن ملحان انا فخرج بكتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم الى عامر بن الطفيل وكان على ذلك الماء فلما اتاهم حرام بن ملحان لم ينظر عامر بن الطفيل فى كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال حرام بن ملحان يا اهل بئر معونة إنّي رسول رسول الله صلى الله عليه وسلم اليكم وانى اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فامنوا بالله ورسوله فخرج اليه رجل من كسر البيت برمح فضربه فى جنبه حتى خرج من الشق الاخر فقال الله اكبر فزت ورب الكعبة۔ (كذا فى الخازن ص۳۰۶ ومدارج النبوة ص۱۵۱)

صحابہ کی اس طرح جاں نثاریاں تو ایمان والوں کے دلوں میں محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تخم کاری کے لئے اکسیر ہیں۔ علاوہ ازیں حضور کی خبر نہ دینے اور تحمل فرمانے میں اور بہت سی حکمتیں ہیں۔ چنانچہ اسی واقعۂ بیر معونہ میں جب حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقاتلہ کر کے شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا پیشانی کے بال پکڑ کر چھوڑ دیا اور مدینۂ منورہ حاضر ہونے کی رخصت دی اور یہ دریافت کیا کہ ان شہداء سے آپ واقف ہیں۔ فرمایا کہ ہاں واقف ہوں۔ تب وہ اُٹھکر شہداء کے مقتل میں آیا اور ہر ایک کا نام ونسب دریافت کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی صاحب ایسے تم میں تھے جنکی نعش یہاں

Marfat.com

نہیں ہے۔ عمرو نے فرمایا کہ ہاں عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندۂ آزاد کردہ تھے وہ اِن میں نہیں ہیں۔ کہا وہ کیسے آدمی تھے۔ فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پُرانے مسلمان تھے عامر بن طفیل کافر نے کہا کہ اُن کی شہادت کے وقت میں نے بچشم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اُٹھا لئے گئے۔

ف) عامر بن طفیل کا ایسا عجیب وغریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پشیمان نہ ہونا اور ایمان سے محروم رہنا تعجب خیز اور اس کی کور باطنی اور شقاوت ازلی کی صاف نظیر ہے مگر پھر بھی وہ تو کافر تھا مسلمان صورتوں کا آیتیں اور حدیثیں اور عجیب عجیب واقعات کتابوں میں دیکھنے کے بعد بھی علم عظیم نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا انکار ہی کئے جانا اور نصوص پاکر بھی مطمئن نہ ہونا بلکہ اپنے قیاسات فاسدہ اور اوہام باطلہ سے اس علم عظیم پر اعتراض کرنا حیرت انگیز ہے اللہ جلشانہٗ ہدایت فرمائے

بنی کلاب میں ایک اور شخص حیار بن سلمٰی بھی انہی کفار میں تھا۔ اس سے منقول ہے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کے نیزہ مارا اور وہ دوسری طرف نکل آیا تو میں نے ان کی زبان سے یہ کلمہ سُنا فُزْتُ وَاللّٰہِ اور یہ دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف اُٹھا لئے گئے اسوقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ اس لفظ سے کیا مراد ہے تو میں ضحاک بن سفیان کلابی کے پاس گیا اور انھیں تمام حال سنایا۔ کہنے لگے کہ ان کی مُراد یہ تھی کہ خدا کی قسم میں نے مراد پائی۔ میں نے یہ سُنکر ضحاک سے کہا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے اور میں مسلمان ہو گیا اور یہ واقعہ میرے اسلام لانے کا باعث ہوا۔

سُبحان اللہ! سعادتمندوں کو جیسے اس حال کے مشاہدہ سے ایمان نصیب ہوا ویسے ہی اسکے استماع سے بھی صدہا برکات حاصل ہوئیں۔ مخالفین اب تو سمجھے ہونگے کہ حضور کے اطلاع نہ دینے میں حکمتیں تھیں۔ پھر اطلاع نہ دینا علم نہ ہونے کو مستلزم نہیں۔ ہر چند کفار نے سوال کئے مگر حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے انھیں وقت قیامت پر مطلع نہ فرمایا۔ پھر اگر یہ راز تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ظاہر فرما دیتے۔ اس سینۂ مبارک میں اللہ کے ہزاروں راز مخزون تھے حضور امین تھے۔ یہ شان تحمل کی ہے کہ ایسے ایسے

Marfat.com

موقعوں پر سکوت فرماویں۔ اور کام اللہ جلشانہ کے سپرد کردیں کہ وہ خود بھی تو عالم ہے جو اس کی مرضی۔ مولانائے روم فرماتے ہیں ؎

عارفاں کہ جام حق نوشیدہ اند ○ رازہا دانستہ ولوشیدہ اند
ہرکرا اسرار کار آموختند ○ مہر کردند وزہانش دوختند
بر لبش قفل است و در دل رازہا ○ لب خموش و دل پُراز آواز ہا
گوش آنکس گوشد اسرارِ جلال ○ کو چو سوسن صد زباں افتاد لال
تانہ گوید سر سلطاں رابکس ○ تا نریزد قند را پیشِ مگس
سرِ غیب آنرا سزد آموختن ○ کہ زگفتن لب تواند دوختن

در خور دریا نشد جز مرغ آب
فہم کن واللہ اعلم بالصواب

بایں ہمہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس پیش آنے والے حادثہ کی طرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے روانہ فرمانے سے قبل اشارۃً فرما دیا تھا چنانچہ یہ الفاظ صحاح کتابوں میں مروی ہیں فقال رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم انی اخشی علیہم اھل نجد۔

شُبہ ۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کو سُنا۔ آپ نے باہر تشریف لاکر فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں میرے پاس خصم یعنی جھگڑنے والے آتے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو اس کی خوش بیانی سے میں اسکو سچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کردوں۔ پس جسکو میں حق مسلمان کا دلاؤں وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داں نہ تھے اگر غیب جانتے تو خلاف فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا۔

لہ بیر معونہ والے واقعہ میں ان صحابہ رضوان اللہ علیہم کو نجدیوں نے صدمے پہنچائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی فرما دیا تھا مگر نجدی مذہب والوں کو اب اس نجدیوں والے واقعہ سے خوب استدلال کرنے کا موقع ہاتھ آیا مگر بحمدہ تعالیٰ اہلِ حق کی طرف سے بھی خوب جواب پائے۔ ۱۲

Marfat.com

جواب : ناظرین باانصاف کو مخالفین کے شبہے دیکھتے دیکھتے یہ توخوب ظاہر ہوگیا ہوگا کہ یہ حضرات اپنے مدعا کے ثابت کرنے سے عاجز ہوکر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں اور صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں۔ یہ حدیث جو معترض نے پیش کی ہے اسمیں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم جمیع اشیار کے انکار میں ذرا بھی مدد دے۔ اسالیب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں۔ اس کا توان پر کسی طرح بھی الزام نہیں آسکتا۔ فہم مبارک نے اس حدیث سے یہ سمجھا کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو امور غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا۔ سبحان اللہ یہ فہم قابل تحسین و آفرین ہے۔ سرور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لئے زبانی قوتیں خرچ کریں۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (رواہ الترمذی) فَاِنْ قَضَيْتُ لِاَحَدٍ مِّنْكُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلادوں تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہے۔ مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ تو اس سے حاصل کیا۔ بفرض محال اگر میں تمہاری تیز زبانی اور شیریں بیانی سُنکر تمہیں دوسرے کا حق دلادوں تو بھی فائدہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نہ کرو۔ مقصود تو یہ تھا معترض صاحب نے اُس سے انکار علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر استدلال کیا۔ اگر حضرت کسی کا حق (معاذ اللہ) کسی دوسرے کو دلادیتے تو بھی کچھ جائے عذر ہوتی کہ اب تو کچھ شبہ کا موقع ہے کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلوایا۔ مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضور نے ایک کا حق دوسرے کو دلادیا بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قضیہ شرطیہ جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ایک فرض محال ہے۔ یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کرلیا ہے اگر بالفرض ایسا ہو تو بھی تمہیں کچھ فائدہ نہیں۔ معترض صاحب ذرا مہربانی کیجئے اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف کیجئے ورنہ ایسا ہی شرطیہ قرآن شریف

Marfat.com

ہیں بھی وارد ہے قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ ۔ یعنی فرما دیجئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر رحمٰن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرنے والا ہوں۔ کہیں اس اجتہاد کی بنا پر یہ نہ کہنا حضرت کو خدائے تعالیٰ کے بیٹا ہونے کا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ) یہ شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے اور علیٰ ہٰذا اس حدیث میں بھی جس سے آپ اپنے مدعائے باطل پر سند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال ہے یہ ناممکن ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلہ سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے ادب کرو اور رسول کا مرتبہ سمجھو (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اب ذرا شرح مشارق کا مطالعہ کرو۔ وان قوله علیه السلام فمن قضیت له بحق مسلم الخ شرطیة وهی لا تقتضی صدق المقدم فیکون من باب فرض المحال نظرا الی عدم جواز قراره علی الخطاء ویجوز ذلک اذا تعلق به غرض کما فی قوله تعالیٰ فان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین والغرض فیما نحن فیه التهدید والتفریع علے اللسن والاقدام علی تلحین الحجج فی اخذ اموال الناس۔

شُبہ ۔ حضرت کو شہد بہت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس اکثر تشریف فرما ہو کر شہد نوش فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول حضرت تشریف لائیں وہ آپ سے یہ کہدے کہ آپ کے مُنہ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ میں نے شہد پیا ہے تو یہ جواب دے کہ شہد کی مکھی مغافیر پر بیٹھی ہوگی۔ پس چونکہ آپ کو بدبو سے نفرت ہے آپ شہد پینا ترک فرما دیں گے اور حضرت زینب کے پاس نشست کم ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سرور عالم نے قسم کھالی کہ اب کبھی شہد نہ پیوں گا اس پر یہ آیت اُتری یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے کی قسم کھا لیتے۔

Marfat.com

جواب - ہزار فکریں کیں اور بیچارے مخالفین لکھتے لکھتے پریشان ہو گئے مگر آجتک اتنا ثابت نہ کر سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے مرحمت ہی نہیں فرمایا ۔ نہ اس مضمون کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی ۔ نہ حدیث دکھانے کی ہمت ۔ ہاں قیاس فاسد سینکڑوں ایجاد کر ڈالے ۔ تو ایسے فاسد قیاس کیا عقلاء کے نزدیک قابلِ التفات ہیں ؟ یوں تو شیطانی قیاس والوں کو کلام الٰہی پر شبہے سوجھیں گے اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالےٰ کو ہر وقت ہر چیز کا علم حاصل نہیں ہے ۔ جب چاہتا ہے کسی ترکیب سے کسی چیز کا علم حاصل کر لیتا ہے ۔ چنانچہ خدائے تعالےٰ کو یہ خبر نہ تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کون اتباع کرے گا جب تو اُس نے نماز میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہیں پھر گئے ۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اور کچھ چون وچرا نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ اتباع کرنے والے ہیں باقی غیر متبع ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ اس آیت میں اِلَّا لِنَعْلَمَ کے لفظ سے شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہ ہے کیا قابلِ التفات ہو ۔ ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز دلیل نہیں ہوتے ۔ اللہ جل شانہٗ علیم وخبیر ہے اس نے اب علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ معنی سمجھ لینا اور انکار علم میں سند لانا کور باطنی اور نابینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے ہزاروں شبہے کج طبع لوگوں کی طبیعتیں پیدا کرینگی اور وہ سب ان کی کوتہ فہمی کا نتیجہ ہوگا جو ایک مجذوب کی بڑ یا ہذیان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ۔

اسی طرح رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین رات دن حیلہ ڈھونڈتے رہتے ہیں ۔ اور شبہ تلاش کرتے ہیں اور ان کو اپنے اس مدعا کی سند بناتے ہیں مگر اس سے کیا نتیجہ، یہ سب کوششیں بے سود ہیں یہی شبہ تحریم والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ایسا لچر ہے جس سے کوئی دانا عدم علم

Marfat.com

نہیں نکال سکے گا۔ حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علاقہ۔ قرآنِ پاک کے مبارک لفظ یہ ہیں تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواجِ مطہرات کا منظورِ خاطرِ اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا۔ اس کو علم سے کیا واسطہ، حضور خوب جانتے تھے کہ اسمیں بدبو نہیں ہوتی مگر ازانجا کہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاقِ کریمہ ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نہ فرماتے تھے۔ بناءً علیہ اسوقت ازواج سے اس معاملہ میں سختی نہ فرمائی۔ اور انکی رضامندی کے لئے انھیں شہد چھوڑنے کا اطمینان دلا دیا۔ پھر اسپر یہ بھی منع فرما دیا کہ اس کا کہیں ذکر نہ کیا جاوے مدعا یہ تھا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا جن کے پاس شہد پیا تھا انھیں شہد چھوڑنے کی اطلاع نہ دیجائے۔ کیونکہ اس سے ان کو ملال ہوگا اور منظور ہی نہیں کہ کسی کی بھی دل شکنی ہو۔ چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام بخاری و مسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہیں یہ ہیں: فدخل علیٰ احدھما فقالت لہ ذلک فقال لا باس بہ شربت عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود لہ وقد حلفت لا تخبری بذلک احدا ابتغی مرضات ازواجہ۔ یعنی حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما میں سے کسی کے پاس جب سرورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے مُنہ سے مغافیر کی بو پاتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا ہے۔

ان تقریروں سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ ہمارے مُنہ سے بوئے مغافیر کو کوئی علاقہ نہیں۔ مگر یہ بھی معلوم تھا کہ ان کا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرما دیں۔ اسواسطے اُن کی رضامندی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اب ہم اُس کی طرف پھر عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پئیں گے اور تم کسی کو اس شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا۔ یہ اسلئے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو اسکی خبر پہنچے گی تو ان کی دل شکنی ہوگی۔ چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ المفاتیح میں اسی لا تخبری کے متعلق

Marfat.com

فرماتے ہیں الظاہر انہ لئلا ینکسر خاطر زینب من امتناعہ من عسلہا
غرضکہ اس حدیث شریف سے انکار علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ مدد نہیں پہونچ سکتی۔ نہیں معلوم کہ معترض کس نشہ میں ہے اور اس نے کیا سمجھ کر اعتراض کیا۔ حدیث میں ایک لفظ بھی تو ایسا نہیں جس سے کسی طرح یہ ثابت ہو سکے کہ حضور نے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو فلاں امر کا علم نہیں ملا۔

شبہ۔ بخاری شریف میں ہے حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گیا اور دروازے پر کھٹکا کیا۔ حضور نے فرمایا کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں۔ حضور نے فرمایا میں تو میں بھی ہوں۔ گویا یہ کلمہ حضور کو ناپسند ہوا۔ اگر حضور غیب داں ہوتے تو کیوں دریافت کرتے کہ تم کون ہو حضور کو خود ہی معلوم ہو جاتا۔

جواب۔ یہ شبہ بھی ایسا ہی واہی ہے جیسے اوراوپر گذر چکے۔ کلام کی مراد سمجھ لینا کیا معنیٰ معترض کو عبارت کا صحیح ترجمہ کرنا نہیں آتا۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا من ذا فرمانا یعنی یہ کون ہے۔ حضور کے علم نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ ورنہ خود حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ کے جواب میں فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تم ایمان نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہدے گا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جلشانہٗ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ کیا تم ایمان نہیں لائے۔ ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوتی۔ مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی واہی شبہے بیان کر سکتے ہیں ورنہ کسی مسلمان کو تو ہمت ہو نہیں سکتی علیٰ ہذا احادیث میں جابجا مذکور ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے۔
ہمارے معترض صاحب سے قبل آجتک کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل نہ سمجھا مگر عجیب الفہم معترض صاحب ہیں کہ عجیب عجیب ایجادیں کرتے ہیں ؎

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا ✿ پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا

Marfat.com

یہاں توحضور کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے ایمان والوں کی آنکھیں اس سے بند نہیں۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو (میں) نہ کہدیا کرو بلکہ نام بتلایا کرو۔ اور ایک لفظ میں کہدینا جس سے تمیز نہ ہوسکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔ آپ کو ابھی اسمیں شبہ ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے۔ استغفراللہ۔ اے حضرت اُن کے صحابہ کو، اُن کی آلِ اطہار کو، اُن کے اولیار اُمت کو۔ اُن کے ملازمانِ بارگاہ کو یہ سب علوم روشن ہیں مگر ہماری آنکھیں کُھلی ہوں تو کچھ خبر ہو سُنئے:۔ (۱) جب حضرت مولیٰ شاہ علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا اور بہت سی قیل وقال کے بعد وہاں سے لشکر بھیجا گیا۔ لشکر کے آنے سے قبل حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے خبر دی کہ کوفہ سے بارہ ہزار مرد آتے ہیں آپ کے ہمراہیوں میں سے ایک صاحب لشکر کی گذرگاہ پر آن بیٹھے۔ جب لشکر آیا تو ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا ایک بھی توکم وبیش نہ تھا (از شواہد النبوۃ لمولانا عبدالرحمٰن الجامی قدس سرہٗ السامی صـ۲)

حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ بعضے سفروں میں جب کربلا ہوکر گذرے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے داہنے بائیں دیکھا اور واقعۂ کربلا کی خبر دی (شواہد صـ۱۶۴)

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے مسجد کوفہ میں نماز فجر سے فارغ ہوکر ایک شخص سے فرمایا کہ فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑتے ہیں اُن کو بُلا لاؤ۔ وہ بُلالایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا۔ جوان نے عرض کیا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور جب سے میں اس کے سامنے گیا مجھے اس سے نفرت آنے لگی اور اس عورت نے مجھ سے لڑنا شروع کر دیا۔ جب حضور نے طلب فرمایا تھا اسوقت تک نزاع ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا شاہ علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہٗ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت باتیں ایسی ہیں جنکا سُننا غیر کے سامنے ناپسند ہوتا ہے۔ سب چلے گئے۔ صرف وہ جوان اور عورت رہ گئی، آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی بھی ہے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ میں تجھے اس کی معرفت کراتا ہوں مگر تو منکر نہ ہوجانا۔ عرض

Marfat.com

کرنے لگی میں ہرگز امر واقعی سے انکار نہ کروں گی۔ فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے۔ عرض کیا ہوں۔ فرمایا کیا کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جسکو تجھ سے محبت تھی اور تجھے اس سے۔ عرض کیا بے شک ایسا ہی تھا۔ فرمایا کہ تو ایک رات ضرورت کے لئے باہر گئی تھی اُس نے تجھے پکڑلیا اور تیرے ساتھ مشغول ہوا تو حاملہ ہوگئی تو نے ماں کو اسکی خبر کی، باپ سے چھپایا جب وضع حمل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی جب لڑکا پیدا ہوا تو نے اسکو کپڑے میں لپیٹ کر گھورے پر ڈالدیا۔ پھر ایک کتا اسکو سونگھنے لگا۔ تو نے کُتّے کے پتھر مارا اور بچہ کے سر پر لگا۔ اس کا سر پھٹ گیا۔ تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اس کے سر پر باندھا اور پھر تم دونوں چلی گئیں اور تمہیں اس بچہ کا حال نہ معلوم ہوا۔ اس عورت نے کہا بیشک ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اور میرے اور میری ماں کے سوا اس کی کسی کو خبر ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ نے اُس بچہ کو لیکر اس کی پرورش کی۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہوگیا اور اس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا یہ وہی جوان ہے۔ پھر جوان کو حکم دیا کہ سر کھولے، اس نے سر کھولا، سر پھٹنے کا نشان موجود تھا۔ فرمایا لیجا یہ تیرا بیٹا ہے، اللہ نے حفاظت فرمائی اور اُسے حرام سے بچایا۔ (شواہد النبوۃ صا۱۶۱)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ بارادۂ حج مکہ مکرمہ کو پاپیادہ روانہ ہوئے راہ میں چلتے چلتے پائے مبارک ورم کر آئے۔ ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرمادیں کیونکہ آپ کے پائے مبارک پر ورم آگیا ہے۔ فرمایا کہ نہیں، منزل پر پہونچکر ایک حبشی ملے گا اس کے پاس روغن ہے اس سے خرید لینا۔ غلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس منزل میں کہاں سے آئے گی۔ منزل پر پہنچکر ایک حبشی نظر آیا فرمایا کہ یہ وہی ہے جسکو ہم نے کہا تھا جاکر اس سے روغن خرید اور قیمت دے۔ غلام نے جاکر اس حبشی سے روغن مانگا اُس نے دریافت کیا کہ کس کے لئے درکار ہے کہا کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے اُس نے کہا کہ مجھے اُن کی خدمت میں لے چل میں اُن کا نیازمند ہوں۔ جب انکی خدمت میں پہونچا عرض کرنے لگا کہ آپ میرے آقا ہیں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں لیکن

Marfat.com

میری خاتون کے دردِ زہ ہے۔ دُعا فرمائیے کہ خدائے تعالیٰ صحیح وسالم لڑکا عنایت فرمائے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے ویسا ہی بچہ دیا جیسا تو چاہتا ہے اور یہ بچہ ہمارا نیازمند ہوگا۔ جب وہ اپنی فرودگاہ پر پہنچا تو حسب ارشاد لڑکا پایا (شواہد النبوۃ ص۱۸۲)

سلف میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا مجھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا۔ چنانچہ میں اُن ہی کی قدمبوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابر غلیظ چھایا ہوا تھا اور مینہ زور سے برس رہا تھا سردی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں دردولت پر پہنچا اسوقت مجھے یہ فکر ہوئی کہ میں ابھی اپنی اطلاع کردوں یا صبح جب امام باقر رضی اللہ عنہ خود تشریف لاویں اسوقت تک صبر کروں۔ میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں کہ فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے اور اُسے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر متفکر بیٹھا ہے، دروازہ کھولدے۔ چنانچہ اس نے دروازہ کھولدیا اور میں مکان میں چلا گیا (شواہد النبوۃ ص۱۸۳)

یہاں تو امام علی ابیہ وعلیہ السلام کو معلوم ہوگیا کہ دروازہ پر کون ہے۔

ایک اور شخص سے منقول ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کھٹکا کیا۔ ایک کنیز باہر آئی میں نے اسکی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اپنے آقا سے جاکر عرض کر کہ فلاں شخص درِ دولت پر حاضر ہے۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آ تیری ماں مرے۔ میں نے اندر جاکر عرض کیا کہ حضرت میری نیت میں بدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ دیواریں ہماری نظروں کے لئے بھی پردہ وحجاب ہیں جسطرح تمہاری نظروں کے لئے۔ اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں فرق کیا رہا۔ خبردار ایسی حرکت نہ کرنا (شواہد النبوۃ ص۱۸۳)

ایک شخص نے کہا کہ ایک روز امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے ان کے ساتھ میں بھی سوار ہوا۔ راہ میں ایک اور شخص ملا۔ امام باقر نے فرمایا کہ ان دونوں کو باندھ لو یہ چور ہیں۔ غلاموں نے باندھ لیا۔ پھر امام نے اپنے معتمدوں میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پہاڑ پر آؤ یہاں ایک غار ہے اسمیں جو کچھ ہے لے آؤ۔ وہ گئے وہاں دو جامہ دان

Marfat.com

ملے وہ لے آئے اور ایک جامہ دان ایک اور جگہ سے مِلا وہ بھی لیا۔ امامؑ نے فرمایا ان جامہ دانوں کے مالکوں میں سے ایک موجود ہے اور ایک غائب ہے۔ جب مدینہ میں پہنچے اس جامہ دان والے نے ایک اور جماعت پر تہمت لگائی تھی اور وہ ماخوذ تھے حاکم نے انھیں گرفتار کیا تھا۔ امام باقر نے فرمایا کہ ان کو سزا مت دو۔ وہ دونوں جامہ دان اسکے مالک کو دیئے چوروں کے ہاتھ کٹوائے۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ الحمدللہ میری توبہ اور قطع دست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا۔ امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیرا ہاتھ تجھ سے بیس سال قبل جنت میں گیا۔ وہ شخص صرف بیس سال زندہ رہا۔ تین روز کے بعد دوسرے جامہ دان کا مالک بھی آیا۔ امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جامہ دان میں ہزار دینار تو تیرے ہیں۔ اور ہزار دینار اور شخص کے اور اسطرح کے کپڑے ہیں۔ وہ عرض کرنے لگا کہ حضور اُس ہزار دینار والے کا نام بھی بتائیں تو درست ہے فرمایا کہ اُس کا نام محمد ہے اور اسکے باپ کا نام عبدالرحمن ہے وہ ایک نیک مرد ہے صدقہ بہت دیتا ہے نماز بہت پڑھتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار میں ہے۔ یہ سُنتے ہی اُس شخص نے امام کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ پڑھکر مسلمان ہوا (شواہد النبوۃ صـ۱۸۵)

کوفیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں کوفہ سے بارادۂ خراسان باہر آیا۔ میرے لڑکے نے حُلّہ مجھے دیا کہ اسکو فروخت کر کے میرے لئے فیروزہ خریدتے لانا جب میں مرو کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام آئے اور کہنے لگے کہ ان کا ایک خادم فوت ہو گیا ہے جو حُلّہ تمہارے پاس ہے ہمارے ہاتھ فروخت کرو تاکہ ہم اس کا کفن بنا دیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی حُلّہ نہیں ہے وہ چلے گئے۔ اور پھر آکر کہنے لگے کہ ہمارے مولا نے تمہیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حُلّہ ہے جو تمہارے لڑکے نے تمہیں فروخت کرنے کے لئے دیا ہے اور فیروزہ خریدنے کو کہا ہے۔ لو یہ اسکی قیمت ہے پھر میں نے وہ حُلّہ انھیں دے دیا اور اپنے دل میں کہا کہ ان سے چند مسئلے دریافت کر دیکھوں کہ کیا جواب دیتے ہیں۔ وہ

Marfat.com

مسئلے میں نے لکھ لئے اور صبح کو دریافت کرنے کی نیت سے اُن کے در دولت پر گیا۔ لوگوں کا اژدہام تھا۔ مجھے یہ بھی میسر نہ ہوا کہ میں اُن کی زیارت کر لیتا چہ جائیکہ مسائل دریافت کرتا متحیر کھڑا تھا کہ ان کا ایک غلام میرا نام لکھ کر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک رقعہ مجھے دے گیا اسمیں تحریر تھا کہ لے فلاں شخص تیرے سوالوں کے یہ جواب ہیں۔ جب میں نے دیکھا تو فی الحقیقت میرے تمام مسائل کے جواب تھے (شواہد النبوۃ ص۱۹۹)

مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی معنوی میں فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک روز معہ اپنے مریدوں کے جنگل میں گشت کر رہے تھے کہ ناگاہ آپ کو خوشبو آئی اور آپ پر آثارِ مستی نمودار ہوئے۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ اسوقت کیا حال ہے جو حضور کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے۔ کبھی زرد، کبھی سُرخ، کبھی سفید؟ فرمایا کہ مجھے اسطرف سے ایک یار کی بو پہونچ رہی ہے کہ اتنے سال کے بعد یہاں ایک دین کا بادشاہ پیدا ہوگا کہ آسمان پر اسکے خیمے ہوں گے۔ مریدوں نے نام دریافت کیا فرمایا کہ نام ان کا ابوالحسن ہوگا۔ اور حلیہ و قد و رنگ اور تمام باتیں بیان فرمائیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہ میرے ہی سلسلہ میں مُرید ہوگا اور میری تربت سے اسکو فیض ہوگا۔ مریدوں نے اُس کی تاریخ لکھ لی۔ چنانچہ ابوالحسن خرقانی اُسی تاریخ کو پیدا ہوئے اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ نے بیان فرمائے تھے سب اُنمیں موجود تھے۔ چنانچہ مثنوی شریف کے اشعار یہ ہیں ؎

آں شنیدی داستان بایزید — کہ زحالِ بوالحسن ازپیش دید
روزے آں سلطان تقوی میگزشت — با مریداں جانبِ صحرا و دشت
بوئے خوش آمد مرا ورا ناگہاں — در سوادِ رے زحد خارقاں
پس در آنجا نالۂ مشتاق کرد — بوئے را از باد استنشاق کرد
بوئے خوش را عاشقانہ می کشید — جانِ او از بادہ بادہ می شنید
چوں درو آثارِ مستی شد پدید — یک مُریدا ورا ازاں دم در رسید
پس بپرسیدش کہ ایں احوال خوش — کہ بروں است از حجاب پنج وشش

Marfat.com

گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سفید / میشود رویت چہ حال است آں نوید

گفت بوئے بوالعجب آمد بمن / ہمچناں کہ مرنبی را از یمن

کہ محمد گفت بر دستِ صبا / از یمن می آیدم بوئے خدا

از اویس و از قرن بوئے عجب / مرنبی را مست کرد و پُر طرب

پیرہن در مصر رہن یک حریص / پُر شدہ کنعاں ز بوئے آں قمیص

گفت زیں سو بوئے یاری میرسد / کاندریں دہ شہر یاری میرسد

بعد چندیں سال مے آید شہے / میزند بر آسماں از خرگہے

چیست نامش گفت نامش بوالحسن / حلیہ اش واگفت ز ابروئے و ذقن

قدِ او و رنگِ او و شکلِ او / یک بیک واگفت از گیسو و رو

کہ حسن باشد مریدِ اُمتم / درس گیرد ہر صباح از تربتم

رویش از گلزارِ حق گلگوں بود / از من او اندر مقام افزوں بود

بر نوشتند آں زماں تاریخ را / از کباب آراستند آں سیخ را

چو رسید آنوقت و آں تاریخ راست / زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت و خاست

ہمچناں آمد کہ او فرمودہ بود / بوالحسن از مردماں آنرا شنود

ہر صباحے تیز رفتے بے فتور / بر سر گورش نشستے باحضور

تا مثال شیخ پیشش آمدے / تا کہ بے گفتہ شکالش حل شدے

تا یکے روزے بیاید با سعود / گورہا را برف نَو پوشیدہ بود

توئے بر تو برفہا ہمچوں علم / قُبہ قبہ دید شُد جانش بغم

بانگے آمد از حظیرہ شیخ مے / ہا انا ادعوک کے تسعی اِلیّ

حال او زاں روز شد خوب و پدید / آں عجائب را کہ اول می شنید

لوحِ محفوظ ست پیشِ اولیاء / از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

نے نجوم است و رمل است و جواب

وحیِ حق واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

اب جناب کو کچھ پتہ چلا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے خدام کے علوم کیسے وسیع ہیں۔

شُبہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور قیامت میں اپنی اُمتوں کو کیسے پہچانیں گے۔ فرمایا آثارِ وضو سے اُن کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے۔ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو کیوں یہ فرماتے۔

جواب :۔ یہ شبہ بھی محض لچر ہے اور مخالفین کو ایسے شبہے کرنا شرعًا جائز نہیں کیونکہ یہ حضرات اپنی زبانوں سے اسی مسئلہ علم نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں رات دن کہتے رہتے ہیں کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہونگے حضور انھیں اپنے صحابی کہکر پکاریں گے اور بُلائینگے۔ تب حضرت سے عرض کیا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے آپ کو انکا حال معلوم نہیں چنانچہ اس کا جواب بھی اوپر گذر چکا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ جو آپ نے یہ زبان سے نکالا ہے کہ حضور اپنی اُمت کو آثار وضو سے پہچانیں گے تو ان مرتدوں کے بھی ہاتھ پاؤں اور پیشانی چمکتی اور روشن ہو گی۔ جو حضور یہ فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں اور اگر یہ نہ چمکتی ہونگی تو کیسے بلائینگے جبکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ حضور کو وہاں آثارِ وضو معرفت کا ذریعہ ہے۔ سوچو اور نادم ہو اس موقع پر حضور کو بیانِ فضیلتِ وضو منظور تھی۔ اسواسطے یہ فرمایا کہ ہماری اُمت کے اوپر خاص کرم الہٰی ہے کہ اس روز وہ سب سے ممتاز ہوگی۔ آپ یہ سمجھ گئے کہ حضور کی معرفت اسپر موقوف ہے۔ آفریں ہے آپ کی سمجھ پر۔ آپ کو ابھی یہ خبر نہیں کہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز پارہ الٓمٓ صـ۱۱۲ میں فرماتے ہیں :۔ و دیلمی از ابو نافع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمودند مثلت لی اُمتی فی الماء والطین یعنی تصویراتِ اُمتِ من در آب و گل ساختہ بمن نمودند۔ یعنی دیلمی نے ابو نافع سے روایت کی ہے کہ سرورِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میری اُمت کی تصویر پانی اور مٹی میں بنا کر دکھائی گئی۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث اور مختلف الفاظ سے بھی حدیث کی کتابوں میں مروی ہے۔ اور ایک

Marfat.com

روایت میں فعرفت حسنها وسیئها بھی آیا ہے ۔ یعنی میں نے اُن کے نیک و بد کو پہچان لیا اب کیا جائے شبہ ہے ۔

شبہ ۔ درود وسلام حضور پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے اگر حضرت غیب داں ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔

جواب ۔ کیا خوب ! یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عدم علم کی دلیل ہے یا رفعتِ شان کی ۔ مگر یہ آپ کیوں سمجھنے لگے تھے کہ بواسطہ فرشتوں کے پیش کرانا حضور کی رفعتِ شان ظاہر کرتا ہے ۔ اگر یہی ذہنِ رسا ہے تو کیا عجب ہے کہ جو حضرتِ حق سبحانہٗ تعالیٰ پر بھی اعتراض کر ڈالے کہ ذکر اللہ فرشتے لیجاتے ہیں اور اعمال حق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے تو اگر یہی ذہانت ہے تو یہ بھی کہہ بیٹھے گا کہ اللہ تعالےٰ اگر عالم ہوتا تو فرشتے کیوں عمل لیجاتے ۔ حضرت ایسے واہی شبہات سے توبہ کیجئے ۔ حضرتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ بیشک عالم ہے مگر یہ امورِ انتظام وحکمت پر مبنی ہیں ۔ اگر کوئی شبہ پیدا ہوا کرے تو علماء کی خدمت میں عرض کر کے صاف کر لیا کرو یہ بھی نہ ہو سکے تو اپنے قصورِ علم کا اعتراف کر کے اس کو اپنی نادانی سمجھا کرو ۔ اور خدا اور رسول پر اعتراض کرنے سے زبان روکو ؎

سمجھانے سے تھا ہمیں سروکار
اب مان نہ مان تو ہے مختار

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

تمت بالخیر

ذخیرہ
جمیل احمد

Marfat.com

Marfat.com